ارمغانِ امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

جلد چہارم

ترتیب وتدوین
ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۴واں سالانہ قومی امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کانفرنس

کے موقع پر پیش کیے جانے والے

علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

(منعقدہ ۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار بمقام ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور)

ارمغانِ امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

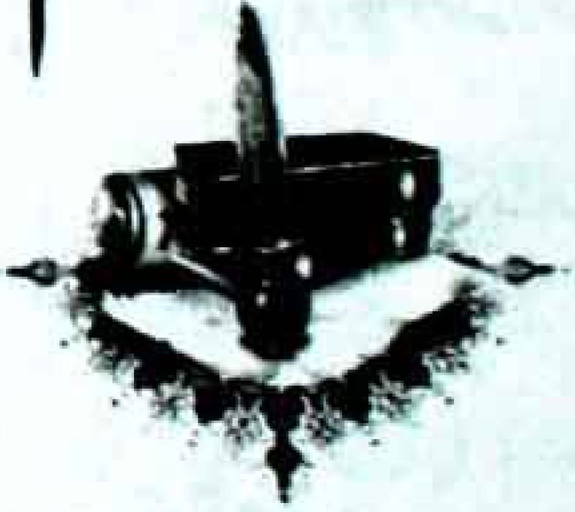

ترتیب و تدوین

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ

جی سی یونیورسٹی • فیصل آباد

جلد چہارم

شبیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

جامع مسجد قادریہ شبیر ربانی ۲۱/۱، اکبر سکیم نیو مزنگ حسن آباد، لاہور

marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر ۳۹

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ارمغانِ امامِ ربانی (جلد چہارم)
ترتیب وتدوین ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
پروف ریڈنگ شاہد حسین
زیر نگرانی محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
خطاطی احمد علی بھٹہ
اشاعت محرم الحرام ۱۴۳۳ھ / جنوری ۲۰۱۲ء
تعداد ۱۱۰۰
ناشر شیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور
صفحات ۴۱۹

ملنے کا پتہ:

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر (شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ ایکسٹرسکیم نیا مزنگ کمن آباد لاہور)
فون آفس 042-7571809 موبائل: 0300-4299321
www.sarwaremillat.com

297.4 ارمغان امام ربانی، مرتب: محمد ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر
ارم
لاہور شیر ربانی پبلیکیشنز، 2012
ص 419
1۔ تصوف

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

پروفیسر محمد اقبال مجددی

میاں محمد صادق قصوری

جمیل اطہر سرہندی

کے نام

☆ جنہوں نے مجدد شناسی کی روایت کو وقار بخشا

☆ جن پر حضرت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ حد درجہ اعتماد کرتے تھے اور ان کی رائے کا احترام کرتے۔

☆ جن کی علمی نگارشات کا اہل علم کو انتظار رہتا ہے۔

☆ جن کی مشاورت اور رہنمائی سے حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مشن اپنی سنجیدہ علمی و فکری روایت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔

طالب دعاء

ہمایوں عباس

marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر		عنوان	نمبر شمار
۱	اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی	نعتِ رسولِ مقبول ﷺ :	۱۔
۳	علامہ ڈاکٹر محمد اقبال	منقبت بحضور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ :	۲۔
۵	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	اظہارِ تشکر:	۳۔
۷	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	پیش گفتار:	۴۔
۱۷	جمیل اطہر سرہندی	افتتاحی کلمات	۵۔
۲۷	پروفیسر آغا پیر نثار احمد جان سرہندی مجددی	خطبۂ صدارت:	۶۔

مقالات

صفحہ نمبر		عنوان	نمبر شمار
۳۷	پروفیسر آغا پیر نثار احمد جان سرہندی مجددی	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، کمالات واحسانات	۷۔
۵۱	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی	دورِ حاضر میں صوفیہ کا کردار	۸۔
۶۳	پروفیسر قاری مشتاق احمد	ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	۹۔
۱۳۹	پروفیسر محمد اقبال مجددی	مجددی تحریک اور اس کے اثرات	۱۰۔
۱۷۱	الطاف سلطان علی	پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت	۱۱۔

marfat.com

صفحہ نمبر		عنوان	نمبر شمار
۱۸۱	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی	مقام نبوت کا تحفظ : حضرت مجددؒ کی خدمات	۱۱۔
۱۹۷	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	مقام صحابہؓ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے افکار کی روشنی میں	۱۲۔
۲۲۳	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد	سماجی فلاح و بہبود (حضرت مجددؒ کے افکار کی روشنی میں)	۱۳۔
۲۳۷	ڈاکٹر عبد الحمید عباسی	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بحیثیت خادمِ قرآن	۱۴۔
۲۵۳	حافظ افتخار احمد خان	رسالہ تہلیلیہ کے ادبی محاسن	۱۵۔
۲۷۳	ڈاکٹر محمد اکرم ورک	خانِ خاناںؒ کے نام حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت	۱۶۔
۲۹۳	محمد ناظم بشیر مجددی نقشبندی	روئیداد کانفرنس	۱۷۔
۳۱۷	محمد ناظم بشیر مجددی نقشبندی	سابقہ کانفرنسز میں پیش کیے جانے والے مقالات کے عنوانات	۱۸۔

مکاتیب

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۳۱	ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کے مکاتیب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے نام	۱۹۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت رسول مقبول ﷺ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اے شافعِ امم شہ ذی جاہ لے خبر
لِلّٰہ لے خبر مری لِلّٰہ لے خبر

دریا کا جوش ناؤ نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا تو کہاں ہے میرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد
اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

پہنچے پہنچنے والے تو منزل مگر شہا
ان کی جو تھک کے بیٹھے سرِ راہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

marfat.com

منزل نئی عزیز جدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہ غم میں پڑ کاہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں
تکتا ہے بے کسی میں تیری راہ لے خبر

اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

پُر خار راہ برہنہ پا تشنہ آب دور
مولیٰ پڑی ہے آفت جانکاہ لے خبر

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثّرہ اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضاؔ
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

marfat.com

کلام اقبال

(بحضور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار

marfat.com

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلۂ فقر سے ہو طرۂ دستار

باقی کُلۂ فقر سے تھا ولولہ حق
طُروں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار

ل

ا۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال /بال جبریل، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور،۱۹۹۴ء، ص: ۳۸۸-۳۸۹

marfat.com

اظہار تشکر

۳۴ ویں قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کے موقعہ پر علمی و تحقیقی مقالات سے تقریب کو وقیع بنانے والے اصحاب علم و دانش، اس کے انعقاد کو ممکن بنانے اور انتظام و انصرام میں حصہ لینے والے تمام احباب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ زیرِ نظر کتاب ''ارمغانِ امام ربانی (جلد چہارم)'' کا زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آنا محبین و متعلقین سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص کا عملی ثبوت ہے۔ اس حوالہ سے تگ و تاز کا عملی حصہ بننے والے تمام افراد کا شکریہ۔ چند نام جو ذہن میں ہیں درج ذیل ہیں:

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

۳۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی

۴۔ جناب جمیل اطہر سرہندی

۵۔ جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد

۶۔ جناب میاں محمد صادق قصوری

۷۔ پروفیسر راغب الیاس شاہ

۸۔ صاحبزادہ غلام مصطفٰے نقشبندی مجددی

۹۔ صاحبزادہ جنید سرور نقشبندی مجددی

۱۰۔ جناب محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

marfat.com

۱۱۔ علامہ ڈاکٹر منظور حسین اختر

۱۲۔ جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد فاروق حیدر

۱۳۔ جناب پروفیسر حافظ محمد نعیم

۱۴۔ جناب پروفیسر حافظ مقبول احمد

۱۵۔ جناب ڈاکٹر محمد اکرم ورک

۱۶۔ جناب ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

۱۷۔ ڈاکٹر مطلوب احمد رانا

۱۸۔ ڈاکٹر شیر علی

۱۹۔ جناب خواجہ عمر فیاض

۲۰۔ جناب علی امجد نقشبندی

۲۱۔ جناب کاشف حمید

۲۲۔ جناب اسامہ سعید

۲۳۔ جناب شاہد حسین

۲۴۔ جناب علی احمد بھٹہ

۲۵۔ محمد راشد مگھالوی

میر پور خاص (سندھ) سے تشریف لانے والے حضرت پروفیسر پیر نثار احمد جان سرہندی مجددی، خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کانفرنس کی صدارت فرمائی۔

طالب دعا

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس (چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد)

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہٖ وسلم

پیش گفتار

اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے کہ شیر ربانی پبلی کیشنز کی طرف سے ''ارمغان امام ربانی'' کی چوتھی جلد آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے توسل سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا علمی فیضان جاری ہے۔ اس فیضان کے پیچھے حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ کا اخلاص یقیناً کارفرما ہے۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی متاع حیات کو فکر مجددی کی ترویج واشاعت کے لئے وقف رکھا اس مشن کے فروغ کے لیے آپ نے ہر طرح کی قربانیاں بھی دیں یہاں تک کہ آپ کو ہر طرح تنگ بھی کیا گیا مگر اس مرد حق آگاہ نے اپنے رستے میں کسی چیز کو حائل نہ ہونے دیا۔ اس اخلاص اور شریعت سے محبت کے جذبے کا کمال ہے کہ آج فکر مجدد پر مشتمل 'اہل علم کے مقالات' کی چوتھی جلد بھی آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

فکر مجددی کی تفہیم کے لئے بیسویں صدی کی آخری دہائیوں سے تیزی سے کام شروع ہوا اور یہ مختلف حوالوں سے جاری ہے۔ کیونکہ اس بات کا احساس شدت سے ہونے لگا ہے کہ معاشرتی اور سیاسی انقلاب بپا کرنے کے لئے اس منہج کو اپنانا ضروری ہے جسے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ برعظیم پاک وہند اور بیرون برعظیم داعیان، خواہ وہ کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہوں، کم

marfat.com

از کم حضرت شیخ احمد سرہندی کے افکار سے متاثر ضرور ہوئے۔

نظریہ ضرورت، روشن خیالی، وحدت ادیان، نام نہاد روا داری، احترام انسانیت اور انسانی حقوق جیسے پرفریب نعروں کے پیچھے جو مسموم اور مذموم مقاصد پوشیدہ ہیں ان کو سمجھنے کے لئے صرف دانش برہانی کافی نہیں بلکہ دانش نورانی کی پشتیبانی بھی ضروری ہے اس کے لیے فکری رہنمائی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حیات آفریں کام میں موجود ہے۔ اقبال نے جرمن فلاسفر نطشے (م: ۱۹۰۰ء) پر تنقید کرتے ہوئے۔ فکر سرہندی سے استفادہ کا مشورہ دیا تھا:

کاش بودے در زمان احمدے
تا رسیدے بر سرور سرمدی

سرور سرمدی کے حصول کے لئے اہل علم ودانش نے فکر مجدد سے خوشہ چینی کر کے مختلف موضوعات پر بیش قیمت علمی سرمایہ چھوڑا۔ چند تازہ علمی کاموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(i)	تاریخ الحرکۃ المجددیہ	:	ڈاکٹر محمود احمد غازی
(ii)	سلوک نقشبندیہ	:	رفعت اویس
(iii)	رسائل در دفاع مجدد	:	وکیل احمد سکندر پوری

ان رسائل کو پروفیسر محمد اقبال مجددی کی کوشش سے شیر ربانی پبلی کیشنز نے دوبارہ شائع کیا۔

علاوہ ازیں راقم کی درج ذیل کتب شائع ہوئیں۔

☆ ایم فل کا مقالہ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں ڈاکٹر محفوظ احمد کی نگرانی میں اس کی تکمیل ہوئی۔

marfat.com

(i) رسالہ تہلیلیہ: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلمہ طیبہ کے معارف پر مشتمل رسالہ کی تحقیق وتخریج۔

(ii) مقام صحابہ: حضرت مجدد کے افکار کا مطالعہ

(iii) جواہر لاثانی بحضور امام ربانی

اس کتاب میں حضرت مجدد کو اردو، عربی، پنجابی، فارسی، پشتو، سندھی، انگریزی میں پیش کئے جانے والا منظوم خراج عقیدت ہے۔

ثیر ربانی پبلی کیشنز لاہور حسب روایت چونتیسویں (۳۴) قومی، امام ربانی کانفرنس کے مقالات کو شائع کر رہا ہے۔ ارمغان امام ربانی کی اس چوتھی جلد میں جن اہل قلم کے مقالات شامل ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی: (پ: ۱۹۳۸ء)

دور حاضر میں اہل علم وقلم کا وقار اور بھرم آپ سے قائم ہے۔ معاشرہ کا ہر طبقہ آپ کی تحقیقات سے مستفید ہونا چاہتا ہے۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت ذوق سے آپ کی گفتگو سماعت فرماتے اور اہم ترین معاملات میں ڈاکٹر صاحب سے مشورہ فرماتے۔ اس جلد میں ''دور حاضر میں صوفیہ کا کردار: حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے افکار کی روشنی میں'' کے عنوان سے آپ کا مقالہ شامل ہے۔ یہ مقالہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے افکار پر آپ کی گہری نظر اور معاشرہ کے گہرے مشاہدے کا عکاس ہے۔

marfat.com

(۲) پروفیسر قاری مشتاق احمد (پ: ۱۹۴۱ء)

شیر ربانی اسلامک سنٹر کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے آپ کی خدمات کو ہمیشہ خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ آپ کا مقالہ حضرت ابن عربی کے افکار پر حضرت مجدد کے تاثرات کا خوبصورت لفظی اظہار ہے۔

(۳) پروفیسر محمد اقبال مجددی (پ: ۱۹۵۰ء)

''مجدد شناس'' کی حیثیت سے آپ کی خدمات کا اعتراف دنیا بھر کے اہل علم کو ہے۔ مجددی سلسلہ کی کتب کی اشاعت کے حوالے سے آپ کی مساعی صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتی ہیں آپ نے اپنے مقالہ بعنوان: ''احیائے دین کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں اوران کے ثمرات'' میں حضرت مجدد کی خدمات کا تاریخی جائزہ پیش کیا ہے۔

(۴) ڈاکٹر حافظ محمد سجاد (پ: ۱۹۶۷ء)

حافظ صاحب کواللہ تعالیٰ نے علم اور انکساری، دونوں نعمتوں سے نوازا ہے، جن کا اجتماع اس دور میں عنقا ہے۔ علمی حلقوں میں ''نفع بخش انسان'' کی حیثیت سے متعارف ہیں۔ آپ نے انسان دوستی کے حوالے سے صوفیہ کی خدمات کو بیان کرتے ہوئے سماجی فلاح و بہبود کو حضرت مجدد کے افکار کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

(۵) ڈاکٹر عبدالحمید عباسی (پ: ۱۹۶۱ء)

علوم القرآن اور اصول تحقیق پر گہری نظر رکھنے والے ڈاکٹر عباسی نے اپنے مقالہ میں حضرت مجدد کی قرآنی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

marfat.com

انہوں نے مکتوبات سے تفسیری نکات پر سیر حاصل بحث کی۔ آپ کے تحقیقی نکات سے قرآن فہمی کے حوالہ سے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا نقطہ نظر سامنے آیا۔

(۶) ڈاکٹر محمد اکرم ورک (پ: ۱۹۶۸ء)

ڈاکٹر محمد اکرم ورک تحقیقی ذوق کی حامل شخصیت ہیں آپ نے قومی امام ربانی کانفرنس میں ایک شخصیت (خان خاناں) کے نام حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے مکاتیب کا جائزہ پیش کیا ہے۔ اس تناظر میں انہوں نے کانفرنس میں خان خاناں کے نام خطوط کی سیاسی دعوتی اور سماجی اہمیت کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا۔

(۷) ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خاں (پ: ۱۹۷۲ء)

ڈاکٹر افتخار عربی زبان وادب کی تدریس کا فریضہ ایک دہائی سے انجام دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ امام ربانی کانفرنس میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی عربی نگارشات پر اپنا مقالہ پیش کرتے ہیں۔ اس کانفرنس میں ان کے مقالہ کا موضوع ''رسالہ تہلیلیہ کے ادبی محاسن'' تھا۔

(۸) ڈاکٹر آصف اشرف جلالی ایک خطیب کی حیثیت سے اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ انہوں نے مقام نبوت کے تحفظ میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمات پر خوبصورت علمی گفتگو کی۔

(۹) پروفیسر راغب الیاس شاہ (پ: ۱۹۶۵ء) حضرت سرور ملت کے دیرینہ ارادت مند ہیں ان کے مقالہ کا عنوان اگرچہ ''مکتوبات سعیدیہ (تعارف و جائزہ)'' تھا۔ مگر بوجوہ انہوں نے اپنے شیخ (صوفی غلام سرورؒ) کی خدمات جلیلہ پر اظہار خیال فرمایا

marfat.com

(۱۰) راقم نے (پ ۱۹۷۰ء) مقام صحابہ: حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے افکار کی روشنی میں کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش کیا جو علیحدہ کتاب کی صورت میں شائع ہوگیا۔ ہے۔

۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء کو ایوان اقبال میں ہونے والی اس کانفرنس میں حضرت پروفیسر آغا نثار احمد جان سرہندی مجددی کی شمولیت اور جناب جمیل اطہر سرہندی کی کاوشیں لائق تحسین ہیں۔ اس موقعہ پر منہاج القرآن یونیورسٹی لاہور کے ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری نے بھی اظہار خیال فرمایا اور حضرت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وفکری خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

ارمغان امام ربانی کی اس چوتھی جلد کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں درج بالا مقالات شامل ہیں جبکہ دوسرا حصہ مکتوبات مسعودی پر مشتمل ہے۔ چونکہ حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب، حیات وافکارِ مجدد کے مختلف پہلوؤں پر قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہوتے ہیں اس لئے ان مجموعہ ہائے مقالات میں ان کو بھی شائع کیا جاتا ہے۔ چوتھی جلد میں معروف مجدد شناس جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی مدظلہ العالی کے نام ۳۵ مکاتیب شائع کئے جارہے ہیں۔ امید ہے کہ اہل علم ان مقالات کے بارے میں اپنی قیمتی آراء ارسال فرمائیں گے۔ ارمغان امام ربانی کی گذشتہ جلدوں کی طرح اس جلد کے مقالات کو بھی اہل علم کی ایک کمیٹی نے ابتدا سے آخری مرحلہ تک جانچا اور پرکھا، کوشش کی کہ تحقیق کے مروجہ اصولوں اور معیار کو پیش نظر رکھا جائے۔ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، ڈاکٹر حافظ محمد سجاد، ڈاکٹر محمد اکرم ورک نے

marfat.com

ان مقالات کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے جو کوشش کی اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

علاوہ ازیں جناب ناظم بشیر اور ان کی پوری ٹیم بھی ان تحقیقی مراحل میں معاونت پر شکریہ کی مستحق ہے۔

یہ ارمغانِ علمی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ولادت کی چار صدیاں ہونے پر اہل علم کی خدمت میں اس امید کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے کہ اللہ جل شانہٗ ہمیں حضرت امام ربانی" کے فکر و فلسفہ کی ترویج کے لیے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ
جی سی یونیورسٹی فیصل آباد
۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ/۶ دسمبر ۲۰۱۱
drhumayunabbas@Yahoo.com

marfat.com

اِفتتاحی کلمات

marfat.com

افتتاحی کلمات

جمیل اطہر سرہندی

معزز مہمانانِ گرامی سب سے پہلے میں حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر، سمن آباد لاہور کی طرف سے آپ سب حضرات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ ۳۴ ویں قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس میں شریک ہو رہے ہیں اس سوسائٹی کا قیام حضرت سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک سے عمل میں آیا تھا اور جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ۳۴ ویں امام ربانی کانفرنس ہے اور مجدد الف ثانی سوسائٹی کے عہدیداران اور کارکن ایک تسلسل کے ساتھ اس فکر اور فلسفے سے اپنی وابستگی کا اظہار کرتے آ رہے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی عظیم شخصیت ہیں جن کا روحانی فیض کم و بیش چار سو برس سے مشرق و مغرب، جنوب و شمال میں جاری ہے جدید علمی دنیا میں سب سے پہلے جس نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا وہ شاعرِ مشرق حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کو حضرات اہل اللہ کی روحانی قوت کا صحیح ادراک تھا اس لیے انہوں نے فرمایا تھا۔

نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ڈاکٹر اقبال نے محسوس کیا کہ برصغیر کے مسلمانوں کی اگر قسمت بدل سکتی ہے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و تعلیمات پر عمل کر کے ہی بدل سکتی ہے اس لیے انہوں نے یہ التجا کی۔

marfat.com

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

تاریخی حقائق کا علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تکفیری مہم نہیں چلائی بلکہ اصلاحی مہم سے کام کیا ہے۔ بیمار کو بیمار ثابت کرنا اور اس کے مرض کی صحیح تشخیص یہی حکمت ہے مگر بیمار کا علاج کرنا اس کے مرض کے اصل اسباب کو دور کرنا اور اس کو صحت مند بنانا اصل حکمت ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیمار ملت کو صحت مند بنایا اور ہندوستان کے مسلمانوں کو ہسپانیہ کے حشر سے دوچار ہونے سے بچانے میں کامیاب ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بڑی ہمہ گیر ہے اس کے اثرات بھی عالمگیر ہیں جوں جوں تحقیق کا مقام وسیع ہو رہا ہے نئے نئے رُخ سامنے آرہے ہیں اور آپ کی عظمت وشوکت کا نقش پختہ تر ہوتا جارہا ہے۔ بے شک آپ الف ثانی یعنی ہزارہ دوم کے مجدد ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض اپنی صدی سے گذر کر اب دوسری صدیوں میں داخل ہو رہا ہے تقریباً ۴۰۰ برس گزر چکے ہیں مگر پاک وہند کے افق پر مجددی آفتاب پوری آب وتاب سے چمک رہا ہے حضرت شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فیض شیخ طریقت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوا تھا۔ وہ کابل سے روانہ ہو کر لاہور پہنچے پھر وہاں سے دہلی روانہ ہوئے راستے میں سرہند سے گذر ہوا۔ اس شہر میں یہ واقعہ پیش آیا جس کا ذکر حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:

''فقیر نے دیکھا ایک بڑا چراغ روشن کیا گیا ہے اور دیکھتے ہی

marfat.com

دیکھتے اس کی روشنی بڑھتی جاتی ہے ہزاروں لوگ اسے روشن
کر رہے ہیں حتیٰ کہ میں سرہند کے قریب پہنچا تو وہاں کے دشت
ودر کو چراغوں سے منور پایا“۔[۱]

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لے گئے جہاں اڑھائی ماہ کے قیام کے اندر فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے اور سلسلہ نقشبندیہ کی اجازت حاصل کی اور حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ شریف سے انہیں مشرف فرمایا۔ ڈاکٹر اقبال سرہندی نے صحیح کہا تھا۔

اے مجدد لاج رکھ لی تھی ہماری آپ نے
کر کے تجدید وفا کی تاجداری آپ نے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ناموس رسالت، ناموس شریعت اور ناموس ملت کے محافظ و نگہبان تھے۔ اقبال نے کہا تھا۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں فرمایا:

”تم جانتے ہو کہ پچھلے دور میں اسلام پر کیا کچھ گزری ہے اسلام
کی کمزوری پہلے زمانے میں جب کہ اسلام نیا نیا آیا تھا اس سے

۱۔ روضۃ القیومیہ، جلد ۱، ص: ۱۴۲

marfat.com

زیادہ نہ تھی کہ مسلمان اپنے دین پر اور کفار اپنے دین پر قائم رہے لیکن پچھلے دور میں (ان کا اشارہ اکبر کے زمانے سے ہے) کفار کھلم کھلا اسلامی علاقوں میں کفر کے احکام جاری کرتے تھے اور مسلمان اسلام کے احکام ظاہر کرنے سے عاجز تھے اگر اظہار کرتے تھے تو قتل کر دیے جاتے تھے اب جب کہ مانع شوکت اسلام بیچ میں سے ہٹ گیا ہے (اس کا اشارہ اکبر کے رخصت ہونے کی طرف ہے) اور بادشاہِ اسلام کے تخت نشین ہونے کی خبر مسلمانوں نے سن لی ہے تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ وہ قول و عمل سے بادشاہ کی مدد کریں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب میں فرمایا:

''دنیا دار علماء کی صحبت زہر کی طرح ہے اور ان کا فساد اوروں تک پہنچتا ہے پچھلے دور میں جو مسلمانوں پر مصیبت آئی ہے وہ ان کی وجہ سے آئی بادشاہوں کو انہوں نے بہکایا۔ گمراہی کے بہتر فرقوں کے مبتدا یہی تھے اس لیے فقیر بادشاہ کا ساتھ دینے کی آرزو رکھتا ہے جو اسلام کو طاقتور بنانے کی فکر میں ہیں اور مسلمانوں کو بری حالت سے نکالنا چاہتے ہیں''۔

جدا اور خارج از اشتراک فرقے کا تصور شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا بے شک حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کو ہندومت میں ضم ہونے سے

marfat.com

بچائیں۔آپ ہی کی مساعی کا ثمرہ ہے کہ آج اسلام اور مسلمان برصغیر میں پہچانے جاسکتے ہیں۔حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے ملی تشخص کو ابھارا ورنہ ہندوؤں نے بت اور جین دھرم کو اپنے اندر اس طرح جذب کرلیا تھا کہ ان کا نام ونشان تک باقی نہ رکھا۔ان کی کوشش یہ تھی کہ مسلمانوں کو بھی اسی طرح اپنے اندر جذب کرلیا جائے۔امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب بظاہر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے انہیں عطا کیا لیکن درحقیقت یہ مولا جل شانہ' کا عطیہ تھا اور اللہ کے نیک بندوں نے آپ کو حضرت مجدد کہنا شروع کردیا اکثر افراد اب آپ کا اصل نام تو جانتے ہی نہیں انہیں حضرت مجدد کے نام سے ہی یاد کرتے ہیں حضرت مجدد کے احیائے دین کا ہی اثر ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ہندوؤں میں ضم ہونے سے بچ گئے۔اجل علماء حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تحریک احیائے اسلام کے گرویدہ ہوئے اور اب تک چلے آرہے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تعریف میں نہایت ہی خوب اور بلند پایہ بات کہی ہے کہ مومن پارسا ہی آپ سے محبت اور فاجر بدبخت ہی آپ سے بغض رکھے گا۔آپ کے مکتوبات اور رسائل کے ہر لفظ میں سرکار دوعالم ﷺ کی محبت کی چاشنی ملتی ہے اور انسان جتنا زیادہ ان کے افکار کا مطالعہ کرتا ہے اتنا ہی وارفتہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ایک شاعر نے کہا

جلائے جس نے اندھیروں میں روشنی کے چراغ
وہ جس کے فیض نے مہکا دیے جہاں کے دماغ

marfat.com

حضرتؒ کا وصال ۲۸ رصفر ۱۰۳۴ھ مطابق ۱۰ ردسمبر ۱۶۲۴ء کو ہوا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی دو کرامتیں دنیا کے لیے بڑے فیض کا باعث ہوئی ہیں ایک آپ کے نیک صاحبزادگان جنہوں نے آپ کے بعد آپ کے تبلیغی اور اصلاحی مشن کو جاری رکھا اور دوسری کرامت جناب حضرت مجدد کے مکتوبات شریفہ ہیں جنہیں پڑھنے والا آج بھی ایک سرور اور سوز محسوس کرتا ہے یہ مکاتیب فارسی ادب کا بیش قیمت سرمایہ ہیں اور اب اردو میں ترجمہ ہو کر دنیا سے داد پا رہے ہیں۔ حضرت مجدد کی ایک اور اہم خدمت یہ ہے کہ آپ نے سلسلۂ تصوف کی ترویج کی جو ہندوستانی طریقوں میں شریعت سے زیادہ قریب ہے وہ تصوف کو احکامِ شرعی کی حدود میں لے آئے آپ کا ایک اور کارنامہ بدعت کے خلاف جہاد ہے انہوں نے ان چیزوں کو جو وقتی مصلحتوں اور نفسانی فائدوں کی بناء پر دین اسلام میں عقائد و اعمال کی صورت میں شامل کر دی گئی تھیں انہیں دین سے باہر نکالا اور ملت اسلامیہ کو آگاہ کیا کہ سنت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک کی بقا اور دوسرے کی فنا لازم ہے۔ بس ایک کا زندہ کرنا اور دوسرے کو مارنا ہے۔ بدعت دین کو کاٹنے والی کلہاڑی ہے اور سنت ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ بدعت کا دور کرنا اسلام کی تقویت کے لیے لازم ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شعائر اسلام کا احیاء کیا۔ آپ نے جہانگیر کو سجدہ تعظیمی نہ کر کے قید و بند کی صعوبتوں کو لبیک کہا اور خلاف شریعت احکامات کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ فیض لدھیانوی کا شعر ہے ۔

جو آنکھیں ہیں تو پڑھ شیخ مجدد کی وہ تحریریں نہاں جن کے ہیں ہر نقطے میں دین و طن کی تفسیریں

marfat.com

یہ تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی یاد میں ہم یہ کانفرنس منعقد کر رہے ہیں اور اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ حضرت نے جو پیغام ہمارے لیے چھوڑا ہے ہم یہ پیغام آج کی نسل تک پہنچائیں اور ان کو دعوت دیں اور بلائیں ان مقاصد کی طرف اس فلسفہ کی طرف اور اس فکر کی طرف جس کے علمبردار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر اپنی بساط کے مطابق پچھلے پینتیس سال سے یہ خدمت انجام دیتے آ رہے ہیں اور اس سارے کام کا سہرا ہمارے روحانی پیشوا سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے آج ان کی روح پھر خوش ہوگی کہ ان کے پیروکاران کے نام لیوا اس مقصد اور نصب العین کے لیے ایک مرتبہ پھر لاہور کی اس سرزمین میں اکٹھے ہوئے ہیں جو کہ حضرت باقی باللہؒ کو بھی بڑی عزیز تھی اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بڑی محبوب تھی حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بڑے پیشوا تھے اپنے اسی سفر میں جو وہ کابل سے دہلی تک کر رہے تھے سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو دریافت کیا تھا تو یہ سرزمین اس بات پر ہمیشہ فخر کرتی رہے گی کہ وہ ذریعہ بنی اس شخصیت کو دریافت کرنے کا جس نے اسلام کو دوبارہ زندہ کیا جو اسلام کے ماننے والوں کے ہاتھوں آزمائشوں اور مصائب سے دوچار تھا لیکن ایک مردِ حق کھڑا ہوا اور دیوار بن کے مقابلہ کیا سختیوں اور مصائب کا اور وہ ذریعہ بنا برصغیر میں اسلام کو ایک نئی زندگی اور ایک نئی روح عطا کرنے کا۔

حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی اپنے دوسرے کاموں کے علاوہ ہر سال یہ

marfat.com

کانفرنس منعقد کرتی ہے اور اس میں جو مقالات پڑھے جاتے ہیں انہیں کتابی صورت میں شائع کرتی ہے۔اس دفعہ ارمغانِ امام ربانی کے نام سے جلد سوم شائع ہوئی ہے۔ یہ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس جو ہمارے ساتھی، مربی اور محسن ہیں انہوں نے اسے مرتب کیا ہے اور اسی طریقے سے ہم نے ایک اور کتاب تصوف روح دین شائع کی ہے یہ بھی شیر ربانی اسلامک سنٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کی تحریر ہے۔

قاری صاحب حضرت سرور ملت رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھی ہیں ان کے دست راست ہیں اور ان کے مشن کی تکمیل میں شب و روز کوشاں ہیں اور ہمارے لیے راہنمائی اور ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ پاکستان کو ایک اسلامی مملکت ان تصورات کے مطابق جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں دیے جو حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے ہمیں دیے جو حضرت قائداعظم نے ہمیں دیے پاکستان کو اسلام کا ایک قلعہ بنانے کے لیے عزم صمیم کے ساتھ یہاں سے اٹھیں گے اور اس پیغام کو ان تمام لوگوں تک پہنچائیں گے جو اس کانفرنس میں شریک نہیں ہو سکے تاکہ حقانیت کا اور صداقت کا یہ پرچم سربلند رہے۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا کرے (آمین)

marfat.com

خطبۂ صدارت

marfat.com

خطبۂ صدارت

پروفیسر پیر آغا نثار احمد جان سرہندی

الحمد للہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ الہ و صحبہ اجمعین اما بعد

جناب جمیل اطہر سرہندی صدر حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی، سیکرٹری جناب ناظم بشیر صاحب، دیگر اراکین حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی، شیر ربانی اسلامک سنٹر، صاحبزادہ غلام مصطفیٰ مجددی اور صاحبزادہ جنید سرور مجددی، علمائے کرام، مشائخ عظام و صلحائے وقت! سب سے پہلے میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ایسی پُر وقار علمی کانفرنس کی صدارت کا اعزاز بخشا۔ آپ کی محبت مجھے اس سال بھی کھینچ لائی لاریب حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی و شیر ربانی اسلامک سنٹر خوش نصیب ہیں کہ انہیں اتنے عالی مرتبت مقالہ نگار میسر آئے یہ لوگ آسمان علم و فضل کے مہر و ماہ ہیں گویا علم و فضل کی ایک کہکشاں کھلی ہوئی ہے ایک ایک مقالہ نگار کا مقالہ اس قابل ہے کہ آب زر سے لکھا جائے۔ ہم نے بھی اور آپ نے بھی ملاحظہ فرمایا کہ سابقہ کانفرنس میں پڑھے جانے والے مقالات کتنے وقیع تھے اور اُس کی حلاوت آج تک موجود ہے اور اِس کانفرنس کی حلاوت اُس پر مستزاد!!

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بجا طور پر اہلیان لاہور سے محبت فرماتے تھے انہوں نے لاہور کو قبۃ الاسلام قرار دیا یہاں آپ کی بنائی ہوئی مسجد الحمد للہ آج بھی موجود ہے۔ گذشتہ سال عرس امام ربانی کے موقع پر جب میں آپ حضرات کی خدمت

marfat.com

میں حاضر ہوا تھا تب جلسہ گاہ میں مجھے جو سکینت و اطمینان قلب حاصل ہوا جو مسرت و انبساط کا عالم طاری ہوا وہ میرے لیے ایک حیران کن تجربہ ثابت ہوا۔ مجھے کچھ ایسا محسوس ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی کی روح پاک مسرت سے آپ کی طرف متوجہ ہے اور اُسی کے فیض سے اتنا پُر کیف روحانی اجتماع ممکن ہوا۔ دوسری طرف سلسلہ عالیہ میں اتحاد و اتفاق کی ہے ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

''زِ اتفاق مگس شہد می شود پیدا خُدا چہ لذت شیریں در اتفاق نہاد!!

شہد کی مکھیوں کے اتحاد و اتفاق سے شہد جیسی شیریں چیز پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اتحاد و اتفاق میں کیا شیریں لذت رکھی ہے

حضرات گرامی! تاریخ تجدید میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی وہ واحد ہستی ہیں جن کے مجدد ہونے پر کامل اتحاد ہے یہاں تک کہ آپ کے اسم مبارک کا بہت سے لوگوں کو علم نہیں۔ موافق ہو یا مخالف سب آپ کو مجدد الف ثانی کے پر افتخار لقب سے یاد کرتے ہیں در حقیقت ''مجدد الف ثانی'' کی قبائے زرّیں بنی ہی آپ کے جسم مبارک کے لیے تھی۔ ذلک فضل اللہ یوتیه من یشآء یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے نواز دے'' وہ اس پورے ہزار سالہ دور کے بالاتفاق مجدد و مصلح ہیں۔ رُشد و ہدایت، علم و فکر کے تمام راستے اُن ہی کی طرف جاتے ہیں۔ متاخرین کے کلام میں اُن کے فکر کی خوشبو موجود ہے۔ آپ کی تعلیمات اسلام کا عین قلب ہیں آپ کی فکر عالی کا منبع قرآن و حدیث ہے کوئی اسلامی مفکر ان مصادر تک رسائی میں اُن سے زیادہ قریب تر نہیں ہے۔

marfat.com

آپ کی تجدید یہ ہے کہ نہ صرف آپ نے شریعت وطریقت میں ڈالی گئی آلودگی کو صاف کیا بلکہ صحیح اسلامی فکر و فلسفے کو اُجاگر کیا۔ خالصتاً ایک نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی جو قرآن وسنت سے مُستفاد تھا جس میں فکر یونان کا کوئی دخل نہیں تھا۔ آپ حدیث شریف میں آئے ہوئے لفظ ''صِلۃ'' کے مصداق ہیں آپ نے شریعت وطریقت کو ملا کر ایک کر دیا۔ آپ تمام مروج سلاسل کے جامع ہیں۔ میرے علم میں چھتیس سلاسل ہیں جن میں آپ بیعت تھے یہی وجہ ہے کہ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا اختصاص یہ ہے کہ یہ ایک پُل ہے جو تمام سلاسل ومسالک / فرقوں کو آپس میں ملاتا ہے۔ یہاں ہر مسلک کے حامل افراد کو اپنے مسلک کے مطابق تسکین ملے گی۔ یہاں توحید قرآن وسنت، محبت رسول مقبول ﷺ ومحبت اہل بیت کرام و بزرگانِ دین سے بے پناہ عقیدت ومحبت مجتمع ملے گی۔ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں شریعت وطریقت کا ایسا حسین امتزاج ہے کہ حدیث شریف میں طریقت کے لیے آیا ہوا لفظ ''اخوان'' اپنے پورے حُسن کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔

حضرات گرامی! آپؒ نے بے شمار عُقدہ لاینحل حل فرمائے رسول اکرم ﷺ کو معراج دنیا میں نہیں آخرت میں ہوئی تھی۔ حضرات خضر والیاس ارواح ہیں۔ ہندوستان میں بھی انبیائے کرام تشریف لائے تھے مگر پیروکاروں کی تعداد بہت کم رہی بعض کی قبور مبارکہ کی نشان دہی فرمائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے عبقریٔ وقت مسلم قوم پر آپ کے احسانات گنوانے کے بعد فرماتے ہیں:

''آپ کی ذات کی جلالت شان یہاں تک پہنچی کہ بلاخوف وتردّد

marfat.com

یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ سے محبت رکھنے والا مومن متقی اور آپ
سے عداوت رکھنے ولا فاجرو شقی ہے''۔[۱]

آپ کا فکر و فلسفہ سلطنت کے لیے ایک مقوی ٹانک ہے۔ سلطنت مغلیہ جب تک آپ کے فکر و فلسفہ پر عمل پیرا رہی تب تک سلطنت مغلیہ کی وسعت قوت وشوکت میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا مگر اورنگزیب عالمگیر کی وفات کے بعد اُن کے جانشینوں نے آپ کے فکر و فلسفہ کو ترک کردیا جس کے نتیجہ میں عظیم سلطنت مغلیہ کے جسم سے قوت و طاقت کا سارا خون نچڑ گیا اور سلطنت تباہی و بربادی کی طرف تیزی سے گامزن ہوگئی کیونکہ یہ نظریہ ہی ہے جو سلطنت کے بے جان جسم میں طاقتور روح ڈالتا ہے

یہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی جس کی وجہ سے علامہ اقبال کے فکر و فلسفہ کا رخ تبدیل ہوگیا۔ علامہ صاحب اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''جاوید نامہ'' میں مشہور مغربی مفکر نطسہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

کاش بودے در زمانِ احمدے   تا رسیدی برسرورِ سرمدی

کاش نطسہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں ہوتا تو ان سے سرور سرمدی حاصل کرتا۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ'' مجدد الف ثانی کانفرنس'' ہو اور حضرت سرور ملت صوفی غلام سرور علیہ الرحمۃ اور استاذی ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کی یاد نہ آئے الحمدللہ ان کے صاحبزادگان جناب غلام مصطفیٰ و جناب جنید سرور سلمہما و ربھما اور ان کے مرید باصفا جناب ناظم بشیر صاحب اور جناب جمیل اطہر سرہندی اس مبارک سلسلہ کو بصد

marfat.com

کوشش و کاوش برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ جناب جمیل اطہر سرہندی جو اس عاجز سے محبت کرتے ہیں اور برابر اخبار جرأت بھیجتے رہتے ہیں۔ ایک دفعہ پھر درگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی کانفرنس و شیر ربانی اسلامک سنٹر کے اراکین کو خوش و خرم رکھے انہیں شدائد زمانہ سے محفوظ رکھے مقالہ نگار حضرات اور شرکائے کانفرنس تمام شاد و آباد رہیں اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی روحِ پُرفتوح سے فیض یاب ہوں آمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہٖ اجمعین۔

marfat.com

مقالات

marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی

کی

تعلیمات، کمالات و احسانات

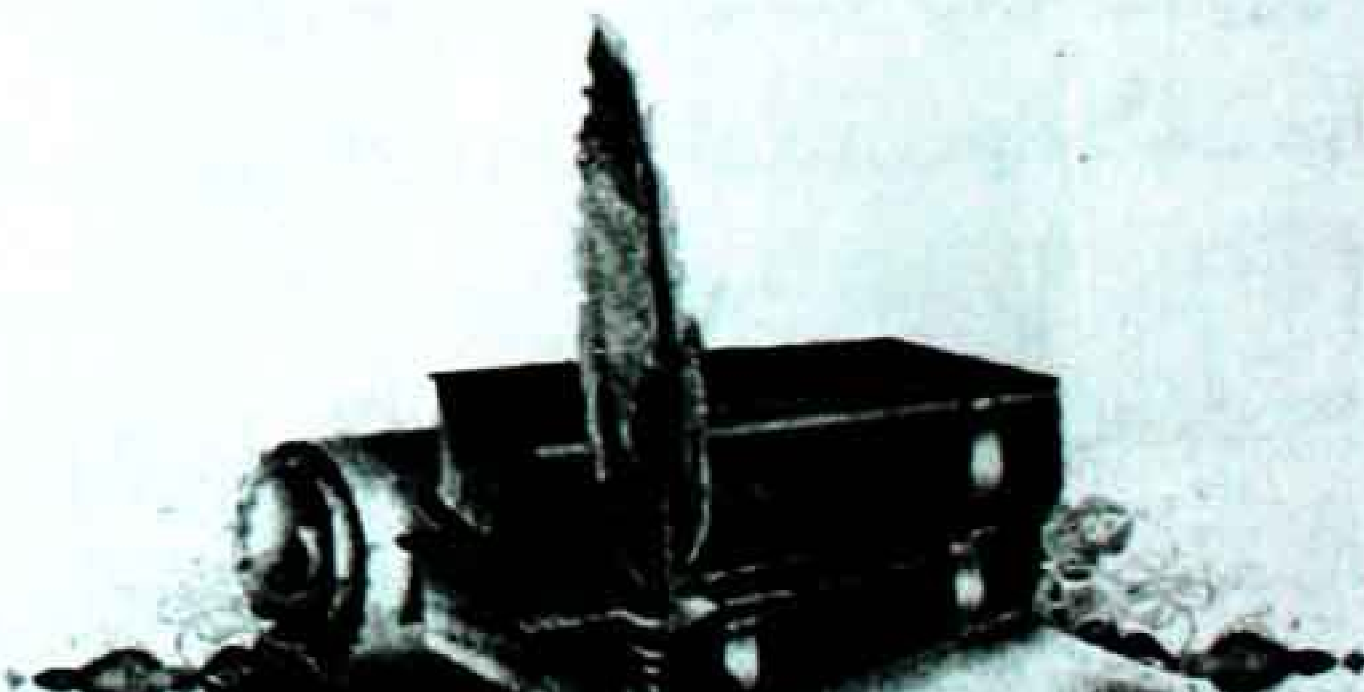

پروفیسر آغا

پیر نثار احمد جان سرہندی مجددی

marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، کمالات و احسانات

پروفیسر آغا پیر نثار احمد جان سرہندی

آسمان علم و فضل پر نہ جانے کتنے چاند ستارے ضوفشان ہوئے ہر ایک کی اپنی اپنی چمک، چاندنی اور روشنی مگر ایک چاند ایسا طلوع ہوا کہ جس کی روشنی کو ایک ہزار سال تک دنیا کو منور رکھنا ہے۔ ایک ایسا مہتاب کہ جس نے آفتاب نبوت سے اکتساب فیض کیا اور اس کی روشنی اور چمک مستفاد لی تھی اور اب ایک ہزار سال تک اس کی چمکتی ہوئی منوّر چاندنی کو ظلمتِ شب میں اُجالا کرنا ہے اور جب چاند طلوع ہوتا ہے تو چمکتے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اور اُسی چمکتے چاند کی رہ نمائی میں راہ ہدایت طے ہوتی ہے وہ "صلۃ" جس کی بشارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ [1] وہ جامع البحرین کہ جس نے راہ ہدایت کے دو عظیم دریاؤں۔ دریائے شریعت و دریائے طریقت کو دوبارہ ملا کر ایک کر دیا!

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے بیان میں انسان حیران ہوتا ہے کہ وہ کہاں سے شروع کرے اور کہاں پر اختتام کرے وہ تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے آنکھیں خیرہ اور عقل حیران ہو جاتی ہے گرچہ کما حقہٗ ہم اُن کو بیان تو نہیں کر سکتے مگر اُن کے عظیم الشان احسانات کا محض شکریہ ادا کرنے حاضر ہوئے ہیں ملت اسلامیہ پر آپ کے حسانات کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کما حقہٗ بیان کر سکتے ہیں

---

[1] ۔ کنز العمال جلد ۱۲، رقم الحدیث: ۳۴۵۸۹

marfat.com

اگر ہم اپنی آسانی کے لیے اسلام پاک کے پہلے ایک ہزار سالہ دور کو الگ اور دوسرے ہزار سال کے دور کو الگ کر لیں اور دوسرے ہزار سال کا علمی مطالعہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے کریں تو اس دوسرے ہزار سالہ دور کی علمی و روحانی غرض ہر جہت کی افہام و تفہیم نہایت آسانی سے ہو سکتی ہے اور دوسرے ہزارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیثیت فغانی کے اس شعر کے مصداق بنتی ہے ۔

یک چراغ است دریں خانہ و از پرتوِ آں
ہر کُجا می نگرم انجمنے ساختہ اند

''اس گھر میں ایک ہی چراغ ہے اور اُسی کی روشنی سے جہاں دیکھتا ہوں محفلیں سجی ہوئیں ہیں''

آپ کے مکتوبات شریفہ قوتِ استدلال، حُسنِ بیاں بے پناہ جذبۂ خلوص اور بے مثال انشاء پردازی کا ایک عجیب وغریب نمونہ ہیں ۔ ایسا انداز بیان کسی صاحب داعیہ کو شاید ہی نصیب ہوا ہو ایک خوبصورت باغِ معانی ہے جس میں طرح طرح کے مسائل خوش رنگ پھولوں کی طرح کھلے ہوئے ہیں ۔ غرض آپ کے مکتوبات شریفہ میں آپ کی تعلیمات موتیوں کی طرح بکھری ہوئی ہیں عبارت میں عین الیقین ، جوش اور صدق اتنا زیادہ ہے اور ایک ایک لفظ ایک دوسرے سے اس طرح پیوست ہے گویا ایک لڑی ہے جس میں گوہر آبدار پروئے ہوئے ہیں ۔ بقول صاحب زُبدۃ المقامات آپ نے ہر مضمون کو ایک رنگین باغ بنا دیا ہے ۔

marfat.com

مختلف مسائل پر آپ کے ارشادات وہ جواہر پارے ہیں جو ہمیشہ چمکتے رہیں گے۔ علامہ اقبال نے ''انسان کے نفسیاتی مسائل'' کے موضوع پر لندن میں ایک تقریر کی تھی جس میں ینگ کی تغلیط کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے بارے میں ہندی عالم (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے خیالات کا میں اظہار کرنا چاہتا ہوں مگر انگریزی زبان کا دامن اتنا تنگ کہ ان کے الفاظ کا کما حقہٗ ترجمہ نہیں ہو سکتا'' ایک اور جگہ علامہ صاحب نے آئن سٹائن کے نظریات کی مطمع نظر کی تطبیق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات سے کی ہے!

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دعوتِ اصلاح و تجدید دین میں کامیابی حاصل ہوئی اس کی بنیادی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ اسلام اپنے اندر ایک تجدیدی نظام رکھتا ہے یہ نظام کسی دوسرے مذہب میں موجود نہیں ہے لہٰذا اُن میں اگر کوئی بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو اس کو درست نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ بگاڑ اس پورے دین کے طریقے کو تبدیل کر دیتا ہے بخلاف اس کے اسلام کا اپنا ایک تجدیدی نظام ہے جو اسلام پاک کو واپس اُسی نہج پر لاتا ہے اور صراط مستقیم سے سرِ مو انحراف نہیں کرنے دیتا اسی لیے اسلام قیامت تک کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اس نظام کے سب سے بڑے مجدد Revivalist پورے دوسرے ہزارے کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہے جو واپس اس نظام کو اپنی اصل نہج پر لائے آپ کا ایک عظیم الشان کارنامہ شریعت و

۱۔ ڈاکٹر مسعود احمد، مجدد ہزارہ دوم: مقالہ: نظریہ وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود اور مغربی مفکرین ص ۱۷۶۔۱۷۷

marfat.com

طریقت کو ایک دوسرے سے قریب تر کرنا بلکہ اُن کا دوبارہ اتحاد و ادغام ہے۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ و السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور میں شریعت و طریقت میں کوئی مُغایرت نہیں تھی بلکہ دونوں یک جان دو قالب تھیں مگر امتداد زمانہ سے اُن کے درمیان مغائرت کی خلیج حائل ہوگئی شریعت صرف ظاہر کی پابندی رہ گئی اور طریقت غیر اسلامی افکار و عقائد کی آماجگاہ بن گئی۔ حاملان شریعت اور صاحبان طریقت دونوں ایک دوسرے کے حریف بن گئے۔ آپ نے بحسن و خوبی شریعت اور طریقت میں تطبیق دی اور ان کا اصل مقام متعین کیا آپ نے واشگاف انداز میں اعلان کیا کہ طریقت شریعت کی کنیز ہے۔ ایک جگہ آپ لکھتے ہیں:

''تصوف اس لیے نہیں کہ غیبی صورتیں اور شکلیں مشاہدہ کریں اور نوروں اور رنگوں کو دیکھیں بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ

ا۔ معتقدات شرعیہ میں زیادہ یقین حاصل ہو جائے تاکہ استدلال کی تنگی سے نکل کر کشف (باطنی مشاہدہ) کے میدان میں آجائیں)

۲۔ احکام شریعت بجالانے میں آسانی ہوجائے یاد رہے کہ تصوف دراصل علوم شرعیہ کا خادم ہے شریعت کا مخالف نہیں.

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''قرآن مجید میں ارشاد ہے''اور ایمان والے ہیں ان کی محبت اللہ (تعالیٰ) کے لیے بہت شدید ہے۔ [البقرہ:۲:۱۶۵]

marfat.com

"اگر تمام جہان کی جتنی ظلمتیں اور کدورتیں باطن میں ڈال دیں اور اُس محبت کو قائم کر لیں تو کچھ غم نہیں کرنا چاہیے اور اگر تمام پہاڑوں کے برابر انوار و کیفیات باطن میں زیادہ کریں لیکن اس محبت میں بال برابر کمی کر دیں تو اس کو سوائے خرابی کے اور کچھ نہ جاننا چاہیے"

"کمال، محبوب کی اطاعت سے حاصل شریعت کی متابعت پر موقوف ہے کیوں کہ یہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے

فرماتے ہیں:

"شریعت کے تین اجزاء ہیں۔۔۔۔علم، عمل اور اخلاص اور ان کا حصول اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور یہ رضا دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے تصوف، شریعت کے تیسرے جزو اخلاص کو کامل کرتا ہے"

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پہلے صوفی ہیں جنہوں نے حتمی طور پر منازل تصوف متعین فرمائے اور ان میں مزید عروج و ترقی کی نوید سنائی یہ کہہ کر کہ "حق تعالیٰ وَرَاءُ الْوَرَاء" ہے یعنی بلند سے بلند تر اسی سے ترقی و عروج کی نئی منازل کا پتہ چلتا ہے ورنہ آپ سے پیشتر صوفیائے کرام اکثر مرتبہ فنائیت میں پہنچ کر اپنے وجود کو گم کر کے اور تنہا ذات واحد کو محسوس کر کے وحدۃ الوجود کا دم بھرنے اور اَنَا الحق" میں اللہ تعالیٰ ہوں کی صدائیں بلند کرنے لگے تھے آپ ہی نے وحدۃ الوجود کو تنگ کوچہ قرار

marfat.com

دیا حالانکہ آپ سے پیشتر صوفیائے کرام کے لیے یہی کُل کائنات تھی۔ تصوف میں آپ کے احسانات میں اہم یہ بات بھی ہے کہ انہوں نے انسان کو اُس کا اصل مقام عبدیت متعین کر کے دیا جو اسلام کا منتہائے مقصود تھا مگر مُرورِ زمانہ سے اُس میں کافی تبدیلیاں واقع ہو گئی تھیں۔

آپ سے پیشتر جب کسی صوفی صافی کو عروج حاصل ہوتا تو وہ اپنا مقامِ عبدیت بھول جاتا اور اللہ پاک کی ذات احدیت مآب جل جلالہٗ کا اُس پر اتنا اثر ہوتا کہ اپنا اصل مقامِ عبدیت بھول کر اپنے آپ کو وجود برحق سمجھنے لگتا تھا اور اسی کو تصوف کا منتہائے کمال سمجھتا تھا آپ نے جب صوفیائے کرام کو وحدۃ الوجود کے تنگنائے سے نکالا اور انہیں وحدۃ الشہود کے بحر بیکراں کا پتا دیا تو اس کے ساتھ ہی انسان کی صدیوں سے جامد اور رُکی ہوئی ترقی ایک دفعہ پھر نئی منازل و مراحل کی طرف رواں دواں ہو گئی۔

علامہ اقبال نے حکیم نطشہ جس نے انسان کامل کا یورپی تصور اجاگر کیا، کے بارے میں جاوید نامہ" میں فرماتے ہیں کہ کاش وہ شیخ احمد کے دور میں ہوتا تاکہ اُس کو سُرورِ سَرمدی حاصل ہو جاتا"!! خود علامہ اقبال کے تصور خودی پر حکیم نطشہ کا اثر نہیں بلکہ حضرت مجدد الف ثانی کے "تصور وحدۃ الشہود" کا ہے۔

درحقیقت انسان کو جب تک اپنی کم مائیگی اور اپنی عبدیت کا پتہ نہیں ہوتا وہ ترقی نہیں کرسکتا۔ اُس کی کم مائیگی یا خاکساری ہی ہے جو اس کو حرکت و عمل پر مجبور کرتی ہے یہ ایک بے پناہ طاقتور جذبہ ہے جو انسان میں تب ہی پیدا ہو سکتا ہے جب اُس کو اپنی اصل حیثیت کا ادارک ہو جاتا ہے کہ میں محض ایک مشتِ خاک ہوں جس کو حقیر سمجھا گیا

marfat.com

مگر اللہ پاک نے کرم فرمایا اشرف المخلوقات قرار دے کر نیابت ارضی عنایت فرمائی ۔ جنت میں رکھا مگر ازلی دشمن (ابلیس) کی وجہ سے وہاں سے نکلنا پڑا مگر مجھے دوبارہ واپس اس جنت / اُس پُر مسرت مقام Absolute Pleasure کو حاصل کرنا چاہیے۔

اسی جذبہ کی وجہ سے اُس کی تمام جبلی صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں اور اس کے عقل وشعور کو مہمیز لگتی ہے مگر وحدۃ الوجود میں چونکہ سالک اپنے وجود کو ذات حق تعالیٰ میں گم کر دیتا ہے یہ سمجھتا ہے کہ بس اس سے آگے کوئی منزل نہیں کوئی ترقی نہیں ۔لہٰذا اس کی تمام ترقیات یکسر رک جاتی ہیں فکر وخیال ٹھٹھر کر رہ جاتے ہیں اور وہ جمود کا شکار ہو جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے ہی یہ وضاحت فرمائی کہ یہ محض ایک سراب ہے۔ اللہ تعالیٰ وراء الوراء (بلند سے بلندتر) ہے اور یہ فرمایا کہ یہ محض ایک ابتدائی منزل ہے اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے کے لیے ابھی بہت کچھ منازل طے کرنی ہیں مگر اُس کی ذات احدیت مآب جل جلالہٗ اتنی بلند ہے کہ انسان کا طائرِ تخیُّل وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ مزہ وصال میں نہیں فراق میں ہے۔ یہ بات سالک کے آتش شوق کو اور بھڑکاتی ہے اور وہ ہمیشہ عالم فراق میں نئی نئی ترقیات اور منازل کو طے کرتا رہتا ہے اور ''انسان کامل'' بننے کا یہی طریقہ ہے۔ اسی نظریے سے وہ جمود ٹوٹا جس نے صوفیائے کرام کے اذہان کو جکڑ رکھا تھا اور نت نئے عُروج وترقی کے مقامات کے بند در کھل گئے ۔ اگر آپ کے اسی ایک تجدیدی کارنامے کی قدر وقیمت کا اندازہ لگایا جائے کہ کس طرح آپ نے انسان کی روحانی ترقیات ومنازل کے اعلیٰ ترین مقامات کا پتہ انسان / سالک / صوفیائے کرام کو

marfat.com

بتایا تو آپ کا صرف یہی ایک کارنامہ کافی وشافی ہے''!!

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود صرف لفظی نزاع نہیں ہے جیسا کہ بعض حضرات فرماتے ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'توحید شہودی ایک کو دکھانا ہے اور توحید وجودی ایک کو موجود جاننا اور اس کے غیر کو نابود سمجھنا ہے۔ توحید وجودی علم الیقین کی قسم سے ہے اور توحید شہودی عین الیقین کی قسم ہے توحید شہودی راہ سلوک کی ضروریات میں سے ہے کیوں کہ فنا اس کے بغیر ثابت نہیں ہوتا اور مرتبہ عین الیقین اس کے سوا میسر نہیں اور علم الیقین بغیر اس معرفت کے حاصل ہے کیونکہ علم الیقین اس کے ماسوا کی نفی کو مستلزم نہیں۔ آفتاب کا دیکھنا اس کا مستلزم نہیں کہ ستاروں کو نیست و نابود سمجھا جائے ۔ آفتاب کی روشنی کی تیزی نے ستاروں کو آنکھوں سے اوجھل کر رکھا ہے اگر دیکھنے والے کی آنکھ اُسی آفتاب کی روشنی سے روشن ہو جائے تو وہ آفتاب کے ہوتے ہوئے ستاروں کو دیکھے گا''۔[1]

ڈاکٹر جاوید اقبال اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

۱۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل، مکتوب: ۴۳

marfat.com

’’وحدت الوجود کے حامی صوفیہ کا ایمان تھا کہ ہر شے میں خدا بلکہ ہر شے خدا ہے اسی تصور سے متأثر ہو کر اکبر نے ’’دین الٰہی‘‘ ترتیب دیا اور اِس صوفی نظریہ کی بنیادوں پر ہندوؤں اور مسلمانوں کے ادغام کی کوشش کی۔ شیخ احمد نے واضح کر دیا کہ خالق کی ذات اپنی مخلوق سے علحیدہ ہے اور مخلوقات اس کی ذات تک کبھی نہیں پہنچ سکتیں‘‘ ۱؎

جیسا کہ آپ نے ایک جگہ یہ فرمایا ہے کہ:

’’میں مشیخت کرنے نہیں آیا بلکہ میرے ذمہ مہتم بالشان کام ہے اور ہماری نظر میں وہ کام ہے: شریعت و طریقت کی بہترین تشریح و توضیح و تطبیق۔ آپ کو جو کچھ عطا ہوا وہ آداب شریعت و سنن کو اُن کی انتہا پر لے جا کر عمل کرنے سے ملا۔ آپ کے مکتوبات اتنے واضح، صریح، صاف اور روشن ہیں کہ کسی نے اُن کی صحت پر شک نہیں کیا۔ آپ کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ نے وہ اعتدال و توازن رکھ دیا تھا جس کی وجہ سے آپ علمی و روحانی مسائل کو اپنی صحیح جگہ پر رکھتے چلے گئے۔ آئینے پر گرد و غبار جمع ہو جائے اور کوئی اُس کو اچھی طرح صاف کر دے تو وہ مجلّا ہو کر

۱۔ مے لالہ فام: ص ک

marfat.com

چمکنے لگتا ہے۔

بعینہ یہی کچھ آپ نے آئینہ اسلام کے ساتھ کیا اور یہی تجدید الف ثانی ہے....!! آپ وہ واحد مجدد ہیں (وہ بھی مجدد الف ثانی) کہ جس کے مجدد ہونے پر پورے عالم اسلام کو اتفاق ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہُ من یّشآء (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے) یہاں تک کہ شدید ترین مخالف بھی آپ کو مجدد ہی کہتے ہیں۔ بے شک اللہ کی عطا کی ہوئی خلعت ہے...!!

آپ کی ایک مابہ الامتیاز خصوصیت مُتقدمین کے لیے آپ کا بے پناہ ادب و احترام اور ان کے اَقوال وافعال کی بہترین تشریح وتوضیح، تاویل اور دفاع ہے یہ ان متأخرین کے لیے ایک تازیانۂ عبرت ہے جو غیر مسلک کے بزرگوں کی شان میں تنقیص کرتے ہیں۔ سلسلہ ہائے تصوف اصل میں طبائع کے رنگ (اَلوان) ہیں۔ ان ہی کی مناسبت سے ہر ایک کو اپنا حصہ جہاں مقرر ہے ملتا ہے یہی آپ کی تعلیم ہے۔

اِن عظیم الشان کارناموں کے علی الرغم آپ نے ایک گوشہ میں دنیا مافیہا سے لاتعلق رہ کر یا اربابِ اِقتدار کے حضور بربنائے مصلحت چُپ رہ کر زندگی بسر نہیں کی بلکہ ایک پُر جوش مجاہد کی طرح افضل ترین جہاد کلمة العدل عند سُلطان جائر کیا اور یہ اُصول ہمیشہ کے لیے متعین ہو گیا کہ صاحب داعیہ کو رخصت نہیں عزیمت اختیار کرنی چاہیے۔

آپ کے تمام مداح یہاں تک کہ وہ بھی جنہوں نے آپ کی ذات گرامی پر تنقید کی کوشش کی ان سب کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ آپ کی دو سب سے بڑی کرامات بہر

marfat.com

حال ضرور موجود ہیں ایک مکتوبات شریفہ دوسری آپ کی اولاد[۱] الحمدللہ آج بھی آپ کی اولاد میں دُرِّ بے بہا موجود ہیں کہ ؎

جن کے نفس گرم سے ہے گرمیِ احرار

یا آپ کے عظیم سلسلہ سے وابستہ وہ افراد ہیں جو ملت اسلامیہ کا قابل فخر سرمایہ ہیں۔ گفتار و کردار میں اللہ کی برہان ہیں اور علامہ اقبال کے اس شعر کے صحیح مصداق:

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مؤمن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

آپ کی تعلیمات خوشبو بن کر اُڑیں اور اطراف و اکناف عالم کو مُعطّر کیا یہاں تک کہ ہر مُتأخّر (پیچھے آنے والے) سے آپ کی تعلیمات کی خوشبو آنے لگی۔ بعض نے کھل کر واشگاف انداز میں آپ کے الطاف و احسانات کا تذکرہ کیا بعض نے ذکر نہیں فرمایا: ژرف نگاہ علماء کو کما حقہ' ضرور معلوم ہے کہ کس نے کہاں سے خوشہ چینی کی ہے۔ چاند کی روشنی سے ہر گھر میں اجالا ہوتا ہے پھر چاہے امیر کا محل ہو یا غریب کی کٹیا پھر وہ اپنے آپ کو کتنا مستغنی کیوں نہ سمجھے۔!!

۱۔ رود کوثر: شیخ محمد اکرام

marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، کمالات و احسانات

پروفیسر آغا پیر نثار احمد جان سرہندی

آسمان علم و فضل پر نہ جانے کتنے چاند ستارے ضوفشان ہوئے ہر ایک کی اپنی اپنی چمک، چاندنی اور روشنی مگر ایک چاند ایسا طلوع ہوا کہ جس کی روشنی کو ایک ہزار سال تک دنیا کو منور رکھنا ہے۔ ایک ایسا مہتاب کہ جس نے آفتاب نبوت سے اکتساب فیض کیا اور اس کی روشنی اور چمک مستفاد لی تھی اور اب ایک ہزار سال تک اس کی چمکتی ہوئی منوّر چاندنی کو ظلمتِ شب میں اُجالا کرنا ہے اور جب چاند طلوع ہوتا ہے تو چمکتے ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اور اُسی چمکتے چاند کی رہ نمائی میں راہ ہدایت طے ہوتی ہے وہ "صلہ" جس کی بشارت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔[1] وہ جامع البحرین کہ جس نے راہ ہدایت کے دو عظیم دریاؤں۔ دریائے شریعت و دریائے طریقت کو دوبارہ ملا کر ایک کر دیا!

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے بیان میں انسان حیران ہوتا ہے کہ وہ کہاں سے شروع کرے اور کہاں پر اختتام کرے وہ تو ایک ناپیدا کنار سمندر ہے آنکھیں خیرہ اور عقل حیران ہو جاتی ہے گرچہ کما حقہٗ ہم اُن کو بیان تو نہیں کر سکتے مگر اُن کے عظیم الشان احسانات کا محض شکریہ ادا کرنے حاضر ہوئے ہیں ملت اسلامیہ پر آپ کے حسانات کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کما حقہٗ بیان کر سکتے ہیں

---

[1] کنز العمال جلد ۱۲، رقم الحدیث: ۳۴۵۸۹

marfat.com

دورِ حاضر میں صوفیہ کا کردار

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

صدر مرکز تحقیق فیصل آباد

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جو ہدایات، جو راہنمائی ہمیں نصیب ہوئی اس کی روشنی میں آج کے صوفیا کو کیا کرنا ہے؟ پہلی بات تو یہ یاد رکھئے کہ صوفی معاشرے سے اٹھتا ہے کسی معاشرے کا فرد ہوتا ہے اور معاشرے کی جو حیثیتیں ہوتی ہیں وہ صوفی کے اندر بھی موجود ہوتی ہیں صرف فرق یہ ہوتا ہے کہ وہ دین کا نمائندہ بن کے آتا ہے وہ دین جو علم بھی ہے اور عمل بھی ہے ان دونوں کا اظہار اس کی شخصیت سے ہوتا ہے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک ایسے دور میں آئے جو کہنے کو تو مسلمان حکومت کا دور تھا، مغلیہ سلطنت تھی اور مغلیہ اپنے آپ کو احناف سے منسوب بھی کرتے تھے اور اولیائے کرام کے اکثر و بیشتر عقیدت مند بھی تھے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہوئی کہ دو بادشاہ آپ نے دیکھے اکبر اور جہانگیر کا دور دیکھا اور دونوں ہی آپ کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھتے رہے۔ وہ جو اجمیر شریف ننگے پاؤں جانے کے لیے تیار تھے وہ سرہند سے اٹھنے والے ولی کو کیوں نہیں مان رہے تھے یہ سوال ہمیشہ اٹھتا ہے بات اتنی ہے کہ بادشاہِ وقت عقیدت کا اظہار کرنے میں تو بہت تیز تھے۔ دعائیں وصول کرنے کی بھی خواہش رکھتے تھے لیکن انہیں انداز حکمرانی میں شریعت کا نفاذ قبول نہیں تھا اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اس پر اصرار کر رہے تھے۔

اس سے پہلی نصیحت ہمیں ملی کہ اگرچہ مملکت اسلامی ہو، مسلمان حکمران ہو،

marfat.com

نسل در نسل مسلمان ہو مگر ان کے سامنے بھی کلمۂ خیر کا طریقہ جو مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنایا وہ آج بھی اپنانا ہوگا۔ آج بھی وہی حالات ہیں۔ آج بھی مسلمان حکمران ہیں۔ آج بھی عقیدت مندی کی انتہاء ہے۔ آج بھی چادریں چڑھائی جا رہی ہیں اور پھول برسائے جا رہے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ شریعت کے بنیادی مسائل پر تساہل ہو رہا ہے، اس لیے آج کے صوفیہ کو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہوئے ان مسائل کو سامنے لانا ہوگا جو مسائل دین کی اساس ہیں اگر یہ نہیں کریں گے تو ہم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف نہیں کریں گے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے دور میں بھی ایسے صوفی تھے جن کے عقائد بگڑ گئے تھے ایسے بھی مکتبہ فکر تھے جو رسالت سے انکار کرنے لگ گئے تھے آپ اُس دور کے مختلف سلاسلِ اولیاء کی کتابیں پڑھے میں پوری بصیرت سے کہنے لگا ہوں کہ اکثر کتابوں میں شروع سے آخر تک تصوف تو ہے پر رسالت نہیں ہے نبی ﷺ کا ذکر نہیں ہے۔ مجاہدے اور مراقبے اور مکاشفات کی دنیا آباد ہے تو سوچیے جو مکاشفہ رسالت سے فیض نہیں لیتا جو مراقبہ عملِ رسول ﷺ کی اقتداء میں نہیں چلتا اور جو الہام نبوی الہام کے سائے میں نہیں رہتا وہ مسلمانوں کو کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ساری محنت مقامِ رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے تھی کہ رسول اکرم ﷺ کا عمل معتبر ہے قول معتبر ہے آپ نے جو فرمایا وہی حق ہے اس کے سوا تصوف کوئی چیز نہیں۔ یہاں تک لکھ دیا کہ عید الفطر کے دن کچھ کھا کے عید گاہ کی طرف جانا سنت سے ثابت ہے اور جو اس لیے کرے کہ یہ سنت ہے وہ وہ ثواب پائے گا جو لگاتار دائمی روزے رکھنے سے بھی نہیں پائے گا یہ ہے وہ مقام جو آپ

marfat.com

بتانا چاہتے تھے۔ ایک چیتل کا سنت نبوی ﷺ کی حیثیت سے خیرات کر دینا کہتے ہیں پہاڑوں جتنا سونا دے کر خیرات کرنا جو اپنے نفس کی تسکین کے لیے ہے سے بہتر ہے یہ جو پیغام دے رہے تھے کہ رسالت معتبر ہے ہم سب اتباع رسالت میں ہیں۔ ہم شاخیں ہیں اُس اصل ثابت کی جو دین کی بنیاد ہے ہاں اگر اس کی یہی ثابت شاخیں ہیں تو تُوتِی اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ ۱ تو پھر ہر وقت پھل نکلے گا۔ ہر وقت ان سے فیض جاری ہوگا یہ فیضان کا طریقہ نبی ﷺ سے کشید کرنا ہوگا اس دور میں آج بھی۔ آج کے دور میں منصب رسالت ﷺ کے بارے میں بہت کچھ ہو رہا ہے کیا ہمارا ردِ عمل مجدد دانہ ہے ہمیں یہ سوال اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے۔ اُس دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں بھی غلط فہمی ہوگئی تھی۔ صحابہ کرام کے عمل پر اتنی محبت کا سلوک نہیں ہو رہا تھا جو وہ تقاضا کرتا تھا۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے لگا تار عظمت صحابہ کا درس دیا، اس دور میں کہا جا رہا تھا... چھپے چھپے خفیہ طور پر آج بھی کہا جا رہا ہے۔ کہا جا رہا تھا کہ ولایت اتنی معتبر ہے اتنا بڑا مقام دیتی ہے کہ بات صحابہ سے بھی آگے نکل جاتی ہے یہ اس دور کی بات تھی۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس پر سخت تردید کی اور کہا کہ ایک چھوٹے سے چھوٹا صحابی جس نے رسول اللہ ﷺ کا چہرا دیکھا مجلس بھی نہیں دیکھی لیکن وہ در رسالت پہ آئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر صحابی بنے ہیں ان کا مقام ہر ولی سے بہتر ہے اور اس پر نام لیا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

۱۔ سورۂ ابراہیم: ۱۴:۲۵

marfat.com

غور کیجئے وہ جنہیں صحابیت کا قرب حاصل ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی خوشخبری جن کے بارے میں محبت کی اطلاع خود رسول اکرم ﷺ دیتے ہیں اویس قرنی کوئی چھوٹا وجود نہیں ہے لیکن کہ رہے ہیں چھوٹے سے چھوٹے صحابی سے کم ہیں اس لیے کہ اس صحابی نے چہرہ رسالت دیکھا ہے یہ تھا مرکز ایمان جو سامنے لائے پھر آج بھی یہ تصور مکاشفات کو اوپر کہنا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ برملا کہتے ہیں کوئی مکاشفہ حکم رسول سے آگے نہیں جا سکتا کہا وہ جو علمائے فقہ ہیں جو انہوں نے فتاویٰ جاری کیے پھر نام لیا امام محمد کا امام ابو یوسف کا اور امام ابو حنیفہ علیہم الرحمہ کا۔ یہ جو فتوے فرما گئے ہیں ہمارے لیے حجت ہیں، کوئی بڑا بھی ہو اس کا مکاشفہ حجت نہیں ہے یہ تھا جو اصلاح کا پہلو کہا یہ کبھی نہیں ہو سکتا اور یہ جملہ عجیب طرح سے محبت میں کہا کہ میرے دوست کل قیامت کو تجھ سے جو سوال ہو گا وہ شریعت پر عمل کرنے کا ہو گا تو یہ کسی مکاشفے پر عمل کرنے کا نہیں ہو گا تو یہ جو ایک سوچ دی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے یہ کتنی بھلی لگتی ہے ایک صوفی کے منہ سے، ایک ولی اللہ کے منہ سے کہ وہ اپنا مقام متعین کر رہے ہیں کوئی کہے کہ ہم پر حملہ کر دیا وہ کہتے تم میں سے پہلے میں ہوں اس تنقید کا حلف بردار ہوں اس لیے تمہیں سوچنا ہو گا یہ تھا جو سبق دیا تھا اور یہ تھا جو آج کے لیے ہمیں درس ملا ہے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے معاشرے کے ہر رُخ پر کام کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اتنی بصیرت کا ثبوت دیا ہے کہ آنے والی نسلیں یاد کرتی رہیں گی۔ مسلمان حکومت تھی مخالف تھے آپ۔ جھکنا نہیں چاہتے تھے۔ شریعت کا کسی فتوے پر بادشاہ کی رضامندی کی خاطر ترمیم نہیں چاہتے تھے اور کہتے بھی تھے کہ

marfat.com

تصوف کا دعویٰ کرنے والو شریعت پر عمل کرو بادشاہ کی خوشنودی دیکھ کر ترمیم نہ کرو۔ یہ سبق دیا تھا کہ مجھے دیکھ لو، بلایا گیا تھا لیکن وہاں بھی میں مجدد بن کر رہا تھا درباری بن کر نہیں۔ میں ساتھ ساتھ رہا تھا لیکن اپنا مشن میں نے برقرار رکھا تھا۔ میں کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوا تھا یہ سبق دیا تھا لیکن ایک بات بڑی حکمت انگیز ہے اس کے باوجود بغاوت نہیں کی نہ اکبر کے خلاف نہ جہانگیر کے خلاف حالانکہ کہ خانِ خاناں ایک بار سوچنے لگے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ بہت اعتقاد رکھنے والے تھے کہ یہ حکومت بھی غیر اسلامی ہوگئی ہے اس کا رویہ ہی غلط ہے تو کیوں نہ اس کے خلاف بغاوت کر دی جائے۔ ایک تصور آ گیا تھا بغاوت کا۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے خط لکھا اور انتباہ کیا خبردار! بغاوت نہیں کرنی ہے۔ حیرت کی بات ہے ان کے خلاف لکھ رہے ہیں مسلسل اور کہا مسلمان ہیں دعویٰ اسلام رکھتے ہیں ان کی اصلاح ہم پر فرض ہے بغاوت فرض نہیں ہے۔ کیوں! اور میں آج سمجھتا ہوں کیوں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سیاسی بصیرت بول رہی تھی کہ اگر یہ نام کے حکمران جو مسلمان نام کے ہیں یہ چلے جائیں گے تو غیر مسلموں کی حکومت آئے گی اور یہی ہوا مغلیہ دور گیا تو انگریز آئے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پہچان گئے تھے کہ مسلمان حکمران کیسا بھی ہو اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے اسکا تختہ نہیں الٹ دینا چاہیے کیونکہ تمہیں خبر ہونی چاہیے نیچے کیا ہے راجپوت نیچے تھے یا انگریز نیچے تھے یا راجپوت حکمرانی میں آتے یا انگریز آتے۔ آپ علیہ الرحمہ دونوں کا راستہ روک کر کھڑے ہیں اس لیے اصلاح کی طرف آنے کی کوشش کر رہے ہیں سختیاں بھی برداشت کر رہے ہیں لیکن اصلاح کر رہے ہیں اور دیکھیے

marfat.com

اس کے علاوہ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی حکمت ۔ مجاہدے تو وہ بھی کرتے ہیں، ذکر بھی کرتے ہیں، محبت کے ساتھ بھی ذکر کرتے ہیں لوگوں کے ساتھ بھی ذکر کرتے ہیں لیکن اتنا بلند مقام پانے کے باوجود شریعت کے سامنے عجز کا اظہار کرتے ہیں نہایت عجز کا ایک مسئلہ پر اختلاف ہوا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ شیخ التفسیر بھی تھے شیخ الحدیث بھی تھے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کا وہ وجود ہے جو حدیث میں سند ہے اور پہلا محدث ہے برصغیر کا اور دنیا کو بہت علم دیا بہت اللہ نے ان پر کرم کیا ہے۔ انہوں نے ایک گفتگو پر ایک جگہ اعتراض کیا اور چالیس صفحے کا خط لکھ دیا اتنا لمبا خط لکھ دیا وہ بھی سمجھتے تھے عقیدت بھی رکھتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بیعت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ہے ان کے ہاتھ پر بیعت تھے ان کے مکتوبات ہیں اپنے شیخ کے نام پر لیکن شریعت کا مسئلہ آیا تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ٹکرا گئے ۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جوابی خط بھی موجود ہے کہیں انا کا مسئلہ نہیں بنایا۔ آج ایک فتوی منہ سے نکل جائے اور مخالفت ہو تو نئے گروہ تیار ہوتے ہیں نئی گروہ بندیاں ہوجایا کرتی ہیں ان گروپ بندی کرنے والوں کو سوچنا ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بھی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑے ہو سکتے تھے اور امت مسلمہ کو باندھ سکتے تھے لیکن انہوں نے ان کے اعتراضات کا جواب نہایت علم اور محبت کے ساتھ دیا اور اتنی وضاحت کی کہ حضرت شیخ کو کہنا پڑا کہ اے حضرت مجدد (علیہ الرحمہ) مجھ سے سمجھنے میں غلطی ہوگئی تھی آپ کی وضاحت میرے لیے قابل قبول ہے یہ تھا اسوہ دیا تھا آج کون ہے جو انا کا بُت توڑے

marfat.com

گا۔ آج کون ہے جو اپنی زبان سے نکلے ہوئے لفظ کی مخالفت سن سکیں اہلسنت ہی ہیں ہر روز نئے فتنے نکل رہے ہیں۔ ہر روز نئی باتیں آ رہی ہیں ایک کتاب اُدھر سے آتی ہے اور کتاب آنے سے دوسری کتاب وضاحت میں نہیں آتی ردِّ عمل میں آتی ہے اور اتنے شدید جملے کہے جاتے ہیں جیسے غیر سے کہے جا رہے ہیں تو کیا ہم مجددی مسلک کو اختیار کریں گے کیا ہم اپنوں کو اپنا سمجھتے ہوئے گفتگو کریں گے یا دھتکار دیں گے یہ آج کے صوفیہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ ہم کہتے تھے چھوٹی عمر میں سنتے تھے کہ علماء جھگڑتے ہیں صوفی پیار دیتے ہیں۔ صوفیہ کے ہاں تو پیار ہی پیار ہوتا ہے لیکن حیرت ہوئی دیکھ کر خانقاہ خانقاہ سے ٹکرا رہی ہے یہ کیا ہے یہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل ہو رہا ہے یہ ہمیں اپنے آپ سے سوال کرنا چاہیے بات تو بہت تفصیل طلب ہے لمبا مقالہ ہے لیکن اب آخر میں ایک بات کہہ دوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات بتائی تھی کہ نجات کا ذریعہ صرف اور صرف اتباعِ رسالت ہے۔ سب کچھ ان کی اقتداء میں ہے اس پر عمل کیجئے۔ اپنا عمل بھی ایسا تھا شریعت کے مطابق اتنا بڑا مجدد اور فتویٰ پوچھتا ہے علمائے فقہ سے، کتاب نکال کر دیکھتا ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کیا ہے؟ امام محمد کا فتویٰ کیا ہے؟ آج تو کہا جاتا ہے علماء تو ایسے ہوتے ہیں صوفی بڑے ہوتے ہیں آج تو ولایت کا دعویٰ علماء کو دھکیلتا جا رہا ہے لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بتا دیا کہ میں کتنا بڑا صوفی کیوں نہ ہوں میں ائمہ فقہ کی اقتداء میں ہوں میں ان کا احترام کرتا ہوں کہ علم کو برتری حاصل ہے ہر عمل پر اور تصوف ایک عمل ہے جو علم کی اصلاح کے لیے ہے تو حیرت ہوتی ہے کوئی صوفی ہے؟ جو مقلد نہیں ہے کیا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

حنفی نہیں ہیں؟ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب کا پہلا باب ہی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف سے بھرا ہوا ہے کون ہے؟ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ رئیس الاولیاء ہو کر بھی امام احمد بن حنبل مسلک پر عمل پیرا ہیں ہر صوفی نے اپنے سر کا تاج ائمہ فقہ کو بنایا ہے۔ آج ہم انہی اماموں کو رد کر رہے ہیں۔ یعنی ہم علم کی سطوت کو گرانا چاہتے ہیں اور اپنے کاروبار کے لیے جہالت کو فروغ دینا چاہتے ہیں یہ ہے جس کا توڑ کرنا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جس کے خلاف جہاد کرتے رہے لگا تار جہاد کرتے رہے ہیں اور لکھا دوستو! یاد رکھو کل قیامت کو جو سوال ہوں گے وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیے ہوئے فتوے، امام محمد کے فتوے اور امام یوسف کے فتووں پر جو شریعت کی توضیح ہے ان پر سوال ہوں گے۔ ابوالحسن نوری اور ابو بکر شبلی علیہما الرحمہ کے بارے میں سوال نہیں ہوں گے۔ دونوں بڑے صوفی ہیں جو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ممدوح ہیں۔ ان کے بارے میں سوال نہیں ہوں گے۔ سوال ہوگا تو شریعت پر عمل کیا یا کہ نہیں کیا؟ تو اس لیے آج سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ علمائے شریعت کی برتری تسلیم کی جائے۔ علماء کو مانا جائے۔ عمل کرنے والا کتنا بڑا کیوں نہ ہو کتنا بھی بڑا دعوے دار ہو اللہ کا کرم کتنا بڑا ہو جائے لیکن شریعت کی حدود سے نکل نہیں سکتا کیوں کہ کامیابی میرے رسول ﷺ کی اقتداء میں ہے ان کے پیچھے چلنے میں ہے اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شریعت مطہرہ کی عظمت کے سب سے بڑے داعی ہیں۔ برصغیر میں بڑے سے بڑا صوفی بھی ان سے بڑھ کر شریعت کی اتباع کا دعویٰ نہیں کرتا۔ جتنا وہ شریعت کی اتباع کرتے ہیں اور اپنی عملی زندگی میں بتایا کہ دعویٰ

marfat.com

نہیں کرتا عمل کرتا ہوں ۔ بیمار ہوگئے حکیم نے کہا کچھ لونگ استعمال کیجئے مرید سے کہا لونگ لا دو ۔ ہتھیلی پر رکھے تو آٹھ تھے آب دیدہ ہو گئے ، رنجیدہ ہو گئے ۔لوگوں نے کہا حضور کیا ہوا فرمایا میرے رسول ﷺ کو طاق چیز پسند تھی اگر نو ہوتے تو زیادہ اچھا تھا کوئی فتوئی نہیں اقتداء کی اس حد تک چلے گئے تھے کہ پیچھے چلنا ہے اس لیے کہتے تھے کہ کبھی کبھی میری رگِ فاروقی بھڑک اٹھتی ہے کیوں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل ان کے سامنے تھا کہ مدینہ کی گلی سے نبی کریم ﷺ گزر رہے تھے ۔صحابہ ساتھ تھے ۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے اچانک ایک جگہ ٹھہر گئے اور قافلہ رسالت ﷺ صحابہ کی معیت میں آگے گزر گیا مڑ کر دیکھا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں تھے واپس آ کر دیکھا کہا فاروق کہاں ہو تو پیچھے کھڑے تھے کہا آتے کیوں نہیں ہو کہا رسول اللہ ﷺ پریشانی ہوگئی ہے ۔کہا نالی تھی ۔آپ ﷺ نے نالی کو پار کیا ہے میں کوتاہی کر گیا ہوں ۔دیکھا نہیں ہے کہ کونسا پاؤں آپ ﷺ نے پہلے اٹھایا ہے اس لیے کھڑا ہوں اس چال میں بھی آپ کی سنت سے آپ ﷺ کے عمل سے انحراف نہ ہو جائے ۔یہی تصوف ہے ۔جس کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ درس دے رہے ہیں آیئے اپنی انا کے بتوں کو توڑیں اپنی گروہ کی حفاظت کو چھوڑیں ۔اپنی مسندوں کے تمکن کو چھوڑیں اور شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کے لیے اپنی گدی کو مرکز بنائیں ۔یہ گدیاں اس لیے نہیں ہیں یہ ہمارے مرکز نہیں ہیں یہ نشان منزل ہیں جو مدینہ منورہ دکھاتے ہیں ۔جس گدی سے مدینہ نظر نہیں آتا وہ گدی ہمارے لیے قابل قبول نہیں یہ تو نشان منزل ہے مرکز وہ ہے جو مدینہ منورہ ہے ۔اس مرکز سے وہ نظر نہیں آئے تو یوں

marfat.com

سمجھ لیجئے کہ بات اپنی ذات کے فائدے کے لیے ہے۔ یہ نشان ہے میرے دوستو جو ہمیں راہ بتاتے ہیں یہ راہنما ہیں جو ہاتھ پکڑ کر مدینہ لے جاتے ہیں۔ ان ہاتھوں کی قدر کیجئے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سب کو ادھر کا رُخ دکھا رہے ہیں کہ وہی ہے مرکز وہی ہے نجات اور وہی ہے کامیابی کا ذریعہ۔ آیئے آج بھی اُسی پر عمل کریں۔ بہت بہت شکریہ

marfat.com

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ
مکتوبات امام ربانیؒ کی روشنی میں

اور

نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا جائزہ

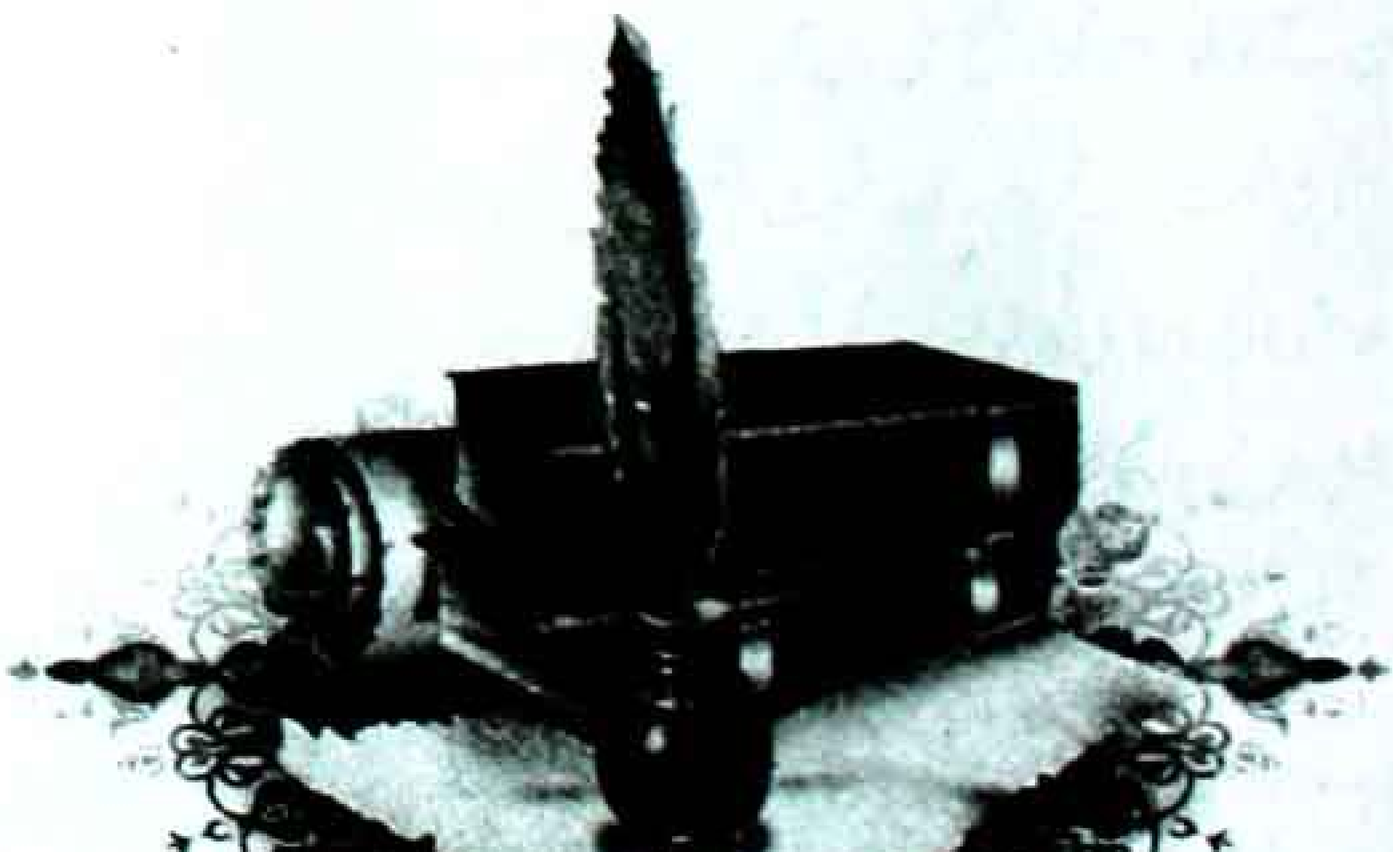

پروفیسر قاری مشتاق احمد

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں اور نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا جائزہ

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد

علمائے طریقت اور مشائخ تصوف کے عظیم سرداروں میں ایک انتہائی اہم اور مقبول نام اور عبقری شخصیت عارف کامل شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو بیک وقت ایک جید عالم، مفسر قرآن، شارح، نامور صاحب التصانیف اور معروف مقبولان بارگاہِ رب العزت سے تھے۔ آپ سرزمین ہسپانیہ کے مشہور شہر اندلس کے باسی تھے ان کے والد بزرگوار شیخ علی بن محمد عربی رحمۃ اللہ علیہ خوشحال اور متمول شخص تھے مگر اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا ہم نے تجھے اپنی صلب سے ایک فرزند بخشا اس کا نام محی الدین رکھنا کہ مقبول بارگاہ اور قطب وقت ہوگا۔ آپ کی ولادت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی کرامت ہے۔ آپ چھٹی صدی ہجری کے وسط میں پیدا ہوئے اور ۶۳۸ھ میں وصال فرمایا آپ نے جو یادگار تصانیف چھوڑی ہیں وہ سب عربی زبان میں لکھی گئیں۔ ان پر فیوضات غوث الثقلین کی گہری چھاپ ہے اور اسلوب میں گہرا تتبع اور روانشر کے ساتھ پر مغز اشعار کی رعنائی ہے۔ بیان میں زور اور استدلال میں قوت ہے جو ژرف نگاہی اور عمیق نظری کا ثبوت ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میری رائے

marfat.com

کیسی ہے مگر شیخ سلسلہ قادریہ ہی کی ایک عظیم کڑی ہیں اور طریقت و تصوف کے حوالے سے ان کی ایک مجتہدانہ شان ہے۔ متاخرین مشائخ کبار علی الخصوص سلاسل عالیہ قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں میں ان کی مقبولیت اس کی روشن دلیل ہے بلکہ ان کے اکابر شیخ کی کتابوں کے مطالعہ کی نصیحت فرماتے تھے اور ان کی مقتدر خانقاہوں میں یہ کتب شامل نصاب رہیں۔

شیخ اکبر کی کتابوں میں (۱) فتوحات مکیہ (۲) فصوص الحکم (۳) مواقع النجوم (۴) نقش النصوص نے بہت شہرت پائی ان کے علاوہ اور بھی تصانیف یا مخطوطات کا تذکرہ ملتا ہے مگر غیر مطبوعہ ہونے کی وجہ سے دستیاب نہیں۔ ان چہار مذکورہ کتب میں سے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کو بہت مقبولیت رہی اور ہے۔ مواقع النجوم اور نقش النصوص دونوں کتابوں کا بنیادی اور مجموعی موضوع بھی تصوف ہی ہے اور یہ کتب مصر اور دیگر ممالک میں طبع ہوئیں۔ شرحیں لکھیں گئیں جن میں سے نقش النصوص کی معروف عربی ''شرح نقش النصوص'' ہے جو ملاّ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے لیکن جو شہرت و مقبولیت فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کو حاصل ہوئی وہ انہی دونوں کتابوں کا امتیازی نشان ہے، فتوحات مکیہ اولین تصنیف ہے اور ضخیم کتاب ہے جس میں تصوف کے جملہ مباحث پر مفصل اور مدلل گفتگو کی گئی ہے۔ تفصیل کے حوالے سے اسے فصوص الحکم پر ترجیح حاصل ہے جبکہ فصوص الحکم ۲۷ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب کو ''فص'' کہا گیا ہے جس کی ابتدا آدم علیہ السلام کے ذکر سے ہوئی ہے۔ دونوں کتابوں کا موضوع تصوف اور اس سے متعلق مباحث ہیں۔ شیخ اکبر کا اسلوب سمجھنا آسان نہیں اور ان کتب سے وہی

marfat.com

استفادہ کرسکتا ہے جو عالم باعمل ہو علوم شریعت اور اصول طریقت پر گہری نظر رکھتا ہو ان دونوں کتابوں میں جس نظریہ کا مجموعی رنگ غالب اور چھاپ گہری ہے وہ ''وحدت الوجود'' ہے اور اس سے متعلق تصریحات وتشریحات ہیں جن کا مطالعہ کرتے وقت شیخ اکبر کبھی عارف کے رنگ میں اور کبھی عالم کے آہنگ میں، کبھی فلسفی موشگافیوں کے لباس میں اور کبھی ایک عظیم صاحب کشف کی صورت میں نظر آتے ہیں اور ان کی عبقری شخصیت استدلال کی قوت سے غالب دکھائی دیتی ہے اور قارئین مغلوبیت کے دائرے میں گھرے نظر آتے ہیں اور اثر آفرینی کا سحر نمایاں ہے۔ جس نے مقبولانِ بارگاہ، عارفان کامل، جید علماء وصلحاء کو ان کا فریفتہ بنا رکھا ہے اور ان کی اکثریت اس نظریہ وحدت الوجود کی نہ صرف ارادت مندی سے قائل اور گھائل ہے بلکہ اس کی مبلغ ہے جن میں شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کو جو شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ ہیں، اولین شارح ہونے کا شرف وامتیاز حاصل ہے۔

مجھے مکتوباتِ مجددِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر کرنا ہے تو اس لئے میں نے ان کے اجمالی تذکرہ پر اکتفا کیا ہے جہاں تک مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے تو ان کی کل تعداد ۵۳۶ ہے اور یہ سب فارسی زبان میں لکھے گئے اور یہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں۔ دفتر اوّل خواجہ یار محمد بدخشی رحمۃ اللہ علیہ، دفتر دوم خواجہ عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ اور دفتر سوم میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمایا، حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ جو ایک عظیم عالم ربانی، بلند پایا عارف، محقق اکمل، پابند شرع، شیخ کامل اور عہد ساز شخصیت تھے جنہوں نے برصغیر پاک وہند ہی

marfat.com

میں نہیں بلکہ دنیا بھر میں اپنی عظمتوں کا لوہا منوایا اور ان کے عہد کے لوگوں نے انہیں امام ربانی، قیوم زمانی اور مجدد الف ثانی تسلیم کیا۔ انہوں نے ان مکتوبات میں خالص اسلامی تصوف کی حقیقت و ماہیت، اس کے رموز و معارف، فوائد و ثمرات پر جامع گفتگو فرمائی ہے اور فقر و سلوک سے متعلق ہر قسم کے شکوک و شبہات کا نہ صرف مؤثر اور مدلل ازالہ کیا ہے بلکہ غلط و صحیح، باطل و حق میں واضح امتیاز کر دیا ہے جو اسیران ضلالت، گرفتاران اوہام و تشکیک اور مفروران راہ شریعت کے لیے نسخۂ شفاء اور منشور ہدایت ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ''نظریہ وحدت الشہود'' کی مضبوط و مبسوط دلائل کے ساتھ ترجمانی کی ہے اور ''نظریہ وحدت الشہود'' کے نہ صرف آپ داعی ہیں بلکہ یہ نظریہ آپ کی عبقری شخصیت کا ایک تعارفی اور امتیازی نشان بن گیا ہے۔

مکتوبات میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کثرت سے آیا ہے کسی جگہ شیخ کا نام لے کر ان کا قول نقل کیا گیا ہے اور کسی جگہ صاحب فصوص کہہ کر ان کی تحریر پر تبصرہ کیا ہے اور یونہی فتوحات مکیہ کا ذکر بھی کرتے ہیں اور دونوں کتابوں کا حوالہ بھی دیتے ہیں جن مکتوبات میں شیخ کا نام لیا ہے یا انکی کتب کا ذکر کیا ہے یا ان کی تحریر و قول پر تبصرہ یا محاکمہ ہے وہ مکتوبات درج ذیل ہیں:

(i)۔ دفتر اوّل

حصہ اول: مکتوب نمبر ١١ ، ٣١

حصہ دوم: مکتوب نمبر ٤٣، ١٠٠

حصہ سوم: مکتوب ١٠١، ٢٠٠، ٢٢٠

marfat.com

حصہ چہارم: مکتوبات نمبر ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۵٦، ۲٦۱، ۲٦٦

حصہ پنجم: مکتوبات نمبر ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۹۰، ۳۱۰

(ii) دفتر دوم:

حصہ اوّل: مکتوبات نمبر ۱، ۴۴

حصہ دوم: مکتوبات نمبر ۵۸، ۹۲

(iii) دفتر سوم: (حصہ اوّل)

حصہ ہشتم: مکتوبات نمبر ۵۸، ٦۷، ۷۱، ۷۲، ۷۴، ۷۵

ایضاً (حصہ دوم)

مکتوبات نمبر ۷٦، ۷۹، ۸۰، ۸۹، ۱۰۰، ۱۱۳، ۱۲۲

ان مکتوبات میں سے بعض بہت مفصل ہیں جیسے دفتر دوم سے مکتوب اول اور دفتر سوم سے مکتوب نمبر ۷۲ اور مکتوب نمبر ۱۰۰۔ ان کے علاوہ کثیر مکتوبات بالخصوص دفتر سوم کے مکتوب میں وحدت الوجود کے حوالے سے متعلق بہت سے امور پر دقیق مباحث ہیں ان مکتوبات میں توحید وجودی کے قائلین کو مخاطب کر کے اپنے موقف کی صراحت کی گئی ہے اور جہاں کوتاہ بینی کا انکشاف ہوا ہے یا کشف میں خطا پر حمل ہوا ہے اُسے دلائل سے واضح کیا گیا ہے اور معتدل اور مؤثر اصلاح کی گئی ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نظریہ وحدت الشہود کے زبردست داعی ہیں اور اس کی برتری اور حقانیت پر دلائل قاہرہ سے گفتگو فرماتے ہیں۔ لاریب وہ خود بھی ایک عظیم عارف اور سلامتی کشف کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ

marfat.com

وہ ابتداءً نظریہ وحدت الوجود کے خود بھی قائل تھے اور اس سے متاثر بھی تھے: شیخ صوفی کے نام لکھتے ہیں:

مخدوم و مکرم!

کم عمری کے زمانہ میں فقیر کا اعتقاد بھی توحید وجودی والوں کے مشرب جیسا تھا فقیر کے والد صاحب قدس سرہٗ بھی بظاہر اسی مشرب پر تھے اور باطن کی پوری نگہداشت کے باوصف جو بے کیفی کے مرتبہ کی طرف رکھتے تھے ہمیشہ اسی طریقہ کے مطابق مشغول رہے، فقیہہ کا بیٹا بھی آدھا فقیہہ کے مقولہ کے مطابق فقیر بھی اس مشرب سے ازروئے علم حظِ وافر اور لذت ذوق عظیم رکھتا تھا"۔[۱]

لیکن اس لذت و ذوق عظیم اور حظِ وافر کے باوجود ان کے مکاشفات میں ترقی اور صحت و سلامتی کیسے ہوئی اس کا ذکر بھی فرماتے ہیں:

اللہ کریم نے اپنے فضل و کرم سے ارشاد پناہ، حقائق و معارف آگاہ پسندیدہ دین کی تائید کرنے والے ہمارے شیخ و مولیٰ اور قبلہ خواجہ محمد الباقی باللہ قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہٖ کی خدمت میں پہنچا دیا آپ نے فقیر کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم فرمائی اور اس

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۳۱

marfat.com

فقیر کے احوال پر بلیغ توجہ فرمائی اس طریقہ عالیہ میں محنت کرنے کے بعد جلد ہی توحید وجودی منکشف ہوگئی اور اس کشف میں غلو پیدا ہوگیا اور اس مقام سے متعلق علوم و معارف بکثرت ظاہر فرمائے گئے اور اس مرتبہ کے لطائف میں سے کوئی لطیفہ (باریکی یا سر) کم ہی ہوگا جو منکشف نہ فرمایا گیا۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دقائق معرفت مکمل طور پر ظاہر اور واضح فرمائے گئے اور تجلیٔ ذاتی جسے صاحب فصوص (فصوص الحکم) نے بیان فرمایا اور اسی کو عروج کی نہایت قرار دیا ہے اور تجلی کی شان میں فرماتے ہیں:

وَمَا بَعْدَ هٰذَا اِلَّا الْعَدَمُ الْمَحْض اور اس کے بعد صرف عدم محض ہے مجھے اس تجلی ذاتی سے بھی مشرف فرمایا گیا اور اس تجلی ذاتی کے علوم و معارف جنہیں شیخ ابن عربی نے خاتم الولایۃ کے ساتھ مخصوص جانا وہ بالتفصیل معلوم ہوئے اور غلبہ حال اور وقتی سکر اس توحید وجودی میں اس حد تک پہنچ گیا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بعض خطوط ہیں یہ دو شعر جو سراسر سکر ہیں تحریر کر ڈالے:

اے دریغا کیں شریعت ملت اعمائی است

کفر و ایمان زلف و روی آن پری زیبائی است

marfat.com

ملت ما کافری وملتِ ترسائی است

کفر وایمان ہر دو اندر راہ ما یکتائی است

''ہائے افسوس یہ شریعت نہ دیکھنے والوں کی شریعت ہے کفر و ایمان اس خوبصورت پری کی زلفیں اور شکل ہے، ہماری ملت تو کفر اور عیسائیت کی ملت ہے ایمان اور کفر دونوں ہمارے راستے میں یکساں ہیں''

یہ حال مدت دراز تک رہا اچانک حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی عنایت بے نہایت پردۂ غیب سے میدان ظہور میں آئی اور بے چون وبے چگون کی روپوشی کے حجاب کو مرتفع کردیا (اٹھادیا) پہلے جو علوم اتحاد ووحدت کی خبر دیتے تھے زائل ہونا شروع ہوگئے اور احاطہ اور قلب مومن میں ذاتِ حق کا سماجانا اور قرب ومعیت ذاتی یہ سب کچھ جو اس مقام میں منکشف ہوئے تھے غائب ہوگئے اور پورے یقین سے معلوم ہوگیا کہ صانع عالم سبحانہٗ تعالیٰ کے لئے عالم کے ساتھ مذکورہ نسبتوں میں سے کوئی نسبت بھی ثابت نہیں ذاتِ حق کا احاطہ اور قرب ذاتی نہیں بلکہ علمی ہے جیسا کہ اہل حق شکر اللہ سعیھم کے نزدیک قرار پاچکا (یعنی اللہ اپنے علم وقدرت سے ہر شی کو محیط ہے) اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں اور خدا خدا ہے اور عالَم عالَم ہے

marfat.com

اللہ بے مثل و بے مثال ہے اور عالم سارے کا سارا مثل و مثال کے داغ سے داغدار ہے۔ بے مثل و بے کیف ذات کو ذی مثل و ذی کیف کا عین نہیں کہا جاسکتا۔ واجب تعالیٰ کو ممکن کا عین نہیں کہہ سکتے اور قدیم حادث کا عین ہرگز نہیں ہوسکتا، ممتنع العدم ذات جائز العدم کا عین نہیں ہوسکتی، انقلاب حقائق عقلاً اور شرعاً محال اور ایک کو دوسرے پر محمول کرنا بالکلیہ ممتنع ہے

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ دبستان طریقت کے آفتاب و ماہتاب ہیں گو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ وحدت الوجود کے حوالے سے شیخ اکبر کے ناقد ہیں اور ان کے مقابل نظریۂ وحدت الشہود کے پرزور مبلغ ہیں لیکن وہ حضرت شیخ اکبر کے علم و فضل کے معترف ہیں ان کے مکاشفات پر تنقید کے ساتھ بعض امور میں تعریف و تحویب بھی فرماتے ہیں لیکن ان کے عارف کامل اور مقبول بارگاہ رب العزت ہونے کے برملا قائل ہیں اور ان کا باہمی اختلاف مجتہدین شریعت کا سا ہے اپنے پیرزادوں خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب میں جو خاصا مفصل ہے ایک جگہ رقم طراز ہیں:

"عجب معاملہ ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مقبولوں میں نظر آتا ہے اور اس کے اکثر علوم جو آرائے اہل حق

ا۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب:۳۱

marfat.com

کے مخالف ہیں خطا اور ناصواب ظاہر ہوتے ہیں شاید خطاء کشفی کے باعث اسے معذور رکھا گیا ہے اور خطاء اجتہادی کیطرح ملامت کو اس سے ہٹا رکھا ہے شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فقیر کا اعتقاد خاص بھی یہی ہے کہ اس کو مقبولانِ بارگاہِ رب العزت سے جانتا ہے اور اس کے مخالف علوم کو خطا پر محمول کرتا ہے اور مضر دیکھتا ہے اس گروہ میں بعض لوگ شیخ کو طعن و ملامت بھی کرتے ہیں اور اس کے علوم کو بھی خطا پر جانتے ہیں اور بعض لوگ شیخ کی تقلید اختیار کر کے اس کے تمام علوم کو بہتر اور صواب (درست) جانتے ہیں اور ان علوم کی حقیقت کو دلائل و شواہد کے ساتھ ثابت کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں فریقوں نے افراط و تفریط کا راستہ اختیار کیا ہے اور یہ راہ اعتدال سے دور ہے شیخ جو مقبول اولیاء میں سے ہیں خطائے کشفی کے باعث کس طرح رد کیا جائے اور اس کے علوم کو جو صواب سے دور اور اہل حق کی رائے کے مخالف ہیں تقلید سے کس طرح قبول کیے جائیں **فالحق هو التوسط الذی وفقنی الله سبحانه بمنه و کرمه** پس حق یہی درمیانی راستہ ہے جس کی توفیق مجھے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بخشی ہے ہاں مسئلہ وحدت الوجود میں اس گروہ میں سے ایک جم غفیر شیخ کے ساتھ

marfat.com

شریک ہے اگرچہ شیخ اس مسئلہ میں طرز خاص رکھتا ہے لیکن اصل بات میں سب کے سب باہم شریک ہیں یہ مسئلہ بھی اگرچہ بظاہر حق کے مخالف ہے لیکن توجہ کے قابل اور جمع کے لائق ہے"۔[1]

قاضی اسماعیل فرید آبادی کی طرف تحریر فرماتے ہیں:

پوشیدہ نہ رہے کہ عبارت "ہمہ اوست" (وحدت الوجود) اگرچہ قدمائے صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم میں متعارف نہیں رہی ہے لیکن کلمات **انا الحق** اور **سبحانی** اور **لیس فی جبتی سوی اللہ** اور ان جیسے کلمات بھی بہت تھے کہ ان عبارات کا اور اس کا حاصل ایک ہے مثل مشہور ہے کہ "جب پانی سر سے گزر گیا تو کیا ایک نیزہ اور کیا سو نیزہ" متاخرین صوفیہ میں یہ عبارت عام رائج ہے اور بے تکلف ہمہ اوست کہتے ہیں اور اس قول پر اصرار کرتے ہیں .... عجیب معاملہ ہے کہ متقدمین صوفیہ میں سے اکثر اس توحید آمیز عبارت کا معنی حلول واتحاد سمجھتے ہیں اور ان عبارت کے قائلین کو کافر و گمراہ کہتے ہیں .... شاید کہ یہ مسئلہ توحید متقدمین صوفیہ میں اچھی طرح ملخص ہو کر تحریر نہ ہوا تھا جو بھی ان سے مغلوب الحال ہو جاتا تو توحید نما کلمہ اس سے ظاہر

۱۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶

marfat.com

ہو جاتا اور غلبہ سکر کی وجہ سے اس کے راز کو نہ پاتا اور ان عبارات کے ظاہر کو حلول واتحاد کے شبہ سے نہ پھیرتا۔

پھر جب شیخ بزرگوار محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ تک نوبت پہنچی تو انہوں نے کمال معرفت سے اس دقیق مسئلہ کی تشریح کی اور واضح کیا اس میں باب اور فصلیں قائم کیں اور صرف ونحو کی طرح اس کو مدوّن کیا اور اس کے باوجود اس جماعت میں سے بعض نے اس کی مراد نہ سمجھی اور غلطیاں پکڑنے ، طعن و ملامت کی بوچھاڑ کرنے لگے ۔اور اس مسئلہ کی اکثر تحقیقات میں شیخ حق پر ہے اور اس پر طعن کرنے والے صواب سے دور ہیں۔شیخ کے علم کی بزرگی اور زیادتی کو اس مسئلہ کی تحقیق سے معلوم کرنا چاہیے نہ کہ اس پر رد اور طعنہ زنی کرنا چاہیے۔[1]

حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید کے نام لکھتے ہیں:

''صاحب فتوحات مکیہ نے کیا ہی اچھا کہا ہے کہ عالم عین واحد میں اعراض مُجتَمِعَۃ کا نام ہے یعنی صاحب اعراض کا قیام ایک ذات سے ہے لیکن شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

اس جگہ دو نکات میں فروگذاشت کی ہے ایک یہ کہ کامل ترین عارف کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا

۱۔مکتوبات امام ربانی: دفتر سوم، مکتوب:۷۹

marfat.com

اور دوسرا یہ کہ قیام ذات احد سے رکھا ہے۔ حالانکہ اس کا قیام اپنے اصل سے ہے جو کہ اسماء وصفات ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اگر چہ اسماء وصفات کا قیام ذات سے ہوتا ہے کیونکہ حضرت ذات کو عالم سے ذاتی بے نیازی حاصل ہے عالم کا قیام اس بلند مرتبہ سے کیونکر ہوسکتا ہے اور عالم کی کیا حقیقت ہے کہ اس بلند درجہ کے ساتھ قیام کی ہوس کرے"

اسی مکتوب میں رقم طراز ہیں:

کیا کیا جائے کہ اس میدان میں شیخ محی الدین قدس سرہٗ سے کبھی شدید اصولی اختلاف اور کبھی صلح اور موافقت ہے کیونکہ وہی ہے جس نے معرفت اور عرفان کی باتوں کی بنیاد رکھی اور ان کو شرح وبسط دیا اور وہی ہے جس نے توحید واتحاد کے متعلق تفصیل سے بات کی ہے اور تکثر وتعدد کا منشا بیان کیا ہے اور وہی ہے جس نے وجود کو کلی طور پر خدا تعالیٰ کے لئے مقرر کہا ہے اور عالم کو موہوم و متخیّل بتایا ہے اور وہی ہے جس نے وجود کے لیے تنزلات ثابت کیے ہیں اور ہر ایک کے احکام کو الگ کیا ہے اور وہی ہے جس نے عالَم کو عین حق سمجھا ہے اور ہمہ اوست کہا اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کے مرتبہ کو عالم سے علحدہ پایا ہے اور اپنی تحقیق میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو منزّہ اور مبرّا

marfat.com

جاتا ہے۔ وہ مشائخ جو شیخ سے پہلے گزرے اگر اس حوالے سے انہوں نے کوئی بات کی تو شرح و تفصیل میں پڑنے کی بجائے اشارات سے کہی اور جو شیخ کے بعد اس گروہ میں وارد ہیں تو ان میں سے اکثر شیخ کے مقلد اور اس کی مصطلحات سے موافق بات کرتے رہے۔ ہم عاجز لوگوں نے بھی اس بزرگوار (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ) کی برکات سے بہت سے استفاضے کیے ہیں اور اس کے علوم و معارف سے بہت کچھ اخذ کیا ہے اللہ تعالیٰ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو ہماری طرف سے اچھی جزا دے"

مذکورہ مکاتیب سے بخوبی واضح ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کو علم طریقت، مصطلحات تصوف، تحقیقات و اشارات میں گروہ صوفیا میں نہ صرف ممتاز جانتے ہیں بلکہ اس فن کا بانی سمجھتے ہیں ان سے استفادہ کا برملا اعتراف کرتے ہیں ان کی مقبولیت بارگاہ اور عظمت عرفان کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ معتقد بھی ہیں۔ اب رہا وہ نزاع اور اختلاف جو دونوں بزرگوں کے درمیان ہے وہ عبارات حال کی تشریحات پر ہے مکاشفات کی تعبیرات میں ہے کہ کونسی بات راہ صواب سے دور ہے یا شیخ پر مقامات حال کا غلو محبت اور وقت سکر میں مرتبہ ترقی پر ٹھہر جانے کی ہے اور اس سے بلند تر مقام سے نارسائی ہے اور اس مرتبہ پر جو کچھ شیخ نے کہا یا جو تحقیق بیان کی وہ

ا۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۷۷

marfat.com

شریعت سے کس طرح متصادم ہے اور مکشوفات کے اظہار میں جو خطاء اجتہادی واقع ہوئی ہے اس کی مدلل اور شریعت کے مطابق اصلاح اور تصویب ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا ہے **فوق کل ذی علم علیم** ''ہر علم والے سے بڑھ کر علم والا ہے۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ عالم ہیں عارف ہیں صاحب کشف ہیں بلند مرتبہ صاحب حال مقبول بارگاہ ہیں لیکن جس طرح حضرت الامام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مجتہد عظیم اور فقہ کے بانی مبانی ہیں اسی طرح حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی عظیم مجتہد اور فقیہہ ہیں ان دونوں بزرگوں کی فکر و سوچ، تحقیق و دریافت کا سرچشمہ کتاب و سنت ہے اور ان کی نیتیں اخلاص وللہیت سے معمور ہیں لیکن اختلاف کئی امور میں واضح اور روشن ہے دونوں حق پر ہیں تو پھر ایسا کیوں ہے تو یہ اس لئے کہ مجتہد اگر اپنی تحقیق و فیصلہ میں حق وصواب پر ہے اس کے لیے دوہرا اجر وثواب ہے اور جس کی تحقیق، فیصلہ حق وصواب سے ترجیحاً دور ہے اس کے لیے اکہرا اجر ہے جب کہ صحیحین بخاری و مسلم کی حدیث میں ارشاد نبوی ﷺ ہے ایک کو مجتہد مصیب جبکہ دوسرے کو مجتہد مخطی کہا جاتا ہے۔ دونوں بزرگوں کا اختلاف انکی عظمت و بزرگی اور شان امامت اور اطاعت حق کے ہرگز مخالف نہیں اور قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وداود و سليمن اذيحكمن فى الحرث اذنفشت فيه
غنم القوم و كنا لحكمهم شهدين • ففهمنها سليمن
و كلا اتينا حكما و علما [۱]

۱۔ الانبیاء، ۲۱: ۷۸۔۷۹

marfat.com

''اور یاد کرو داود اور سلیمان کو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اس میں کچھ لوگ کی بکریاں چھوٹیں اور ہم ان کے حکم کے وقت حاضر تھے ہم نے وہ معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا اور دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا۔''

ایک شخص کی بکریاں دوسرے شخص کے کھیت کو کھا گئیں جبکہ بکریوں کا چرواہا ساتھ نہ تھا یہ مقدمہ سیدنا داؤد علیہ السلام کی عدالت میں پیش ہوا آپ نے تجویز کیا کہ بکریاں کھیتی والے کو دیدی جائیں کہ کھیتی کا نقصان اور بکریوں کی قیمت برابر تھی حضرت سلیمان علیہ السلام جو اس وقت گیارہ برس کے تھے اس قضیہ کے بارے میں کہا کہ فریقین کے لئے زیادہ آسانی کی شکل بھی ہوسکتی ہے تو آپ نے حضرت والد کے لزوم پر تجویز کیا کہ بکریوں والا کھیتی کاشت کرے اور جب تک کھیتی پرانی حالت پر پہنچے اس وقت تک کھیتی والا بکریوں کے دودھ سے نفع اٹھائے اور جب کھیتی پرانی حالت پر پہنچے اس وقت کھیتی والا بکریاں واپس کر کے کھیتی لے لے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ تجویز بہت پسند فرمائی اگرچہ اس معاملے میں دونوں حکم اجتہادی تھے اور ان کی شریعت کیمطابق تھے مگر ہماری شریعت میں چرواہے کی عدم موجودگی میں اگر ایسا ہوا تو ضمان نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں اس قضیہ میں دونوں فیصلہ کرنے والے نبی اور معصوم ہیں لیکن فیصلہ کی برتری حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ہے جبکہ دونوں بزرگوں کی عظمت وشان پر کوئی اثر نہیں اور یہاں ففھمنٰھا کا لفظ قابل غور ہے اللہ نے فہم کو خود سے منسوب کیا ہے جس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ فہم کی برتری فضیلت اور انعام خصوصی ہے اور یہ فضل و

marfat.com

انعام جب انبیاء میں ایک دوسرے پر برتری اور فضیلت کو ثابت کرتا ہے تو اہل عرفان اور اصحاب کشف میں ایسا کیوں ممکن نہیں جبکہ یہاں کوئی بھی معصوم نہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ بزرگ خطرات سے بلند حفاظت الٰہی میں ہیں لیکن فہم و رسائی اور عروج مقامات اور حقائق مکشوفات میں ایک دوسرے پر فضیلت ایک عطیہ ربانی خصوصی فضل الٰہی ہے **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء** یہ فضل وشرف ہر کسی کے لیے نہیں مگر اخص الخواص کیلئے ہے تو مجھے کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ لاریب عظیم المرتبت ہیں لیکن حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو ان پر فضیلت حاصل ہے اور وہ خطاو صواب میں خوب امتیاز رکھتے ہیں اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب وسنت پر بہت گہری نظر ہے اور وہ شریعت کی پیروی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں ان کی شریعت طریقت ہے اور طریقت شریعت ہے اور یہی حقیقت ہے۔ وہ عقائد اہل سنت وجماعت سے بال برابر بھی تجاوز نہیں کرتے اور اگر کوئی بات طریقت کے حوالے سے عقائد اہل سنت و جماعت جو فرقہ ناجیہ ہے کے خلاف دیکھتے ہیں یا شریعت کے مسلمہ عقائد سے متصادم دیکھتے ہیں تو اس کی پُر زور مذمت کرتے ہیں اور حق کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں اور جو غلط ہے اس کو دلائل قاہرہ سے ثابت کرتے ہیں اور کبھی جب رگِ فاروقی جوش میں آجاتی ہے تو ان اقوال یا کتب کی جن میں ایسی کوئی قابل گرفت بات ہوتی ہے بھرپور تردید کرتے ہیں اور کتاب وسنت کی پیروی کی عظمت وفضیلت اور اس کی حجیت واکملیت کی پرزور دعوت دیتے ہیں اور اس کی اطاعت و پیروی کو نجات جانتے ہیں اور اس کے مخالف امور کو ہلاکت سے تعبیر کرتے ہیں اور جاہل پیروں اور خام صوفیہ

marfat.com

کے اقوال اور ان کی خلاف شرع عبارات کے ابطال میں حمایتِ شریعت اور احقاقِ حق کا جلال نمایاں نظر آتا ہے جو ان کے عرفان عظیم اور حق و ثواب تک فکری رسائی کا ترجمان ہے:

خواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف لکھتے ہیں:

''ان بزرگوں نے احوال و مواجید کو احکام شرع کے تابع کیا ہے اور اذواق و معارف کو علوم شرعیہ کا خادم تصور کیا ہے شرع شریف کے نفیس موتیوں کو بچوں کی طرح وجد و حال کے اخروٹ اور انگوروں کے بدلے نہیں لیتے اور صوفیہ کی بے اصل باتوں سے نہ مغرور ہوتے ہیں نہ فتنہ میں پڑتے۔ نصوص شرعیہ کے مقابل میں فصوص الحکم کی باتوں کو اختیار نہیں کرتے اور فتوحات مکیہ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ان کا حال دائمی ہے اور ان کا وقت پائیدار ہے وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کو چمک کی طرح نصیب ہوتی ہے ان بزرگوں کو دائمی طور پر نصیب ہے وہ حضور جو وقتی ہو کر باقی نہ رہے ان کے نزدیک ساقط الاعتبار ہے'' [1]

مُلّا حسن کشمیری کے نام تحریر فرمایا:

''آپ نے لکھا تھا کہ شیخ عبدالکبیر یمنی نے کہا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔ مخدوم گرامی! فقیر اس طرح کی باتیں سننے

۱۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب: ۱۳۱

marfat.com

کی تاب نہیں رکھتا میری رگ فاروقی بے اختیار حرکت میں آتی ہے اور اس طرح کی باتوں کی تاویل وتوجیہہ کی فرصت نہیں دیتی چاہے ایسی باتوں کا قائل شیخ عبدالکبیر یمنی ہو یا شیخ اکبر شامی (ابن عربی) محمد عربی علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام کا کلام درکار ہے نہ محی الدین ابن عربی اور صدر الدین قونوی یا عبدالرزاق کاشی کا کلام۔ ہمیں نص سے کام ہے فص کے ساتھ نہیں۔ فتوحات مدینہ نے ہمیں فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔[1]

شیخ عبدالجلیل تھانیسری کے نام لکھا:

''وجد وحال کی وہ کیفیتیں جو فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت کے معتقدات کی حقیقت حاصل ہوئے بغیر ہیں سراسر استدراج ہیں ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں اور یہ کیفیات سوائے خرابی کے کچھ نہیں بعض مشائخ کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم سے غلبۂ حال میں اور سکر کے وقت اہل حق کی درست اور صحیح آراء کے خلاف بعض علوم ومعارف کا ظہور ہوا ہے چونکہ ان کی بنیاد کشف ہے اس لیے وہ معذور ہیں امید ہے کہ کل قیامت کے روز اس بنا پر ان کا مواخذہ نہیں ہوگا یہ لوگ خطا کرنے والے مجتہد کے حکم میں ہیں

۱۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب: ۱۰۰

marfat.com

جسے خطا کی صورت میں اکہرا ثواب ملتا ہے حق علماء اہل سنت شکر اللہ سعیھم کی جانب ہے کیونکہ علماء کے علوم سُنّیّہ سینۂ نبوت سے ماخوذ ہیں جن کی تائید وحی قطعی سے ہو چکی ہے اور صوفیہ کے ان معارف (متنازعہ) کا مقتدا کشف والہام ہے جس میں خطا کی گنجائش ہے کشف والہام کی صحت و درستگی کی علماء اہل سنت کے علوم کے ساتھ مکمل مطابقت ہے اگر کشف والہام میں بال برابر بھی مخالفت ہے تو درستی و ثواب سے خارج ہے یہی صحیح علم اور صریح حق ہے اس کے سوا ضلالت و گمراہی ہے''

ملا ایوب محتسب کی جانب رقمطراز ہیں:

''مشائخ نقشبندیہ نے احوال و مواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے اور ذوق و معارف کو علوم دینیہ کا خادم جانتے ہیں احکام شرعیہ کے قیمتی موتیوں کو بچوں کی طرح اخروٹ اور کشمش کے بدلے ہاتھ سے نہیں دیتے اور صوفیہ کی بے فائدہ باتوں پر مغرور و مفتون نہیں ہوتے۔ نص کو چھوڑ کر فص کی خواہش نہیں کرتے اور فتوحات مدینہ کو چھوڑ کر فتوحات مکیہ کی طرف ملتفت نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ ان کا حال باقی اور وقت دائمی ہے''

ا۔مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب: ۱۱۲ ا۔مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب: ۲۳۳

marfat.com

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ پیرزادوں خواجہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام تحریر فرماتے ہیں:

حضرت امام ہمام ضیاء الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کی ''ملتقط'' میں مذکور ہے صوفیہ کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں صرف یہی کافی نہیں کہ ہم انہیں معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کے معاملہ کو اللہ کے سپرد کردیں یہاں تو امام ابوحنیفہ، امام یوسف اور امام محمد (رحمہم اللہ اجمعین) کا قول معتبر ہے نہ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل۔ اس زمانے کے کچے اور خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو بہانہ کر کے سرود ورقص کو اپنا دین وملت بنالیا ہے اور اسی کو طاعت وعبادت سمجھ لیا ہے''۔[1]

شیخ نظام تھانیسری کے نام تحریر فرمایا:

''علوم لدنیہ کی درستی وصحت کی علامت یہ ہے کہ وہ علوم شرعیہ کے ساتھ صریح مطابقت وموافقت رکھتے ہوں اس سے بال برابر بھی تجاوز ہے تو وہ سکر کی وجہ سے ہے اور حق وہی ہے جو علمائے اہل سنت وجماعت نے کہا ہے اس کا ماسوایا تو الحاد وزندقہ ہے یا پھر

۱۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶

marfat.com

سُکرِ وقت اور غلبۂ حال ہے''

مخدوم زادگان خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھتے ہیں:

''احکام شریعت کے اثبات میں اصل چیز کتاب وسنت ہے اور مجتہدین کا قیاس اور اجماع امت بھی احکام کا مثبِت (ثابت کرنے والا) ہے ان چاروں دلائل شرعیہ کے سوا کوئی دلیل بھی احکام شرعیہ کی مثبِت (ثابت کرنے والی) نہیں ہوسکتی الہام حلت وحرمت کا مثبت نہیں اور اہل باطن کا کشف فرض وسنت کا اثبات نہیں کرسکتا۔ ولایت خاصہ کے مالک اور عام مومنین مجتہدین کی تقلید میں برابر ہیں اور کشف والہام سے ان کو کوئی فضیلت نہیں مل سکتی اور وہ تقلید کی زنجیر سے باہر نہیں نکل سکتے ۔ ذوالنون مصری، بایزید بسطامی، جنید بغدادی اور شبلی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) احکام اجتہادیہ میں مجتہدین کی تقلید کرنے میں زید، عمر، بکر اور خالد کے ساتھ جو کہ عام مومنین میں سے ہیں برابر ہیں۔''

ملاّ حاجی محمد لاہوری کے نام لکھا:

شریعت کے تین جزو ہیں، علم، عمل اور اخلاص جب تک تینوں جزو نہ

۱۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب: ۳۰ ۲۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر دوم، مکتوب: ۵۵

marfat.com

پائے جائیں شریعت محقق نہیں ہوتی جب شریعت محقق ہوگئی تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا جو تمام دنیوی واخروی سعادتوں سے فائق اور اعلیٰ ہے وہ بھی محقق ہوگی "ورضوان من اللہ اکبر" اور اللہ تعالیٰ کی تھوڑی رضامندی بھی بہت ہے اس لیے شریعت تمام دنیوی واخروی سعادتوں کی کفیل وضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب و مقصود نہیں جو شریعت سے الگ ہو اور انسان کو اس کی محتاجی ہو۔ طریقت وحقیقت جس کے ساتھ صوفیہ کرام ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خادم ہیں ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے۔ احوال، مواجید اور علوم و معارف جو صوفیہ کے راستے میں ہاتھ آتے ہیں وہ مقاصد نہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں جن سے اطفال طریقت کی تربیت مطلوب ہوتی ہے ان تمام سے گذر کر مقام رضا میں پہنچنا چاہیے جو جذبہ اور سلوک کے مقامات کی انتہا ہے کوتاہ اندیش لوگ احوال و مواجید کو مقاصد اور مشاہدات وتجلیات کو مطالب شمار کرتے ہیں اس لیے وہم وخیال کے زندان خانہ میں گرفتار رہتے ہیں اور شریعت کے کمالات سے محروم رہتے ہیں"۔[1]

1۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب: ۳۶

marfat.com

خان خانان کے نام لکھتے ہیں:

''مختصر یہ کہ نجات کا راستہ اہل سنت و جماعت کی متابعت ہے اقوال میں بھی افعال میں بھی اور احوال فرع میں بھی کیونکہ نجات پانے والا فرقہ بھی یہی ہے'' ۱؎

جباری خان کے نام لکھا:

''اس نعمت عظمی تک وصول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے بندہ جب اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہ کردے اور اوامر کی بجا آوری اور ممنوعات سے رکنے کے ساتھ مزین و آراستہ نہ کرے اس دولت و نعمت کی خوشبو بندے کی روح سونگھ نہیں سکتی۔ شریعت کی مخالفت کے باوجود اگر بال برابر بھی احوال و مواجید حاصل ہوں تو وہ استدراج میں داخل ہے آخر اسے رسوا کریں گے۔'' ۲؎

مکتوبات میں جس موضوع پر دونوں بزرگوں کے درمیان اختلاف ہے وہ نظریات وحدت الوجود اور اس سے متعلق بعض امور ہیں اس کے علاوہ بھی بعض عبارات و اقوال پر واضح دلائل کے ساتھ بحث ہے میں اس حوالے سے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف ''وحدت الوجود'' اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ ''وحدت الشہود''

۱؎ مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب: ۶۹ ۲؎ مکتوبات امام ربانی: دفتر اول، مکتوب: ۳۰

marfat.com

کو ترجیح دوں گا اور ان دونوں مشائخ کرام کے مؤقف کو الگ الگ واضح کروں گا اور اس کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی کی طرف سے محاکمہ، صراحتوں وضاحتوں اور نکتۂ حق وصواب تک رسائی کے دلائل کے ساتھ ذکر کروں گا چنانچہ اس تناظر میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب سے اخذ کروں گا جو آپ نے شیخ عبدالعزیز کی طرف صادر فرمایا جو مفصل بھی ہے اور دونوں بزرگوں کے الگ الگ مؤقف کا اور فرق وتحقیق کا آئینہ دار ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیروکار فرماتے ہیں:

(i) باری تعالیٰ جل وعلا کے اسماء وصفات ذات واجب تعالیٰ کا بھی عین ہیں اور ایک دوسرے کا بھی عین ہیں

(ii) اس مقام میں کسی بھی اسم اور نشان کے اعتبار سے تعدد و تکثر نہیں اور نہ ہی کوئی تمایز اور تباین ہے

(iii) ان اسماء وصفات اور شیون واعتبارات نے حضرت علم میں تمایز اور تباین اجمالاً اور تفصیلاً پیدا کیا ہے

(iv) اگر اجمالی تمیز ہے تو اُسے تعین اوّل سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اگر تفصیلی تمیز ہے تو اس کا نام تعین ثانی ہے

(v) تعین اوّل کا نام وحدت رکھتے ہیں اور اُسے حقیقت محمدی ﷺ جانتے ہیں اور تعین ثانی کو واحدیت کہتے ہیں

marfat.com

(vi) اور تمام ممکنات کے حقائق گمان کرتے ہیں اور ان حقائق ممکنات کو اعیان ثابتہ جانتے ہیں اور دونوں علمی تعینات یعنی وحدت وواحدیت کو مرتبۂ وجود میں ثابت کرتے ہیں

(vii) ان اعیان ثابتہ نے وجودِ خارجی کی بو بھی نہیں پائی اور خارج میں احدیّت مجرّدہ کے سوا کچھ بھی موجود نہیں

(viii) اور یہ کثرت جو خارج میں دکھائی دیتی ہے اعیان ثابتہ کا عکس ہے جو ظاہر وجود کے (جس کے سوا کچھ بھی موجود نہیں) شیشوں میں منعکس ہوا ہے اور خیالی وجود پیدا کیا ہے۔

(ix) جس طرح ایک شخص کی صورت آئینے میں منعکس ہو کر خیالی وجود پیدا کرے تو اس عکس کا وجود صرف خیال میں ثابت ہے نہ تو آئینے میں حلول ہوا ہے اور نہ ہی کوئی چیز منقش ہوئی اگر انتقاش ہے تو خیال جو آئینے کی سطح پر وہم میں آتا ہے اور یہ خیال اور وہمی شے فعل باری تعالیٰ سے پیدا ہوئی جو درست اور صحیح صورت میں نظر آتی ہے وہم و خیال کے زوال سے زائل نہیں ہوتی۔

(x) علم و خارج میں واجب سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات، اسماء و صفات کے سوا جو عین ذات ہیں کوئی چیز ثابت نہیں اور صورت علمیہ ہی ذی صورت کا عین ہے (اور شے کی شبیہ اور مثال کا گمان

marfat.com

نہیں کیا) اس طرح اعیان ثابتہ کی صورت منعکسہ جو ظاہر وجود میں آئی ان صورتوں کا عین ہے نہ کہ ان کا شبہ تو اتحاد کا لازماً حکم لگے گا اور "ہمہ اوست" اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے

مندرجہ بالا دس اہم امور بنیادی طور پر نظریہ وحدت الوجود جو شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کا اجمالی خاکہ ہے اب اس حوالے سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مفصل نظریہ کیا ہے تو اسی مکتوب میں فرماتے ہیں:

(i) حق سبحانہٗ وتعالیٰ واجب بالذات ہے اس کی صفاتِ ثمانیہ (آٹھ صفات) حیٰوۃ، علم، قدرت، بصر، ارادہ، سمع، کلام اور تکوین) جو اہل حق اہلسنت شکر اللہ سعیھم کے نزدیک خارج میں موجود ہیں۔

(ii) یہ صفات ضرور خارج میں ذات سبحانہٗ تعالیٰ سے بے چونی اور بے چگونی کی صفات کے ساتھ متمیز ہوں گی اور یہ صفات آپس میں بھی بے چونی کی صفت کے ساتھ ایک دوسری سے متمیز اور جدا ہوں گی۔

(iii) بے چون تمیز ہر مرتبہ حضرت ذاتِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ میں بھی ثابت ہے کیونکہ واجب تعالیٰ کیف سے پاک وسعت

۱۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر دوم، مکتوب:۱

marfat.com

کے ساتھ واسع ہے اور وہ تمیز جو ہمارے فہم و ادراک میں آسکتا ہے اس جناب حق سے مَسلُوبْ ہے کیونکہ بعض اور جزو جزو ہونا وہاں متصور نہیں ہوسکتا اور تحلیل وترکیب کو وہاں کچھ دخل نہیں اور نہ ہی حالیّت ومحلیّت کی وہاں کوئی گنجائش ہے

(iv) جو کچھ ممکن کی صفات واعراض میں سے اس جناب حق میں مَسلُوبْ ہے یونہی اس کی کوئی مثل نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ ہی افعال میں اس بے چونی تمیز اور اس بے کیف وسعت کے باوجود حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے اسماء وصفات خانۂ علم میں بھی تفصیل وتمیز رکھتے ہیں اور منعکس ہوتے ہیں۔

(v) نیز یہ کہ مرتبۂ عدم میں ہر اسم وصفت متمیز کا ایک مقابل اور نقیض ہے جیسے صفت علم کا مرتبہ عدم میں ایک مقابل اور نقیض ''عدم علم'' ہے جسے جہل سے تعبیر کیا گیا ہے یونہی صفت قدرت کے مقابل ''عدم قدرت'' ہے

(vi) ان عدماتِ متقابلہ نے بھی حق تعالیٰ کے علم میں تفصیل و تمیز پیدا کیا ہوا ہے اور وہ اپنی مقابل صفات واسماء کا آئینہ اور ان کے عکوس کا ظہور بنا ہوا ہے۔

(viii) حقائق ممکنات یہی عدمات ہیں جو اسماء وصفات کے نقیض ہیں اور خانۂ علم میں ظہور پذیر ہیں اور باہم پیوست ہیں

marfat.com

قادر مطلق سبحانہ' وتعالیٰ نے جب چاہا ان پیوستہ ماہیتوں سے وجودِ ظلی جو حضرت وجود کا پرتو ہے متصف کر کے موجودِ خارجی بنا دیا اور اس کے خارجی آثار کا مبدا بنا دیا۔

(ix) پس ممکن کا وجود علم میں اور خارج میں ممکن کی باقی صفات حضرتِ وجود کا پرتو اور اس کے کمالات کا تابع ہے پس ممکن کا علم واجب بالذات کے علم کا پرتو اور ظل ہے جو اپنے مقابل منعکس ہوا ہے اور ممکن کی قدرت بھی ظل ہے جو عجز کے مقابل منعکس ہے تو ممکن کا وجود حضرت وجود کا ظل ہے جو آئینہ عدمات میں منعکس ہوا ہے

(x) اشیاء کا ظل اس کا عین نہیں بلکہ شبیہ اور مثال ہے اور ایک کا ثبوت دوسرے کے لیے ممتنع ہے ممکن واجب کا عین نہیں اور ممکن اور واجب کا ایک دوسرے پر حمل کرنا ثابت نہیں اس لیے کہ ممکن کی حقیقت عدم ہے جب واضح ہو گیا کہ اسماء وصفات کے جو عکوس آئینۂ عدمات میں منعکس ہوئے وہ ان کا شبہ و مثل ہے۔ ان صفات کا عین نہیں لہٰذا "ہمہ اوست" کا مقولہ ہرگز درست نہیں ہوگا۔[1]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف ہے:

۱۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر دوم، مکتوب: ۱

marfat.com

''جو چیز اپنی ذات میں ممکن ہے وہ عدم ہے، اور شرارت، نقص اور خبث کا منشاء ہے اور کمالات کے جنس سے جو کچھ ممکن سے پیدا ہوا ہے جیسے وجود اور اس کے توابع تو وہ سب کا سب اسی ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے اُسے حاصل ہوا ہے اور اسی ذاتِ برحق کا پرتو ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اور اس کے سوا سب ظلمت وتاریکی ہے اور ظلمت وتاریکی کیونکر نہ ہو کہ عدم جملہ ظلمات سے بڑھ کر ظلمت ہے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عالم سارے کا سارا اسماء وصفات سے عبارت اور خانہ علم میں متمیز ہے اور خارج میں ظاہر وجود کے آئینے میں اسے نمود وظہور حاصل ہے جبکہ فقیر (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک عالم عدمات سے عبارت ہے اور واجب حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے اسماء وصفات خانۂ علم میں منعکس ہوئے ہیں اور خارج میں حق سبحانہٗ کی ایجاد سے وہ عدمات ان عکوس میں وجود ظلی کے ساتھ موجود ہیں پس عالم میں خبث ذاتی ثابت ہوگا اور طبعی شرارت واضح ہوگئی اور خیر وکمال سب کا سب راجع الی اللہ ہوگیا لہٰذا ''ہمہ از اوست'' ہی درست ہے ما اصابک من حسنۃ فمن

marfat.com

اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک تجھے جو بھلائی پہنچتی ہے وہ تو اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی تجھے پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ عالم خارج میں موجود ہے لیکن وجود ظلی کیساتھ جس طرح حق سبحانہٗ وتعالیٰ خارج میں وجود اصلی کے ساتھ موجود ہے بلکہ موجود بالذات ہے خارج میں وجود وصفات کی طرح اس خارج کا ظل ہے لہٰذا عالم کو حق سبحانہٗ کا عین نہیں کہہ سکتے اور ایک کا حمل دوسرے پر جائز نہ ہوگا کسی شخص کے ظل کو عین شخص نہیں کہہ سکتے کہ خارج میں دونوں میں تغایر ہے۔ [۱]

دونوں نظریات کے تقابلی تذکرہ کے بعد ہم ان سوالات پر توجہ مبذول کریں گے جو اس حوالے سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے پوچھے گئے اور آپ نے اس کے بارے میں کیا وضاحت کی نیز ان عبارات اور اقوال کا بھی جائزہ لیں گے جو دونوں بزرگوں کے نزدیک باعث اختلاف ہیں اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ان پر گرفت کی اور اسے صواب سے دور جانا اور ان باتوں کا ذکر بھی درمیان میں آجائے گا جن پر دونوں بزرگوں کا اتفاق ہے اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ان کی تحسین بھی کی ہے تاہم میں نے مکررات کو چھوڑ دیا ہے تاکہ قارئین پر بار نہ ہو۔

۱۔ مکتوبات امام ربانی: دفتر دوم، حصہ اول، مکتوب: ۱

marfat.com

سوال کیا گیا:

☆ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین بھی عالم کو ظلِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ مانتے ہیں تو پھر فرق کیا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

وہ اس ظل کے وجود کو موہوم سمجھتے ہیں (وہم وگمان کہتے ہیں) اور اس کے وجود خارجی کی بُو بھی جائز نہیں مانتے اور کثرت موہومہ کو وحدتِ وجود کے ظل سے بیان کرتے ہیں اور خارج میں صرف ذات حق کو ہی موجود سمجھتے ہیں ان دونوں میں بدیہی فرق ہے

(i) اصل پر ظل کے حمل کا منشا اور اس حمل کا نہ ہونا ظل کے وجود خارجی کا مُثبَت ہے اور اس وجود کا عدم اثبات جبکہ وہ ظل کے وجود خارجی کو ثابت نہیں کرتا تو لازماً اس پر محمول کرتے ہیں

(ii) فقیر ظل کو خارج میں موجود جانتا ہے اور حمل میں عجلت نہیں کرتا ظل کے وجود اصلی کی نفی میں فقیر اور شیخ شریک ہیں اور فقیر وجود ظلی کو خارج میں ثابت مانتا ہے جبکہ وہ اس وجود ظلی کو صرف وہم اور تخیل قرار دیتے ہیں اور خارج میں احدیتِ مجرّدہ کے سوا کچھ موجود نہیں جانتے اور صفاتِ ثمانیہ جن کا وجود خارج میں اہل سنت وجماعت کے نزدیک ثابت ہو چکا ہے صرف مرتبۂ علم میں ثابت کرتے ہیں میرا طریق میانہ روی ہے اگر وہ لوگ اس

marfat.com

خارج کو خارج کا ظل دیکھتے تو عالم کے وجود خارجی کا انکار نہ کرتے اور نہ ہی وہم و تخیل پر قائم رہتے اور ہرگز ممکن کیلئے وجود اصلی کا اثبات نہ کرتے اور وجود ظل پر اکتفا کرتے کیونکہ ممکن خارج میں وجود ظلی کے ساتھ بطریقِ حقیقت موجود ہے اور ہرگز وہم تخیل نہیں۔

پوچھا گیا:۔

☆''شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ میں اعیان ثابتہ (علمی صورتوں) کو وجود اور عدم کے درمیان برزخ کیوں کہا ہے جبکہ عدم بھی حقائق ممکنات میں داخل ہے؟''

حضرت مجدد نے فرمایا:

''برزخ اس اعتبار سے کہ صور علمیہ (وہ شکلیں جو مرتبہ علم میں ہیں) کی دو جہتیں (طرفیں) ہیں ایک ثبوت علمی کے واسطہ سے وجود سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری عدم خارجی کے واسطے سے عدم سے تعلق رکھتی ہے''

سوال:

☆''صاحب فتوحات مکیہ (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ) اور ان کے متبعین کہتے ہیں کہ جس طرح واجب سبحانہٗ وتعالیٰ کی صفات اس کی ذات کا عین ہیں اس طرح باہم ایک دوسرے کا عین ہیں جیسے علم اس ذات کا عین اور اس کی قدرت کا بھی عین ہے اور ارادہ سمع اور بصر کا بھی یہی حال ہے اور یونہی دیگر صفات؟''

marfat.com

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

کہ یہ بات صواب و درستی سے دور ہے، اس لیے کہ

(i) یہ قول صفات زائدہ کی نفی پر مبنی ہے

(ii) صفات زائدہ کی نفی مذہب اہل سنت کے خلاف ہے

(iii) اہل سنت کے نزدیک صفات ثمانیہ (آٹھ صفات) خارج میں موجود ہیں

(iv) واجب تعالیٰ کی ذات وصفات کی عینیت کا واہمہ شاید اس لیے پیدا ہوا کہ انہوں نے ذات وصفات واجب تعالیٰ کے مقام کی تغایر وتباین کو ممکنات کے تغایر وتباین کی طرح سمجھا ہے

(v) جنہوں نے اسے ممکنات کی ذات وصفات کے تغایر وتباین کی طرح نہ پایا اور اس واجب بالذات کے صفات کے تمایز کو اس تمائز کے مشابہ نہ دیکھا تو خوانخواہ تغایر وتمایز کی نفی کر دی اور ایک دوسرے کی عینیت کے قائل ہو گئے

(vi) کاش وہ دیکھتے کہ اس محل کا تغایر وتباین واجب سبحانہٗ کی ذات وصفات کی طرح بے مثل اور بے کیف ہے اور اس تمایز کو اس تمائز کے ساتھ کچھ نسبت نہیں مگر صرف صورت ونام میں پس اس مقام میں تباین وتمایز موجود ہے اور ہماری فہم سے بالاتر اور عدم ادراک کی نفی اہل حق کے مخالف ہے۔

marfat.com

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مُلّا ہاشم کی طرف لکھتے ہیں:

☆ ''فصوص الحکم کی عبارت جو میں نے اپنے والد بزرگوار سے سنی تھی یاد آئی صاحب فصوص نے فرمایا ہے:

اگر چاہے تو کہہ سکتا ہے کہ جہان حق سبحانہ ہے اور اگر چاہے تو یوں بھی کہہ سکتا ہے کہ جہان مخلوق ہے اور اگر چاہے تو کہہ سکتا ہے کہ وہ ایک جہت سے حق ہے اور ایک جہت سے مخلوق اور اگر چاہے تو حیرت کا اظہار کر سکتا ہے کیونکہ دونوں میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی''

''یہ عبارت کسی قدر اس بے قراری کے لیے تسکین کا باعث بن گئی بعد ازاں اپنے پیر بزرگوار (مخدوم باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں جا کر عرض حال کی تو آپ نے فرمایا تیرا حضور صاف نہیں ہوا اپنے کام میں مشغول رہ تا کہ موجود کی موہوم سے تمیز ہو جائے اور میں نے فصوص کی عبارت کو جو عدم تمیز کو ظاہر کرتی تھی آپ کے سامنے پڑھی تو آپ نے فرمایا کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اس عبارت میں کامل کا حال بیان نہیں فرمایا عدم تمیز بھی بعض اشخاص کی نسبت ثابت ہے''

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۳۱۰ ۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

marfat.com

مکتوب مذکورہ کی روشنی میں یہ امر واضح ہے کہ دونوں بزرگوں کے احوال ومواجید اور کشف میں بدیہی امتیاز وفرق ہے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اُس مقام پر یا تو رک گئے اور آگے ترقی نہ ہوئی یا پھر آگے ترقی تو ہوئی مگر اس وقت جب وہ اس مقام کی حیثیت سے آگاہ ہوئے تو شائد اس پہلے قول (عدم تمیز) کی تردید یا اصلاح کا موقعہ گزر چکا تھا یا وقت ہی نہ ملا اس حوالے سے میر منصور کے نام حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلا جو کچھ لکھا وہ حسب ذیل ہے:۔

''یہ میدان کائنات جو دیکھا جاتا ہے اور مشہود، مسطح، طویل و عریض اور کشادہ متخیل ہوتا ہے حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اوران کے متبعین کے نزدیک یہ سب کچھ حضرت وجود ہے کہ اس کے سوا خارج میں کوئی چیز موجود نہیں ہے اور وہ وجود ذات الٰہیہ ہے اس کو ظاہر وجود کہتے ہیں جو بذریعہ انعکاس اور صور علمیہ متکثرہ کے لبادہ میں آیا ہے اس کو باطن وجود اور اعیان ثابتہ سے تعبیر کرتے ہیں وہ وجود جو اپنی وحدت وبساطت پر ہے وہ خیال میں صرف متکثر وکشادہ اور لمبا چوڑا دکھائی دیتا ہے مشاہدہ ومحسوس سب کچھ کیا عوام کیا خواص اس صفحہ میں کوئی لباس میں اور الگ الگ صورتوں اور شکلوں میں اللہ تعالیٰ ہیں جو کہ عوام کو عالم متوہم ہوتا ہے اور کبھی بھی خانۂ علم سے باہر نہیں ہوا اور نہ ہی اُس نے وجود خارجی کی بو سونگھی یہ ان صور علمیہ

marfat.com

کے عکوس ہیں جو حضرت وجود کے آئینے میں ظاہر ہوئے ہیں اور خارج میں نمود پیدا کی ہے اور عوام کو اپنے وجود خارجی کے واہمہ میں ڈال دیا ہے" فقیر (حضرت مجدد) کا عقیدہ اور کشف یہ ہے کہ یہ میدان وہم کا میدان ہے اور اس میدان میں جو صورتیں اور شکلیں ہیں ممکنات کی ہیں جنہوں نے صنعتِ الٰہیہ سے مرتبۂ وہم وحس میں ثبوت پیدا کیا ہے اور استحکام پایا ہے اور جو کچھ بھی اس صفحہ میں محسوس ومشہود ہے وہ ممکنات کی جنس سے ہے اگرچہ بعض سالکین کو وہ مشہود واجب متوہم ہوتا ہے اور عنوانِ حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے لیکن اصل میں عالم کے افراد سے ہے اور اللہ کریم وراء الوراء ہے اور ہماری دید ودانش سے الگ اور ہمارے کشف ومشہود سے مبرا ومنزہ ہے۔

خلق راچہ کے نمایداو در کدام آئینہ درآیداو

(وہ مخلوق کو اپنا چہرہ کس طرح دکھائے اور کون سا شیشہ ہے جس میں وہ سمائے)

یہ متوہم عرصہ اس میدان خارجیہ کا ظل ہے جو کہ حضرت وجوب کے مرتبہ کے لائق ہے چنانچہ اس مرتبہ خارج کا ظل ہے خارج کہہ لیں تو اس کی گنجائش جیسا کہ ظلی وجود کے اعتبار سے اس کو موجود بھی کہتے ہیں اور یہ وہم کا عرصہ عرصہ خارجی کی طرح نفس

marfat.com

الامری ہے اور یہ احکام صادق رکھتا ہے اور ایسی معاملہ اسی کے ساتھ وابستہ ہے جس کی مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے دونوں کشفوں میں اول تو سطحی اور بدایت اور ابتدائی ہے جب کہ دوسرا کشف نے حال ہے اور تحریر و تقدیس ذات باری کے زیادہ قریب اور کامل تر ہے۔[1]

حضرت مجدد نے اس حوالے سے قاضی جلال الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ جو خود بڑے معتبر علماء سے تھے کا ذکر کیا ہے کہ

انہوں نے میرے والد بزرگوار قدس سرہ سے جو علماء محققین سے تھے سوال پوچھا کہ نفس الامر میں وحدت ہے یا کثرت اگر وحدت ہے تو شریعت جس کا تعلق احکام قبائحیہ اور حسنات ہیں باطل ہوتا ہے اور اگر نفس الامر میں کثرت ہے تو صوفیہ کا قول باطل ہوتا ہے جو وحدت وجود کے قائل ہیں تو حضرت والد بزرگوار قدس سرہ نے جواب دیا دونوں نفس الامری ہیں وہ ان سے بیان کیا جو فقیر کے ذہن میں تھا وہ نہیں کہ کیا فرمایا تھا لیکن جو صوفیہ وحدت الوجود کے قائل ہیں حق پر ہیں اور علماء جو کثرت وجود کے معتقد ہیں وہ بھی حق پر ہیں صوفیہ کے حالات کے

۱۔ [illegible]

marfat.com

مناسب وحدت ہے اور علماء کے حالات کے مناسب کثرت ہے کیونکہ شرائع کی بنیاد کثرت پر ہے اور احکام کا تغایر کثرت سے وابستہ ہے اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور اخروی تنعیم و تعذیب بھی کثرت سے متعلق ہے اور جب حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا "فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ" (میں نے چاہا کہ اپنا تعارف کرادوں) یہ ارشاد کثرت کو چاہتا ہے اور ظہور کو پسند کرتا ہے تو اس مرتبہ کو باقی رکھنا بھی ہے کیونکہ اس مرتبہ کی تربیت اللہ رب العالمین کی پسندیدہ اور محبوب ہے اور اسی نے اشیاء کو بقائے ابدی عطا فرمائی ہے اور قدرت کو لباس حکمت میں لایا ہے اور اسباب کو اپنے فعل کا چہرہ چھپانے والا بنایا ہے وحدت وجود اگرچہ حقیقت ہے لیکن نسبت کثرت کا معاملہ مجاز ہے اور مجاز متعارف ہو چکا جس سے مفر نہیں ہے۔!

حضرت مجدد سے پوچھا گیا:

"صاحب فصوص الحکم (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ) نے تعین اول کو حقیقت محمدی کہا ہے اور اس کو وحدت سے تعبیر کیا ہے اور اسی طرح تعین ثانی کو احدیت کہا ہے اور اعیان ثابتہ کو حقائق ممکنات

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۴۳

marfat.com

الامری ہے اور یہ احکام صادقہ رکھتا ہے اور ابدی معاملہ اسی کے ساتھ وابستہ ہے جس کی مُخبرِ صادق ﷺ نے خبر دی ہے دونوں کشفوں میں اول توسط حالی اور ہدایت اور ابتدائی ہے جب کہ دوسرا منتہائے حال ہے اور تنزیہ و تقدیسِ ذات باری کے زیادہ قریب اور بہتر ہے''۔[1]

حضرت مجدد نے اس حوالے سے قاضی جلال الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ جو خود بڑے معتبر علماء سے تھے کا ذکر کیا ہے کہ:

انہوں نے میرے والد بزرگوار قدس سرہ سے جو علماء محققین سے تھے سوال پوچھا کہ نفس الامر میں وحدت ہے یا کثرت اگر وحدت ہے تو شریعت جس کا مبنیٰ احکام متباینہ اور متمائزہ ہیں باطل ہوتا ہے اور اگر نفس الامر میں کثرت ہے تو صوفیہ کا قول باطل ہوتا ہے جو وحدت وجود کے قائل ہیں تو حضرت والد بزرگوار قدس سرہ نے جواب دیا دونوں نفس الامری ہیں وہ ان سے بیان کیا جو فقیر کے ذہن میں محفوظ نہیں کہ کیا فرمایا تھا پس جو صوفیہ وحدت الوجود کے قائل ہیں حق پر ہیں اور علماء جو کثرت وجود کے معتقد ہیں وہ بھی حق پر ہیں صوفیہ کے حالات کے

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۶۷،۵۵

marfat.com

مناسب وحدت ہے اور علماء کے حالات کے مناسب کثرت ہے کیونکہ شرائع کی بنیاد کثرت پر ہے اور احکام کا تغایر کثرت سے وابستہ ہے اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت اور اخروی تنعیم و تعذیب بھی کثرت سے متعلق ہے اور جب حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا "فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعرَفْ" (میں نے چاہا کہ اپنا تعارف کرادوں) یہ ارشاد کثرت کو چاہتا ہے اور ظہور کو پسند کرتا ہے تو اس مرتبہ کو باقی رکھنا بھی ہے کیونکہ اس مرتبہ کی تربیت اللہ رب العالمین کی پسندیدہ اور محبوب ہے اور اسی نے اشیاء کو بقائے ابدی عطا فرمائی ہے اور قدرت کو لباس حکمت میں لایا ہے اور اسباب کو اپنے فعل کا چہرہ چھپانے والا بنایا ہے وحدت وجود اگرچہ حقیقت ہے لیکن نسبت کثرت کا معاملہ مجاز ہے اور مجاز متعارف ہو چکا جس سے مفر نہیں ۔!

حضرت مجدد سے پوچھا گیا:

"صاحب فصوص الحکم (شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ) نے تعین اول کو حقیقت محمدی کہا ہے اور اس کو وحدت سے تعبیر کیا ہے اور اسی طرح تعین ثانی کو احدیت کہا ہے اور اعیان ثابتہ کو حقائق ممکنات

مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۴۴

marfat.com

کہا ہے اور اس مرتبہ میں ثابت کیا ہے اور ہر دو تعین کو وجوبی کہہ کر قدیم جانا ہے اور تیسرے تین تنزلات روحی، مثالی اور جسدی کو تعین امکانی تصور قرار دیا ہے اور یہ تعین حِبّیُ جو کہ تعین اول ہے اور حقیقت محمدی ہے ممکن ہے یا واجب، حادث یا قدیم آپ کا عقیدہ اس بارے میں کیا ہے"

ان سوالوں کے جواب میں حضرت مجدد نے مولانا حسن دہلوی کے نام مکتوب میں تحریر فرمایا:

"میرے نزدیک کوئی تعین اور متعین نہیں ہے وہ کون سا تعین ہوگا جو لاتعین کو متعین کرے یہ الفاظ شیخ محی الدین ابن عربی اور ان کے متبعین قدس اللہ اسرارھم کے مذاق کے موافق ہیں فقیر کی عبارت میں اس قسم کے الفاظ صنعت مشاکلہ کے قبیل سے سمجھے جائیں تاہم جو میں کہتا ہوں وہ تعین تعینِ امکانی ہے اور مخلوق وحادث ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے

"اول ما خلق اللہ نوری" "سب سے اول اللہ نے میرا نور پیدا کیا اور دوسری حدیث میں نور کی تخلیق کا وقت بھی مذکور ہے "قبل خلق السموات بالفی عام" تخلیق آسمان سے دو ہزار سال پہلے اور اس کی مثل اور بھی روایات ہیں اور جب وہ مخلوق ہے اور عدم کے ساتھ لاحق ہے تو ممکن بھی ہے اور حادث بھی اور جب

marfat.com

حقیقت الحقائق جو کہ اسبق حقائق ہے ممکن اور مخلوق ہے تو دوسروں کے حقائق بدرجہ اولیٰ مخلوق ہوں گے اور امکان وحدوث سے کیونکر نہ ہوں گے، تعجب ہے کہ شیخ اکبر قدس سرہ نے حقیقت محمدیہ کو بلکہ تمام ممکنات کے حقائق کو اعیان ثابتہ کہا ہے وہ کہاں سے ان کے وجوب وقدم کا حکم لگاتے ہیں اور قول رسول کے برخلاف کیسے کہتے ہیں ممکن اپنے اجزا کے ساتھ بھی ممکن ہی ہے اور صورت وحقیقت سے بھی ممکن ہی ہے تعین وجوبی ممکن کی حقیقت کس لئے ہوگا ممکن کی حقیقت ممکن ہی ہوتی ہے کیونکہ ممکن کو واجب تعالیٰ کے ساتھ نہ تو کوئی اشتراک ہے اور نہ ہی کوئی نسبت ماسوا اس امر کے کہ وہ ممکن اس کی مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا خالق اور شیخ اکبر چونکہ واجب اور ممکن میں امتیاز نہیں کرتے جبکہ خود شیخ مقر ہیں کہ ان دونوں میں تمیز نہیں ہے اگر وہ واجب کو ممکن کہے اور ممکن کو واجب تو اسے کوئی خطرہ نہیں میرے نزدیک وہ معذور ہیں (اور یہ غلبہ سکر کی کیفیت ہے)

ی تناظر میں مزید پوچھا گیا:

”آپ نے واجب اور ممکن کے درمیان اصل اور ظل کی نسبت نہ صرف ثابت کی ہے بلکہ ممکن کو واجب کا ظل کہا ہے اور باعتبار اصل واجب کو ممکن کی حقیقت کہا ہے کہ وہ اس کے ظل کی طرح

marfat.com

ہے اور اس پر بہت سے معارف کو متفرع کہا ہے اگر اس اعتبار سے شیخ نے بھی واجب کو ممکن کی حقیقت کہہ دیا ہے تو اس میں کیا استحالہ لازم آتا ہے اور انہیں ملامت کیوں؟''

☆ تو حضرت مجدد نے کہا:

''اس قسم کے علوم جو واجب اور ممکن میں اثبات نسبت کریں شریعت ان کے ثبوت کے لئے وارد نہیں ہوئی یہ تمام معارف سکر یہ ہیں اور حقیقت نفس الامری سے دوری اور نارسائی ہے''

واجب تعالیٰ کا سایہ کیوں ہوگا کیونکہ مثل کی تولید کا وہم پیدا کرتا ہے اور عدم کمال لطافت کے شائبہ کی خبر دیتا ہے جبکہ لطافت کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کا سایہ نہ تھا تو رب محمد ﷺ کا سایہ کیونکر ہوگا خارج میں موجود بالذات اور بالاستقلال صرف ذات باری ہے اور یا پھر اللہ کی صفاتِ ثمانیہ حقیقیہ اور ان کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ ایجاد باری تعالیٰ سے موجود ہوا ہے اور وہ سب ممکن، مخلوق اور حادث ہے اور کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہیں اور مخلوقیت کے سوا خالق سے کوئی نسبت سوائے اس نسبت کے جسے شریعت نے ثابت کیا ہو۔ یہ عالم کی ظلیت کا علم سالک کے لئے مفیدِ راہ ہے اور اسے کھینچ کر اس تک لے جاتا ہے اور جب وہ کمال عنایت سے طے منازل کے بعد اس تک رسائی پاتا ہے تو

marfat.com

محض فضل الٰہی سے وہ ایسا پاتا ہے کہ اصل بھی ظل کا حکم رکھتا ہے اور یہ مطلوبیت کے لائق نہیں کیونکہ امکان و حدوث سے داغدار ہے اور مطلوب ادراک کے احاطہ اور وصل و اتصال سے ماوراء ہے"

مزید پوچھا گیا:

☆" صاحب فتوحات مکیہ نے تعین اول کو جو کہ حقیقت محمدی ہے حضرت اجمال علم کہا ہے اور آپ تعین اول کو تعین وجودی کہتے ہیں اور آپ نے اس کے مرکز کو جو اس کے اجزاء میں سے اشرف و اسبق ہے حقیقت محمدی قرار دیا اور تعین حضرت اجمال کو اس تعین وجودی کا ظل کہا ہے اور لکھا ہے کہ پہلا تعین حبی ہے اور حقیقت محمدی ہے تو تطبیق کیسے ہوگی؟

تو حضرت مجدد نے وضاحت کی:

"اکثر ہوتا ہے کہ کسی شے کا ظل اپنے آپ کو اصل شے دکھاتا ہے اور سالک کو اپنے آپ میں گرفتار کر لیتا ہے پس وہ دو تعین ظلال ہیں تعین اولی کہ عروج کے وقت عارف پر اصل تعین اولی تعین حبی سے ظاہر ہوتا ہے اللہ بذات خود موجود ہے نہ کہ وجود سے اور یونہی صفات ثمانیہ بذات واجب موجود ہیں نہ کہ وجود سے کہ وجود بلکہ وجوب کو بھی اس مرتبہ میں گنجائش نہیں کہ وجود اور وجوب دونوں اعتبارات سے ہیں پہلا اعتبار جو ایجاد عالم کے لئے پیدا ہوا وہ حب ہے اس کے بعد اعتبار وجود ہے جو کہ ایجاد کا

marfat.com

مقدمہ ہے کیونکہ ذات باری کو بغیر اعتبار اس حب اور بغیر اعتبار اس وجود کے عالم سے اور ایجاد عالم سے استغناء ان اللہ لغنی عن العالمین (اللہ جہانوں سے بے نیاز ہے) نصِ قطعی ہے اور تعین علمی جملی کو ان دونوں تعین کا ظل کہنا اس اعتبار سے ہے کہ وہ دو تعین باعتبار حضرت ذات سبحانہ کے ہیں بغیر ملاحظہ صفات کے اور اس تعین میں ملحوظ صفت ہے جو ذات کے لئے ظل کی طرح ہے لہذا تعین وجود کو تعین جبی کا ظل کہنا درست ہے۔"

مزید سوال کیا گیا

"کہ صاحب فصوص کہتے ہیں کہ تجلی ذات صرف متجلی لہ کی صورت میں ہوتی ہے پس متجلی لہ آئینہ حق میں اپنی صورت کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور اس نے خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی ممکن ہے کہ اس کو دیکھ سکے"

تو حضرت مجدد نے جواباً فرمایا:

"شیخ اکبر نے عدم امکان رویت مبالغۃً[1] کہا ہے نہ کہ حقیقی طور پر

۱۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ رویت الٰہی اس دنیا میں ممکن ہے اگرچہ اس کا وقوع نہ ہوا اس پر دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول رب ارنی ہے کہ جو شے ناممکن ہو پیغمبر اس کا سوال ہی نہیں کرتا اور اس تذکرہ میں کہا ہے کہ اگر پہاڑ اپنی جگہ قائم رہا تو جلد مجھے دیکھے گا قیام جبل کے امکان سے واضح ہو گیا کہ رویت ممکن ہے (پروفیسر قاری مشتاق احمد)

marfat.com

کیونکہ رویت دنیا میں جائز ہے اور آخرت میں واقع ہے جب سالک کی پوری فنا ممتنع ہوئی اور مطلوب سے اتصال وصول اس کے بغیر ممنوع ہوا اور بغیر وصول کے معرفت کی کوئی صورت نہیں تو لازماً معرفت سے عجز لازم آیا اور معرفت سے عجز عین معرفت ہے یہ نہ کہا جائے کہ معرفت سے عجز معرفت کیونکر ہوا جو کہ اس کا نقیض ہے کیونکہ معرفت سے عجز اس معرفت سے عبارت ہے کہ ''وہ پہچانا نہیں جا سکتا'' صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے ''عجز عن اِدراک الادراک ادراک'' ادراک کو پالینے سے عاجز آنا ادراک ہے پس پاک ہے وہ اللہ جس نے مخلوق کے لئے اپنی طرف کوئی راہ نہیں بنائی ماسوا اس کے عجز معرفت کا مقر ہو ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے۔

سبحان خالقے کہ صفاتش ز کبریا برخاک عجز مے فگند عقل انبیاء

(پاک وہ پیدا کرنے والا جس کی صفات اپنی کبریائی سے انبیاء کی عقلوں کو عجز کی خاک پر ڈال دیتی ہے۔ جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صفات کبریا کی معرفت سے عاجز ہوں ان سے اور ملائکہ کہیں'' ما عرفناک حق معرفتک ''ہم نے تجھے جیسے پہچاننے کا حق تھا نہیں پہچانا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس خیر الامم کے رئیس اور سردار ہیں وہ اپنی عاجزی کا اقرار کریں تو دوسرا

marfat.com

کون ہے جو معرفت کا دم مارے شاید اپنی جہالت کو معرفت سمجھے اور غیر حق کو حق جانے اور یہ معرفت سے عجز مراتب عروج کی انتہائی نہایت ہے اور مدارج قرب کی انتہا ہے۔

صوفیہ کے کشفی علوم و معارف اس عجز کے لئے بمنزلہ اسباب ہیں جو ان کے منتہی لوگوں کو آخر میں میسر آتا ہے اور یہ لوگ کشفی معارف کے زینہ سے اس دولت عجز سے مشرف ہو جاتے ہیں اور حق معرفت کے حصول کا وسیلہ اور ایمان حقیقی کا معتبر ذریعہ ہیں۔[1]

حضرت مجدد سے سوال کیا گیا:

☆ ''ابن عربی نے روایت اخروی کو لطیفہ جامعہ مثالیہ کی صورت میں مقرر کیا ہے آپ کا مسلک کیا ہے''

تو آپ نے بیان فرمایا:

''صورت جامعہ مذکورہ کی رؤیت رؤیت باری تعالیٰ نہیں بلکہ اس کے کمالات کے مظاہر میں سے ایک مظہر کی رویت ہے جس نے عالم مثال میں ثبوت پیدا کیا۔

یراہ المومنون بغیر کیف وادراک وضرب من مثال

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم مکتوب: ۱۲۲ (مفصل) دفتر سوم، مکتوب: ۷۳، ۷۴، ۷۵

marfat.com

اہل ایمان حق سبحانہ وتعالیٰ کو بغیر کیف وادراک اور مثال کے دیکھیں گے۔ رؤیت باری کو صورت کی رؤیت قرار دینا در حقیقت رویت باری کی نفی ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ عالم مثال میں جو صورت حاصل ہوتی ہے کتنی ہی جامع کیوں نہ ہو بالآخر عالم مثال کے اندازہ کے موافق ہوگی اور عالم مثال اگرچہ بہت وسیع ہے پھر ایک عالم ہے اور ممکن ومخلوق الہیہ ہے تو اس صورت کی جامعیت کہاں گنجائش ضبط رکھتی ہے کہ تمام کمالات الہیہ کی جامع ہو اور اس مرتبہ مقدسہ کا آئینہ بنے اور اس کی رؤیت رؤیت باری ہو اور یہ بھی جاننا لازم ہے کہ آخرت کے وجود وخلق کو دنیا کے وجود وخلق سے کوئی نسبت نہیں کہ ان پر احکام کو قیاس کیا جائے یہاں رؤیت، فہم ادراک کا معاملہ دوسرا ہے فانی نہیں دوامی ہے اور مخبر صادق ﷺ نے اخروی رؤیت کو چودھویں کے چاند کی رؤیت سے تشبیہ دی ہے اور حجاب اٹھادیا ہے، جیسے چاند کو پانی کے لگن میں دیکھنا اور یہ ظل ہے اور ظل کی رؤیت اصل کی رویت نہیں۔[1]

پوچھا گیا:

☆ ''صوفیہ وجودیہ دو وجود کہنے والے کو جو مشرک کہتے ہیں وہ اس لئے کہ وہ دو بین ہیں

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۷۹

marfat.com

اور یہ طریقت کا شرک ہے ابن عربی نے توحید وجودی کی تصریح سب سے پہلے کی ہے آپ کا کیا مسلک ہے؟

حضرت مجدد نے تحریر فرمایا:

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے وحدت وجود کی طرف دعوت نہیں دی اور نہ ہی دو وجود کہنے والے کو شرک کہا ہے بلکہ ان کی دعوت وحدت معبود کی طرف ہے اور انہوں نے ماسوا کی عبادت کو شرک کہا ہے اگر صوفیہ وجودیہ ماسوا کو غیریت کے طریق پر بھی نہ جانیں تو شرک کا دفعیہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ماسوا کو ماسوا ہی جانیں یا نہ جانیں ان میں سے بعض متاخرین عالم کو حق تعالیٰ کا عین نہیں جانتے اور عینیت سے نہ صرف کنارہ کرتے ہیں بلکہ عینیت کے قائلین کو طعن و تشنیع کرتے ہیں اور شیخ محی الدین ابن عربی اور ان کے متبعین کے منکر اور انہیں برائی سے یاد کرتے ہیں بلکہ یہ لوگ عالم کو حق تعالیٰ کا غیر نہیں مانتے اور نہ ہی عالم کو حق تعالیٰ کا عین اور نہ ہی غیر جانتے ہیں اور یہ بات ہرگز صحیح نہیں ''الاثنان متغایران'' دو چیزیں ایک دوسرے کی غیر ہوتی ہیں یہ قضیہ مقررہ ہے دوئی کا منکر درجہ عقل کا مخالف ہے البتہ علماء متکلمین نے صفات واجب سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں فرمایا ہے

''لا ھو ولا غیر ہو'' نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات (بلکہ ذات

marfat.com

واجب کا مقتضیٰ ہیں) اور غیر سے غیر اصطلاحی مراد لے کر یہ پیش نظر رکھا ہے کہ دو متغایر چیزوں کا باہم الگ اور جدا ہونا درست ہے اور نہ ہی اللہ سبحانہ کی ذات وصفات قدیمہ کے درمیان علیحدہ ہونا جائز خیال بھی کیا جا سکتا ہے پس "لاھو ولا غیرھو" صفات قدیمہ میں حق ہے جبکہ عالم میں یہ نسبت مقصود ہے "کان اللہ ولم یکن معہ شئ" اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز موجود نہ تھی پس عالم کی غیریت کی نفی لغت و اصطلاح میں حق سے بعید ہے ان لوگوں کو حقیقت حال تک رسائی نہ ہوئی اور اس وجہ سے عالم کا صفات قدیمہ پر قیاس کر کے حکم لگایا اور جب غیبت عالم کی نفی کے قائل ہوئے تو غیریت عالم کا اقرار لازم تھا تا کہ توحید وجودی والوں کے گروہ سے نکل آتے اور عالم کے متعدد وجودوں کے قائل ہو جاتے اور توحید وجودی میں عین کہنے سے چارہ نہیں ہے جیسا کہ شیخ محی الدین اور ان کے متبعین نے کہا ہے اور عین کہنا ان معنوں کے لحاظ سے ہرگز نہیں کہ عالم اپنے خالق کے ساتھ متحد ہے عالم معدوم وجود باری واجب ہے دو بینی جو طریقت کا شرک کہا گیا ہے توحید مشہودی سے رفع ہو جاتا ہے اور باقی نہیں رہتا"[1]

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۷۲

marfat.com

☆ مخدوم زادہ خواجہ عبداللہ اور عبیداللہ کے نام لکھتے ہیں:

ہمارے خواجہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ابن عربی کاملین کے ارواح کے قدم کا قائل ہوا ہے اور اہل سنت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے حق تعالیٰ قدیم اور ازلی ہے اور جو کوئی حق تعالیٰ کے سوا قدیم وازلی ہونے کا قائل ہوا ہے وہ کافر ہے لیکن شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ظاہر کی طرف سے پھیر کر تاویل پر محمول کرنا چاہئے کہ ان کا گمان ہرگز صحیح نہیں اور اجماع کے مخالف ہے اور شیخ کا قول غلبہ سکر میں ہوا ہے صحو میں نہیں۔[1]

پوچھا گیا:

☆ ''عدم کو جو لاشی محض ہے کس اعتبار سے وجود کا آئینہ کہا ہے؟''

تو حضرت مجدد نے فرمایا:

''عدم باعتبار خارج کے لاشی محض ہے لیکن اس نے علم میں امتیاز پیدا کیا ہے بلکہ وجود ذہنی کے ثابت کرنے والوں (ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک وجود علمی بھی حاصل کیا ہے اور اس کو وجود کا آئینہ اس اعتبار سے کہا ہے کہ مرتبہ عدم میں ہر نقص وشرارت جو وجود سے جو اس کی نقیض ہے ثابت ہو ضرور مسلوب ہوگا اور ہر کمال جو

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب:۲۶۶

marfat.com

مرتبہ عدم میں مسلوب ہو وہ حضرت وجود میں مثبت ہوگا پس ناچار عدم کمالات وجودی کے ظہور کا سبب ہوا اور اس کے سوا کوئی اور بات نہیں اور شیخ کی نظر اس حقیقت کی طرف نہیں پڑی۔[۱]

☆ شیخ صوفی کے نام لکھتے ہیں:

تعجب ہے کہ شیخ محی الدین اور ان کے پیروکار ذات واجب تعالیٰ کو مجہول مطلق کہتے ہیں اور اس کے لئے کسی حکم کا ثبوت بھی نہیں کرتے اور اس کے باوجود اللہ کے لئے احاطہ اور قرب اور معیت ذاتی بھی ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی تو واجب تعالیٰ کے لئے حکم ہی کا ثبوت ہے تو درست وصواب وہی ہے جو علماء اہل سنت نے کہا ہے کہ قرب اور احاطہ علمی ☆ ہے۔[۲]

پیر بزرگوار کے نام تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں آیا ہے (ماخوذ از نفحات الانس جامی رحمۃ اللہ علیہ) کہ ''عین نماند اثر کجا ماند'' عین باقی نہیں رہتا تو اثر کیونکر باقی رہ سکتا ہے ''لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرْ'' آتش عشق کسی شئے کو باقی نہیں چھوڑتی یہ بات پہلی نظر

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۳۴ ۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۳۱

☆ ارشاد باری ہے: ان اللہ قد احاط بکل شیٔ علما (الطلاق، ۶۵: ۱۲) (راقم)

marfat.com

میں تو مشکل محسوس ہوئی کیونکہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اور ان کے متبعین اس بات کے قائل ہیں "کہ کسی معلوم چیز کا اللہ تعالیٰ کی معلومات میں سے زائل ہونا محال ہے ورنہ واجب تعالیٰ کے لئے علم کی بجائے جہل لازم آئے گا اور ذات ہی زائل نہ ہو تو اثر کہاں جائے گا اسی طور پر نہ بات ذہن نشین ہوتی تھی اور شیخ ابوسعید کے کلام کا مفہوم بھی واضح نہیں ہو رہا تھا لیکن کامل توجہ کے بعد اللہ نے اس کلام کا راز منکشف کر دیا اور یہ بات ثبوت کو پہنچ گئی کہ نہ ذات رہتی ہے اور نہ اثر مشکل باقی نہ رہی اور اس معرفت کا مقام بھی دیکھا یہ بلند مقام ہے جو ابن عربی کے بیان سے بھی بلند ہے اور دونوں اقوال مختلف اور متناقض نہیں بلکہ الگ الگ جگہ سے متعلق ہے عالم اگرچہ کمالات صفاتی کے آئینے میں اسماء کے ظہور کی جلوہ گاہ ہے لیکن مظہر عین ظاہر نہیں اور ظل عین اصل نہیں"۔[1]

☆ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم کے نام رقمطراز ہیں:

"عجب معاملہ یہ ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے دو تعین کو وجوبی کہا ہے اور تین تعین کو امکانی لیکن اصل حقیقت یہ ہے

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۱۱

marfat.com

کہ تمام تعینات ظلّیت کا داغ اور امکان کی بو رکھتے ہیں

اگرچہ ممکن سے ممکن تک بڑا فرق ہے ایک قدیم ہوتا ہے اور دوسرا حادث

لیکن یہ سب امکان کے دائرہ سے خارج نہیں اور عدم کی بو رکھتے ہیں"

جاننا چاہئے کہ جس جگہ بھی تعین ہے اس میں امکان کی بو ہے اور عدم کی آمیزش اس کے ساتھ ہے جو تعین و تمیز وجود کا باعث ہوا ہے ''وبضدها تتبین الاشیاء'' چیزیں اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہیں اللہ کریم کی صفات جنہوں نے تعین و تمیز پیدا کیا ہے وہ باوجود قدیمی ہونے کے واجب لِذَاتِہا نہیں ہیں بلکہ واجب لِذَاتِ الواجب ہیں کہ حاصل وجوب بالغیر ہے جو کہ امکان کے اقسام سے ہے اگرچہ صفات قدیمہ میں ''امکان'' کے لفظ سے پرہیز لازم ہے کیونکہ اس سے حدوث کا وہم ہوتا ہے اور اس جگہ مناسب وجوب کا اطلاق جو کہ ذات واجب سے آیا ہے لیکن حقیقت میں اس جگہ امکان کی گنجائش ہے کہ ان کا وجوب ذاتی نہیں بلکہ غیر کی طرف سے آیا ہے اگرچہ اس کو غیر یہ کہیں یا اصطلاحاً غیر کہیں لیکن اثنینیت غیریت کی متقاضی ہے اور وہ آپس میں متغایر ہوتے ہیں اور یہ ارباب عقول کا مسلمہ قاعدہ ہے''۔[1]

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۷۶

marfat.com

شیخ حمید بنگالی کے نام لکھتے ہیں:

فتوحات مکیہ والے نے کہا ہے جمع محمدی جمع الٰہی سے اجمع ہے کیونکہ جمع محمدی کونی اور الٰہی حقائق پر مشتمل ہے پس اجمع ہوگی اور نہیں جانتا کہ یہ اشتمال مرتبہ الوہیت کے ظلال میں سے ایک ظل ہے اور اس کے نمونوں میں سے ایک نمونہ پر ہے نہ کہ وہ اشتمال اس مرتبہ مقدسہ کی حقیقت پر بلکہ اس مرتبہ کے پہلو میں کہ عظمت و کبریائی اس کے لوازم سے ہے جمع محمدی کا کچھ مقدار نہیں ہے مَا لِلتُّراب و رب الارباب

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

اور نیز اس مقام میں جب سالک کی سیر اس اسم میں جو اس کا رب ہے واقع ہوتی ہے تو بسا اوقات خیال کرتا ہے کہ بعض بزرگوار جو یقیناً اس سے افضل ہیں اس کے وسیلہ سے بلند مقامات میں پہنچے ہیں اور اس کے وسیلہ سے ترقی کی ہے یہاں بھی سالکوں کے پھسلنے کا مقام ہے اللہ کی پناہ کہ اس کمال سے کوئی خود کو افضل جانے اور ہمیشہ کے خسارہ میں پڑے اور کبھی کبھی یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت بھی واقعہ ہو جاتا ہے جو قطعی طور پر بہترین خلائق ہیں۔[1]

ا۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۲۰

marfat.com

مرزا حسام الدین احمد کے نام اپنے مکتوب میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''صاحب فتوحات مکیہ نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اس صورتِ خاصہ کے ساتھ جو مدینہ منورہ میں مدفون ہے شیطان متمثل نہیں ہو سکتا اس خاص صورت کے سوا جس صورت میں کہ حضور اکرم کو دیکھیں متمثل ہو سکتا ہے اور ان تمام صورتوں میں متمثل نہ ہونے کا حکم تجویز نہیں کرتا اور کچھ شک نہیں کہ اس صورت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تشخیص خصوصاً خوابوں میں بہت مشکل ہے پھر کس طرح اعتماد کے لائق ہو اور اگر شیطان کے متمثل نہ ہونے کو آپ ﷺ کی صورت مخصوصہ کے ساتھ مخصوص کریں اور ہر صورت میں کہ دیکھیں عدم تمثل کو تجویز نہ کریں جیسا کہ بعض علماء کا کہنا ہے تو یہ بات آپ ﷺ کی بلندی شان کے نامناسب ہے میں کہتا ہوں کہ اس صورت سے اخذ احکام اور مرضی کا معلوم کرنا دشوار ہے ہو سکتا ہے کہ شیطان لعین درمیان میں آ گیا ہو اور خلاف واقع کو واقع کی صورت میں ظاہر کیا ہو اور دیکھنے والا شک وشبہ میں پڑ جائے اور اپنی عبارات واشارات کو اس صورت کریمہ کی عبارات واشارات دکھایا ہو (سورہ نجم کی تلاوت کا واقعہ اس پر کافی دلیل ہے جب ظاہری

marfat.com

زمانے میں شیطان لعین کے القاء کا یہ مکر وفتنہ ہے تو خواب میں دیکھنے والا کیونکر مامون اور خطرہ سے خالی ہے۔ [1]

ملا شکیبی اصفہانی کے نام لکھتے ہیں:

''جسد کا مدبر روح ہے اور قالب کا مربی قلب ہے قوائے جسدی قوت روحانی سے حاصل ہوتے ہیں اور حواسِ جسمانی نورانیت قلبی سے مستفید ہوتے ہیں پس ناچار حق تعالیٰ کی پاک جناب کی طرف قلب اور روح کو وقتِ توجہ جو طریقہ جذبہ میں لازم ہے ابتدائے حال میں کہ کمی اور نقص کا وقت ہے جسد کی تدبیر اور قالب کی تربیت میں فتور پڑ جاتا ہے جو حس کے بیکار ہونے اور شعور سے بے خبر ہونے کا باعث ہو جاتا ہے اور قویٰ اور اعضاء کی سستی تک پہنچا دیتا اور بے اختیار زمین پر سلا دیتا ہے۔

اس حالت کو شیخ اجل شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں سماع روحی سے تعبیر کیا ہے اور وہ سماع جس میں حرکت دوری اور رقص ہے اس کو طبعی سماع کہا ہے اور اس کے منع کرنے میں بڑا مبالغہ کیا ہے'' [2]

خواجہ محمد تقی کے نام لکھتے ہیں:

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۷۳ ۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۰۰

marfat.com

آپ نے لکھا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے اور ایک حکایت بھی لکھی ہے کہ عالم مثال کے بعض مکاشفات میں جبکہ میں کعبہ معظمہ کا طواف کر رہا تھا ایسا ظاہر ہوا کہ میرے ساتھ ایک ایسی جماعت طواف کر رہی ہے جن کو میں نہیں جانتا انہوں نے طواف کے دوران عربی شعر پڑھے جن میں سے ایک یہ ہے

لقد طُفنَا کما طفتم سنینَا

بھذا البیت طُرّاً اَجمَعِینا

میں نے جب یہ شعر سنا تو میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ سب عالم امثال کے ابدال ہیں اور اس خیال کے آتے ہی ان میں سے ایک نے میری طرف نگاہ کی اور کہا "کہ میں تمہارے آباء واجداد سے ہوں" میں نے پوچھا آپ کو فوت ہوئے کتنے سال گزر چکے ہیں تو کہنے لگا "چالیس ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے" میں نے تعجب سے کہا کہ ابو البشر آدم علیہ السلام کی شروع پیدائش سے لے کر اس وقت تک سات ہزار سال تو پورے نہیں ہوئے تو کہنے لگے تم کس آدم کی بات کرتے ہو یہ آدم تو وہ ہے جو اس سات ہزار سال کے دور کی ابتدا

marfat.com

میں پیدا ہوئے تو شیخ نے کہا اس وقت حدیث مذکور میرے دل میں گزری جو اس قول کی مؤید ہے''

مخدوم مکرم عنایت الٰہی سے اس مسئلہ کے متعلق جو اس فقیر (حضرت مجدد) پر ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ وہ تمام آدم جو حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے پہلے گزرے ہیں ان سب کا وجود عالم مثال میں تھا نہ کہ عالم شہادت میں موجود ہوئے ہیں جنہوں نے زمین میں خلافت پائی ہے اور مسجود ملائکہ ٹھہرے ہیں اللہ کی رحمتیں اور تسلیمات ہمارے نبی اور ان سب پر ہوں خلاصہ کلام یہ ہے کہ چونکہ یہ آدم علیہ السلام جامعیت کی صفت پر پیدا ہوئے ہیں اور اپنی حقیقت میں بہت سے لطائف اور اوصاف رکھتے ہیں یہ اپنے وجود سے پہلے ایجاد باری تعالیٰ سے بہت مدت ہائے دراز تک اپنے لطائف اور اوصاف میں سے کسی لطیفہ یا ایک صفت سے عالم مثال میں موجود ہوئے ہیں اور آدم کی صورت میں ظاہر ہوئے ہیں اور انہی کے نام سے موسوم ہوئے ہیں اور جس آدم کا انتظار تھا وہ اسی آدم سے وقوع میں آیا ہے یہاں تک کہ توالد و تناسل جو اس عالم مثال کے مناسب تھا وہ بھی ظہور میں آیا اور کمالاتِ ظاہری و باطنی جو اس عالم مثال کے مناسب تھے وہ بھی حاصل کئے اور عذاب و ثواب کا مستحق ہوا بلکہ اسی کے

marfat.com

لئے قیامت قائم ہوئی اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے گئے اور پھر کسی وقت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت سے اسی عالم مثال میں آدم علیہ السلام اپنی کسی اور صفت میں لطیفہ کے ساتھ ظاہر ہوئے اور وہی کوائف جو ظہور اول سے وجود میں آئے تھے ہر ظہور کے دور کے ختم پر ظہور ثانی، ظہور ثالثہ اور ظہور چہارم میں موجود ہوئے اور یہ سلسلہ جب تک اللہ نے چاہا جاری رہا پھر جب ظہورات مثالیہ کے ادوار پورے ہو گئے تو بالآخر وہ نسخہ جامعہ ایجاد الٰہی سے عالم شہادت میں وجود میں آگیا اور اللہ کے فضل سے معزز و محترم ہوا اگر ایک لاکھ آدم بھی ہوں تو وہ اسی آدم کے اجزاء ہیں ہاتھ پاؤں ہیں اور اسی کے مبادی و مقدمات ہیں اور شیخ بزرگوار کے وہ دادا جن کو چالیس ہزار سال سے زیادہ عرصہ فوت ہوئے گزر چکا تھا وہ عالم مثال میں شیخ بزرگوار کے دادا کا کوئی لطیفہ تھے جو عالم شہادت میں موجود ہوئے اور بیت اللہ شریف کے وہ طواف جو انہوں نے کئے وہ بھی عالم مثال میں کئے کیونکہ کعبہ معظمہ کی بھی عالم مثال میں ایک شبیہ اور صورت تھی جو اس عالم مثال کا قبلہ تھی۔

اس فقیر نے اس مسئلہ پر دور دور نظر دوڑائی اور بہت غور کیا تو عالم شہادت میں کوئی دوسرا آدم نظر نہیں آیا اور عالم مثال کی عجوبہ

marfat.com

کاریوں کے سوا کوئی چیز نہ مل سکی اور وہ جو مثالی جسم نے کہا کہ میں تمہارے آباؤ واجداد سے ہوں اور مجھے فوت ہوئے چالیس ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے یہ اس بات پر سب سے بڑی دلیل ہے کہ اس آدم سے پہلے کئی ایک آدم گزر چکے ہیں جو اس آدم کے صفات ولطائف تھے یہ نہیں کہ وہ علیحدہ پیدائش رکھتے تھے اور آدم سے الگ تھے کیونکہ جو الگ ہے اس کی اس آدم سے کیا نسبت اور شیخ بزرگوار کا دادا کیوں ہونے لگا اور عالم شہادت کے آدم علیہ السلام کی پیدائش کو ابھی سات ہزار سال پورے نہیں ہوئے چالیس ہزار سال کی کہاں گنجائش ہے۔

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اس حکایت سے تناسخ کو درست سمجھتے ہیں اور قریب ہے کہ کائنات کے قدیم ہونے کے قائل ہوں اور قیامت کبریٰ سے انکار کر دیں اور بعض بے دین لوگ جنہوں نے بزعم خویش شیخی کی سند حاصل کر رکھی ہے تناسخ کے جواز کا حکم کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ جب تک نفس اپنے کمال تک نہ پہنچے اسے مختلف ابدان تبدیل کرنے سے چارہ نہیں اور کہتے ہیں کہ جب نفس اپنے کمال تک پہنچ جاتا ہے تو مختلف جسموں کے تبدیل کرنے سے بلکہ بدن کے تعلق سے آزاد ہو جاتا ہے اور حصول کمال جو مقصود پیدائش

marfat.com

ہے حاصل ہو جاتا ہے۔

اور یہ بات صریحاً کفر ہے اور ان چیزوں کا انکار ہے جو دین سے متواتر ثابت ہیں جب بالآخر تمام نفوس اپنی حد کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو دوزخ کس کے لئے ہے اور سزا کسے ملے گی صریحاً دوزخ کا انکار ہے عذاب آخرت کا انکار ہے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق نفس کو کسی جسم کی ضرورت ہی نہیں رہی جو کہ اس کے کمالات کا آلہ ہے کہ وہ کسی جسم سے دوبارہ جی اٹھے اس گروہ کا عقیدہ فلاسفہ کے عقیدہ کے موافق ہے کہ وہ بھی اجسام کے حشر کے انکاری ہیں اور ثواب وعذاب کو روحانی سمجھتے ہیں اس گروہ کا عقیدہ فلاسفہ سے بھی بدتر ہے کہ وہ تناسخ کا رد کرتے ہیں اور عذاب روحانی کے قائل ہیں اور یہ لوگ تناسخ کا اثبات بھی کرتے ہیں اور ان کے نزدیک عذاب صرف دنیا کا عذاب ہے"

☆ میاں شیخ بدیع الدین کے سوال پر تحریر فرمایا:

"آپ نے پوچھا ہے کہ قطب وقطب الاقطاب وغوث وخلیفہ کے کیا معنی ہیں اور ہر ایک ان میں سے کس کی خدمت پر مامور

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۵۸

marfat.com

ہے اور اپنی خدمت کی نسبت اطلاع رکھتے ہیں یا نہیں اور قطب الاقطاب کی بشارت جو عالم غیب سے پہنچتی ہے کچھ اصل رکھتی ہے یا کہ وہم، خیال کا اختراع ہے؟''

جاننا چاہئے کہ نبی ﷺ کے کامل تابعدار کامل تابعداری کے سبب جب کمالات نبوت تمام کر لیتے ہیں تو ان میں سے بعض کو منصب امامت سے سرفراز کرتے ہیں اور بعض کو صرف کمالات نبوت کے حصول پر ہی کفایت فرماتے ہیں یہ دونوں قسم کے بزرگ اس کمال کے نفس حصول میں یکساں ہیں فرق صرف منصب اور عدم منصب اور ان امور میں ہے جو اس منصب سے متعلق ہیں ان میں سے بعض کو منصب خلافت سے بھی کیا جاتا ہے یہ دونوں منصب کمالات اصلیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور کمالات ظلیہ میں منصب امامت کے مناسب قطب ارشاد کا منصب ہے اور منصب خلافت کے مناسب قطب مدار کا منصب ہے گویا کہ یہ دونوں مقام جو تحت میں ہیں ان دونوں مقاموں کے جو اوپر ہیں ظل ہیں اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غوث یہی قطب مدار ہے ان کے نزدیک منصب غوثیت منصب قطبیت سے کوئی علیحدہ منصب نہیں ہے اور جو کچھ فقیر کا عقیدہ ہے (حضرت مجدد کا) وہ یہ ہے کہ غوث قطب مدار سے

marfat.com

الگ ہے بلکہ اس کے روزگار کا ممد ومعاون ہے قطب مدار بعض امور میں اس سے مدد لیتا ہے اور ابدال کے منصب مقرر کرنے میں بھی اس کا دخل ہے اور قطب کو اس کے اعوان و انصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیونکہ قطب الاقطاب کے اعوان و انصار قطب حکمی ہیں اسی واسطے صاحب فتوحات مکیہ نے لکھا ہے

''مامن قریة مومنة کانت او کافرة الا فیها قطب''

مومنوں یا کافروں کی کوئی ایسی بستی نہیں ہے جس میں قطب نہ ہو۔ صاحب منصب کو البتہ اپنے منصب کا علم ہوتا ہے اور وہ جو اس منصب کا کمال رکھتا ہے اور منصب نہیں رکھتا اس کے لئے ضروری نہیں کہ علم رکھتا ہو اور اپنی خدمت سے مطلع ہو اور وہ بشارت جو عالم غیب سے پہنچتی ہے تو وہ صرف حصول کمالات کی بشارت ہے نہ کہ منصب کی جو علم سے وابستہ ہے''۔[1]

☆ مزید پوچھا گیا:

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین نے لکھا ہے کہ جس قدر لڑکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سبب مقتول ہوئے ان

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۵۶

marfat.com

سب کی استعدادیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منتقل ہو گئیں مفصل حقیقت کیا ہے؟

حضرت مجدد نے جواباً لکھا:

یہ درست ہے کیونکہ تحقیقی طور سے لکھا ہے کہ جس طرح ایک شخص کو جماعت کے کمالات حاصل ہونے کا سبب بناتے ہیں اسی طرح جماعت کو بھی ایک شخص کے کمالات حاصل ہونے کا سبب بناتے ہیں پیر اگرچہ مریدوں کے کمالات حاصل ہونے کا سبب ہے لیکن مرید بھی پیر کے کمالات کا سبب ہیں۔ ۱

مخدوم زادوں خواجہ عبد اللہ اور خواجہ عبید اللہ کے نام ایک مفصل مکتوب میں حضرت مجدد نے عقائد کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے اور بعض جگہ شیخ اکبر کے نظریات سے کھل کر اختلاف کیا ہے اور اس کی تردید میں مضبوط دلائل دیے ہیں اس مکتوب میں فرماتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متبعین کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ جس طرح ایمان اور اعمال صالحہ اسم ''الہادی'' کے پسندیدہ ہیں اسی طرح کفر و معاصی بھی اسم ''المضل'' کے پسندیدہ ہیں''

یہ بات اہل حق کے مخالف ہے اور ایجاب کی طرف میلان رکھتی

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۵۶

marfat.com

ہے جو رضا کا منشا ہے جس طرح کہیں کہ اشراق و اضاءت (جگمگانا اور روشنی) آفتاب کی پسندیدہ ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے بندوں کو قدرت و ارادہ دیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے افعال کا کسب کرتے ہیں افعال کا پیدا کرنا ذات باری سے منسوب ہے اور ان افعال کا کسب بندوں کی جانب منسوب ہے عادت الٰہیہ یونہی جاری ہے کہ پہلے بندہ اپنے فعل کا قصد (ارادہ) کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس فعل کو پیدا کر دیتا ہے

چونکہ بندہ کا فعل اپنے قصد و اختیار سے صادر ہوتا ہے اس لئے مدح وذم اور ثواب وعذاب بھی اسی کے متعلق ہوتا ہے۔

اسی مکتوب میں مزید لکھتے ہیں:

''صاحب فصوص (شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ سب کا (مومن وکافر) انجام رحمت سے ہے یعنی کفار کے دائمی عذاب کا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ کوئی اہل دل صوفی کفار کے دائمی عذاب کی طرف نہیں گیا اور کہا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

''ان رحمتی وسعت کل شیء''

میری رحمت سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے اور کفار کے لئے عذاب تین حقبہ (ایک طویل مدت) حصہ تک ثابت کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ پھر آگ ٹھنڈی ہو جائے گی اور حق تعالیٰ کی وعید

marfat.com

میں خلاف جائز جانتا ہے

محاکمہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

بہشت و دوزخ موجود ہیں بروز حشر حساب فہمی کے بعد ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں بھیج دیں گے اور ان کا ثواب وعذاب ابدی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا جیسا کہ پختہ نصوص اور قطعی آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں۔ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول صواب سے بہت دور ہے اور اسے معلوم نہیں کہ مومنوں اور کفار کے حق میں رحمت کا وسیع ہونا صرف دنیا میں ہی مخصوص ہے اور کافروں کو آخرت میں رحمت کی بو بھی نہ پہنچے گی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انه لا یا ئس من روح الله الا القوم الکافرون

میری رحمت سے کافروں کے سوا اور کوئی ناامید نہ ہوگا

اور اللہ نے ''رحمتی وسعت کل شیٔ'' کے بعد اسی آیت میں فرمایا ہے ''فسا کتبها للذین یتقون و یوتون الزکوٰة والذین هم با یتنا یو منون'' ۔ پھر میں اپنی رحمت کو ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ شیخ ابن عربی نے آیت کے اول حصہ کو پڑھا اور آخری حصہ پر نہ غور کیا اور نہ ہی عمل اور اللہ کریم مزید فرماتا ہے:

marfat.com

ان رحمت الله قریب من المحسنین

اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔

اور مزید ارشاد ہے:

فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله پس ہرگز گمان نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرے گا۔ اس آیت میں یہ خلاف وعدہ اور خلاف وعید کی مکمل نفی ہے اور شیخ کے قول کی ہرگز موید نہیں اور نیز وعید میں خلاف ہونا وعدہ کے خلاف کی طرح کذب کو مستلزم ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی بلند بارگاہ کے مناسب نہیں ہے (یعنی وعدہ خلافی سے پاک ہے) یعنی حق تعالیٰ کو ازل سے ہی معلوم تھا کہ کفار کو ہمیشہ کا عذاب نہ دوں گا اور پھر باوجود اس معلوم کے کسی مصلحت کے لئے اپنے علم کے خلاف کہہ دیا کہ ان کو ہمیشہ کا عذاب کروں گا اس امر کا تجویز کرنا بہت ہی برا ہے اللہ امکان کذب کے عیب سے بھی پاک ہے اور منزہ ہے لہذا کفار کے لئے دائمی عذاب کا انکار اور اس امر پر اہل دل کا اجماع صرف شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ذاتی کشف ہے جو صریحاً خطا پومنی ہے اور اجماع مسلمین کے مکمل برخلاف ہے۔[1]

---

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶

marfat.com

☆ حضرت مجدد میر نعمانؒ کے نام لکھتے ہیں:

''صاحب فتوحات مکیہ کہتا ہے کہ روزہ میں جو کھانے پینے کو ترک کرتا ہے وہ صفات صمدیت سے متحقق ہوتا ہے اور نماز میں غیر و غیریت کی طرف آنا اور عابد و معبود کا جاننا ہے''۔

اس قسم کی باتیں (روزہ کو نماز سے افضل جاننا) اہل سکر کے احوال میں سے مسئلہ توحید وجودی پر مبنی ہے اور ایسی باتوں کا بولنا نماز کی حقیقت سے بے خبر ہونے کے سبب ہے اور نماز کے مخصوصہ کمالات سے لاعلمی ہے جبکہ ارشاد نبوی ہے قرۃ عینی فی الصلوٰۃ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور ارشاد ہے اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ سب زیادہ اعلیٰ قرب جو بندے کو رب سے ہوتا ہے وہ نماز میں ہے تو غیر و غیریت کی بات نامناسب اور صواب سے دور ہے۔[1]

میر نعمان کے نام رقمطراز ہیں:

اور میں نے اپنے شیخ حضرت خواجہ قدس سرہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے۔

کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض اولیاء کرام کو کہ ان سے بکثرت خوارق و کرامات کا ظہور ہوا ہے اپنے

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۲۶۱

marfat.com

آخری وقت میں ان کرامات کے ظہور سے نادم ہوئے ہیں اور تمنا کرتے ہیں کہ کاش یہ تمام خوارق ہم سے ظہور میں نہ آتے اور اگر فضیلت خوارق کے ظہور کی کثرت کے اعتبار سے ہوتی تو وہ اس معنی پر نادم نہ ہوتے"

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے درست کہا ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب عوارف المعارف سے نقل فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

یہ تمام خوارق و کرامات اللہ تعالیٰ کی بخشش ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو ان کا کشف عنایت فرماتے ہیں اور یہ دولت سپرد کرتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ان سے بھی بلند مرتبہ ہوتے ہیں اور ان کو کرامات و خوارق میں سے کچھ بھی نہیں دیتے اس لیے کہ سب کرامات یقین کی تقویت کے لیے عطا فرماتے ہیں اور جس آدمی کو خالص یقین دیا گیا ہے اس کو ان کرامات کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ تمام کرامات ذکرِ ذات سے اور اسی طرح جوہر قلب سے کمتر ہیں۔[1]

میر نعمان کے نام لکھا:

"اور آپ نے شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی عبادت کے

---

[1] مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۹۲

marfat.com

معنی پوچھے ہیں کہ عارف کے لیے دعا نہیں ہے"

میرے بھائی یعنی وہ دعا جو مصیبت کو دور کرے وہ عارف سے مطلوب ہے کیونکہ عارف جب مصیبت کو محبوب کی طرف سے سمجھتا ہے اور محبوب کو مراد تصور کرتا ہے تو اس کے دفعیہ کے لیے کیونکر دعا کرے گا اور کس طرح سے چاہے گا کہ یہ بلا دور ہو اگرچہ وہ ظاہر طور پر دفع بلا کی دعا زبان پر لائے اور وہ بھی تعمیل ارشاد کے طور پر۔

ارشاد حق تعالیٰ ہے:

ادعونی استجب لکم لیکن وہ حقیقت میں کچھ نہیں اور جو کچھ اسے پہنچ رہا ہے اس سے وہ لذت حاصل کرتا ہے گویا کہ شیخ کا یہ قول بہت ہی خوب ہے۔[1]

مکتوبات امام ربانی کے بنظر غائر مطالعہ کے بعد میں نے دونوں بزرگوں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ اور حضرت مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ کے الگ الگ نظریات، معتقدات اتفاقات اور اختلافات پر تفصیلی جائزہ سپرد قلم کیا ہے تاکہ قارئین و ناظرین دونوں بزرگوں کے بارے میں حقیقت نفس الامری سے آگاہ ہوں اس سلسلہ میں میرا حتمی تجزیہ حسب ذیل ہے:

1۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب: ۱۵

marfat.com

(i) شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ عظیم عالم اور عارف ہیں اور مکشوفات میں ان کی بڑی شان ہے نہوں نے جو سمجھا دیکھا، مشاہدہ کیا اور جو کچھ ان پر مکشوف ہوا انہوں نے اسے سپرد تحریر کردیا جیسا کہ ان کی کتب میں بالتصریح موجود ہے وہ اس سلسلہ میں یعنی کشف محجوبات میں اولین حیثیت رکھتے بلکہ بانیوں میں سے ہیں۔ نظریہ وحدت الوجود ان کا حصول اور دریافت ہے اور ان کے متبعین کے فرمودات کی روشنی میں وہ اسی نظریہ پر قائم رہے اور شاید اس نظریہ سے رجوع نہ فرمایا اور یہی وجہ ہے کہ ان کے متبعین ان کے پُر جوش حامی اور موید ہیں

(ii) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عظیم عالم و عارف اور صاحب کشف ہیں اور مکشوفات میں ان کی ایک خصوصی عظمت ہے جو ان کے انداز و اسلوب بیان سے واضح ہے اور ان کے کلام کا سمجھنا دشوار بھی ہے اور آسان بھی۔ دشوار اس لیے کہ عارف کامل کی باتوں تک رسائی بدون علم اور عمیق توجہ کے ممکن نہیں ہے اور انہوں نے بھی پورے اخلاص سے نظریہ وحدت الوجود کے حوالے سے جو خامی یا کوتاہی یا نارسائی یا خطاء کشفی محسوس کی ہے بے لاگ بیان کردی ہے اور نظریہ وحدت الشہود کی برتری واضح کی ہے۔

(iii) دونوں بزرگ شریعت کے پابند ہیں لیکن حضرت مجدد علیہ الرحمۃ پر شریعت اور اس کے احکام کی نہ صرف گہری چھاپ ہے بلکہ ان کی ژرف نگاہی اور دائرہ شریعت کی سخت پابندی لاجواب ہے وہ طریقت کے امور کو شریعت کی روشنی میں ہی دیکھنا پسند کرتے ہیں اور اس سے سرِ مُو تجاوز کو ہلاکت سمجھتے ہیں اور ہر وہ بات جو شرع سے متصادم یا اس کی روح کے منافی ہے اس کی بھرپور دلائل کے ساتھ اس مصلحانہ انداز میں تردید کرتے ہیں کہ

marfat.com

بین الفریقین کسی اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی وہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد بھی ہیں ان کی عظمت و بزرگی کے قائل بھی ہیں اور ان کے بعض مکشوفات اور اقوال کے عظیم ناقد بھی ہیں۔

(iv) دونوں بزرگوں کا اختلاف اجتہادی نوعیت کا یا اس جیسا ہے جس سے خطا پر اکہرا ثواب ہے اور صواب پر دوہرا اجر ہے مجتہد مخطی نہ تو قابل ملامت ہے اور نہ ہی عنداللہ قابل مواخذہ ہے کہ دونوں کا ماخذ ایک ہی ہے اور رائے کا اختلاف اپنی اپنی تحقیق پر اعتماد ہے لہٰذا کسی قسم کا طعن خرابی و ہلاکت ہے کہ وہ دونوں مقبولان بارگاہ رب العزت سے ہیں اکابر اولیاء کاملین سے ہیں اور اللہ کے دوستوں کی عداوت ودشمنی اور یونہی بدظنی و بدگمانی گویا ذات باری سے جنگ ہے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات میں حفظ مراتب کی مکمل پاسداری کی ہے لیکن احقاق حق کے وقت وہ ذاتی نہیں علمی و تحقیقی گفتگو فرماتے ہیں ان کی نشتریت لذت و درد سے بھرپور ہے جس پر قاری داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(v) تقابلی مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے کشف میں خطا واقع ہوئی ہے اور بعض امور پر ان کا موقف کتاب وسنت سے متصادم یا ناموافق ہے جس پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے خوب گرفت کی ہے اور حق و باطل میں غلط وصحیح میں امتیاز کر دیا ہے ظاہر ہے ہر علم والے سے بڑھ کر ایک علم والا ہے یونہی تمام اصحاب کشف یکساں نہیں اور مکشوفات میں خطا غلبہ سکر یا غلبۂ محبت کی وجہ سے ہے اور دولت اخلاص میں ہرگز کمی نہیں اور جس حقیقت تک رسائی ہوئی وہ فضل ربی، عنایت الٰہی اور خصوصی

marfat.com

مہربانی ہے۔

ناظرین دونوں بزرگواروں کے بارے میں ان دو باتوں پر خصوصی توجہ رکھیں اوّل کشف شریعت میں نہ تو حجت ہے اور نہ قابل اتباع البتہ حقی کشف تو درست ہے لیکن یہ طریقت میں ہے اور یہ فضل ربی ہے اور اسے بھی حجت نہیں مانا گیا اگر شریعت کے موافق ہو تو قبول میں حرج نہیں

دوم شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ صفات الٰہیہ کو عین ذات مانتے ہیں اور صفات ایک دوسرے کی بھی عین ہیں جبکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صفات نہ تو عین ذات ہیں نہ غیر ذات ہیں بلکہ ذات کا مقتضٰی ہیں اور حضرت مجدد اس پر ہی کاربند ہیں۔

راقم الحروف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ادنیٰ مرید ہے اور تمام سلاسل کے مشائخ کا محب و نیاز مند ہے اور یونہی حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح عقیدت و وابستگی رکھتا ہے لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ حق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اور آپ کی شخصیت حقائق شریعت و دین کی ترجمان ہے اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی کشفی خطائیں ان کے مرتبہ و مقام کو ہرگز متاثر نہیں کرتیں کشف اولیاء یا الہام غیر انبیاء شرع میں ہرگز معتبر نہیں مانا گیا اس لیے کہ انبیاء اصحاب وحی اور معصوم ہیں اور جو کچھ وہ فرمائیں وہ لاریب حق سبحانہ' وتعالیٰ کی طرف سے ہے جس میں کسی خطا کی گنجائش نہیں اور صاحب کشف خطاء سے محفوظ نہیں اور حفاظت اسی کو حاصل ہوگی جو کتاب و سنت کے دائرہ سے تجاوز نہ کرے اور ہر حال میں شرع کا پابند رہے تو جو پابندی شرع پر قائم ہے وہ دائرہ حفظ میں آجاتا ہے اور خطاؤں سے خواہ کشفی ہوں یا غیر کشفی محفوظ ہو جاتا ہے کہ

marfat.com

حصار شریعت سے بڑھ کر کوئی شے اسے محفوظ نہیں بناتی اسی لیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بلند اور ان کی تحقیق شک وشبہ سے پاک ہے اور دین متین کی نورانیت سے لبریز ہے اور اصحاب سلوک کے لیے نعمت غیر مترقبہ اور ہدایت کا منارہ نور ہے اور حصول مطلوب و مقصود کا کامل ذریعہ ہے۔ یاالٰہی ہمیں حق کو حق دکھا اور باطل کو باطل اور حق کی اتباع کی توفیق عطا فرما اور باطل سے بچنے کی توفیق عطا فرما (آمین بجاہ سید المرسلین)

marfat.com

مجددی تحریک

اور

اس کے اثرات

marfat.com

مجددی تحریک اور اس کے اثرات

پروفیسر محمد اقبال مجددی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ (۹۷۱۔ ۱۰۳۴ھ/۱۵۶۳۔۱۶۲۴ء) کا زمانہ حیات کئی اعتبار سے ہیجان انگیز تھا، اس میں ذہنی بے چینی اور معاشرتی انتشار پھیلانے والی ایسی کئی تحریکیں اٹھیں جن کے ہندوستانی معاشرت پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ان ادوار میں بہت سی ایسی تحریکوں نے برصغیر پاکستان و ہند کا رخ کیا جن کے مذہبی اعتقادات نے انتشار پھیلانے کی پوری پوری کوشش کی، بد قسمتی سے انہی ایام میں ہندوستان میں اکبر بادشاہ (۱۵۵۶۔۱۶۰۵ء) اور اس کے حواریوں کے زیر اثر آزاد خیالی اور الحاد کے لیے زمین ہموار کی جا رہی تھی، اکبر بادشاہ ابتداء میں دیندار اور پابند صوم وصلوٰۃ تھا وہ علماء کی بہت تعظیم وتوقیر کرتا تھا اس نے ان کو بڑے بڑے منصب دے کر با اختیار بنا دیا تو علماء فقر وقناعت سے نکل کر امراء کے زمرہ میں آگئے، انہوں نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھایا، عبادت خانہ کے بے ہنگم مباحث نے کم علم اکبر کو دین اسلام سے منحرف کر دیا، چونکہ عہدہ دار علماء اہل سنت سے تعلق رکھتے تھے اس لئے قدرتی طور پر دوسرے فرقوں خصوصاً شیعہ علماء نے بھی اس قسم کا اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ عہد کر لیا کہ جب تک ان کو اقتدار سے نہ ہٹا دیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

اکبر بادشاہ ان علماء کے کردار اور حب جاہ کی وجہ سے ان سے اتنا متنفر ہوا کہ ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے فکر مند رہنے لگا۔ ان دنوں جو افسوسناک واقعات پیش آئے ان میں اکبر کے عہد کے ایک نہایت ہی زیرک خانوادہ یعنی

marfat.com

ملا شیخ مبارک ناگوری اور اس کے خاندان کی تذلیل و تحقیر تھی ہوا یوں کہ شیخ مبارک اپنے بیٹوں ابوالفضل اور فیضی کو لے کر صدر الصدور شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطانپوری کی خدمت میں گیا اور تنگ دستی کی شکایت کرتے ہوئے ان سے صرف ایک سو بیگھ زمین بطور مدد معاش مانگی تو انہوں نے یہ کہہ کر تم بدعقیدہ ہو اپنے در سے نکال دیا۔ اس وقت فیضی کی رگ حمیت پھڑک اٹھی اور اس نے کہا کہ:

اگر میں اپنی اصل سے ہوں اور اپنے اعتقاد میں سچا ہوں تو تم سے ایسا انتقام لوں گا جس کی گونج سارے ہندوستان میں سنائی دے گی۔[1]

واقعی وہ گونج سارے ہندوستان میں سنی گئی اکبر نے علماء کا اقتدار ختم کرنے کے لیے منصوبہ تیار کر لیا۔ اس سارے ڈرامے کی روح رواں ملا مبارک ناگوری اور اس کے یہ دونوں نہایت زیرک اور موقع شناس بیٹے (ابوالفضل اور فیضی) تھے، انہوں نے ۹۸۷ھ/۱۵۷۹ء کو ایک محضر نامہ تیار کیا[2] جس کی رو سے اکبر بادشاہ کو اعدل، اعقل، اور اعلم قرار دیتے ہوئے تمام علماء سے اس پر دستخط کروا کر اکبر بادشاہ کو مجتہد تسلیم کروا لیا۔ شیخ مبارک ناگوری نے اس محضر کے نیچے یہ لکھا کہ میں اس بات کا دل و جان سے خواہشمند تھا اور سالہا سال سے اس کا منتظر تھا، بادشاہ کو فتویٰ دینے کا اختیار مل گیا۔ تو پھر اجتہاد کی راہیں کھل گئیں امام کی رائے مستند سمجھی گئی، کسی کی مخالفت باقی نہ رہی تحلیل و تحریم کا اختلاف ختم ہو گیا شریعت کے مقابلہ میں امام کی رائے کو فوقیت

۱۔ فرید بھکری: ذخیرۃ الخوانین ۱/۶۸-۶۹

۲۔ عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ ۲/۲۷۱-۲۷۲، نظام الدین احمد: طبقات اکبری ۳۴۳-۳۴۴

marfat.com

حاصل ہو گی۔[1] یہ بدایونی کا بیان ہے جو بالکل درست ہے جس کی تصدیق محضر کے محرک اور دین الٰہی کے بانی شیعہ خانوادہ کے رکن ابو الفضل کی تحریرات سے ہوتی ہے کہ جو لوگ مشرب نصیری[2] اور حسین بن منصور حلاج کے مسلک کے تھے انہوں نے (دین الٰہی) قبول کر لیا۔ اور پرانی رسم کے لوگ (مقلدین اہل سنت) یاوہ گوئی کرنے لگے۔ اور انہوں نے ہر طرف شورش برپا کر دی۔[3]

اب ان باہم دست و گریبان ''دین فروش''[4] علماء کا اقتدار ختم ہو گیا۔ کاش یہ علماء خدا ترس ہوتے اپنے عمل، کردار اور تقویٰ سے جب کہ انہیں بادشاہ کی تائید و حمایت بھی حاصل تھی ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ایک مثالی اسلامی مملکت بنا دیتے، لیکن ان کی حب جاہ اور دولت کی ہوس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو نہایت نازک حالات سے دوچار کر دیا۔ اب ہر غیر اسلامی نظریات رکھنے والی تحریک کو یہاں پنپنے کے خوب مواقع ملے، ان باطل فرقوں میں سے جو ہندوستان آئے فرقہ نقطویہ کے عقائد سب سے زیادہ خطرناک تھے، ان کے نزدیک نماز حج اور قربانی، بے عقلی کے مترادف تھی، طہارت اور غسل کے مسائل کی بھی تضحیک کرتے تھے ان کا عقیدہ تھا

---

1. بدایونی ۲/۲۷۰-۲۷۲۔
2. نصیریہ۔ شیعوں کا ایک اہم فرقہ ہے اس کے ماننے والے تثلیث، الوہیت، اور تناسخ پر یقین رکھتے ہیں (فرہنگ فرق اسلامی ۴۴۲، اکبر نامہ کے انگریزی مترجم بیورج نے نصیریہ پر ایک قابل توجہ نوٹ دیا ہے ۳/۳۹۷)
3. ابوالفضل: اکبر نامہ ۳/۲۷۱
4. عبادت خانہ کے مباحث میں شریک علماء کے لیے ''دین فروشان'' کی اصطلاح معاصر ماخذ منتخب التواریخ (۲/۳۰۸) سے ماخوذ ہے۔

marfat.com

کہ مذہب اسلام منسوخ ہو چکا ہے اس لئے اب نئے دین کی ضرورت ہے۔[1] گویا ان کا کہنا تھا کہ اسلام کی عمر صرف ایک ہزار سال تھی اب اگلے ہزار سال کے لیے ہمارے مرتب کردہ عقائد قبول کئے جائیں، نقطوی تحریک کے بانی دراصل ایرانی علماء تھے جب شاہ عباس صفوی کو ان کے عقائد کا علم ہوا تو اس نے اس فرقہ کے ماننے والے ہزاروں افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا، ان میں سے کچھ افراد جان بچا کر ہندوستان آنے میں کامیاب ہو گئے، ان میں شریف آملی بڑا باکمال عالم تھا، ان دنوں ہندوستان کے حالات تو پہلے ہی ایسی تحریکوں کے لئے ہموار ہو چکے تھے، اکبر اور اس کے حاشیہ نشینوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا، اکبر بادشاہ اسے اپنے مرشدوں کی طرح مانتا تھا، خود ابوالفضل کی اس فرقے کے ساتھ ہم آہنگی تھی۔

شریف آملی نے اپنے فرقے کی کتابوں سے ثبوت پیش کر کے اکبر کو نیا دین بنانے کی ترغیب دی، نقطوی فرقہ کے داعیوں نے ہندوستان آ کر ''الف ثانی'' کے لیے نئے دین اور نئے آئین کے لیے راہ ہموار کی، جب انہیں اکبری دور کے علماء سوء کی تائید و حمایت حاصل ہو گئی تو انہیں اس کے پورے مواقع ملے اور ان کے عقائد اکبر کے دین الٰہی میں جلوہ گر ہو گئے۔

---

[1] نقطوی فرقہ اور اس کے عقائد کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نذیر احمد: اکبری دور کا فارسی ادب، مقالہ مشمولہ (رسالہ) تحقیق، شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی۔ ش ۷، ۱۲، ۱۳، فکر و نظر، علی گڑھ، ۲، ۱۹۶۰ء، Nizami, K.A: Akbar and Religion, p: 58-61 صادق کیا: نقطویان یا پسیخوانیان۔ تہران، ۱۳۲۰ش۔

marfat.com

یہ اس فرقہ کے افکار کا اثر تھا کہ اکبر بادشاہ نے ۲۸ سال جلوس (۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء) کو یہ فرض کر لیا کہ حضور نبی آخر الزمان ﷺ کی بعثت کے ہزار سال پورے ہو چکے ہیں اور اب دین اسلام کی مدت بھی ختم ہو گئی ہے۔ علماء و مشائخ کا اقتدار بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ اب اس نے ارکان اسلام کو باطل قرار دے کر مہمل اور لغو احکام جاری کرنا شروع کر دیے[1] محضر نامہ پر نوٹ لکھتے ہوئے شریعت اسلامی کی منسوخی پر ملا مبارک ناگوری نے جس طرح خوشی کا اظہار کیا تھا ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت اخوند رودیزہ جیسے حمیت دین رکھنے والے عالم و صوفی نے تذکرۃ الابرار والاشرار میں قبائلی علاقوں میں ایسے بہت سے قطبوں، غوثوں اور نبیوں کے نام اور عقائد بتائے ہیں جو ایسے خیالات کا اظہار کرتے پھرتے تھے جس سے معاشرے میں الحاد و بے دینی کے اثرات بڑھتے ہی چلے جا رہے تھے، اکبری عہد میں تالیف ہونے والی کتاب بازنامہ میں اکبر بادشاہ کو ''قطب الاقطاب'' کے منصب پر فائز بتایا گیا ہے، جو انہی خود ساختہ قطبوں اور غوثوں کے افکار کا پرتو معلوم ہوتا ہے۔

اب آہستہ آہستہ اسلام کے خلاف اتنا مواد ان مخالفین نے اکبر کے لیے جمع کر دیا کہ اسے باطل قرار دینے کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت نہ رہی۔[2] پابندی

---

[1] بدایونی: منتخب التواریخ ۳۰۰/۲ـ۳۰۱ (اس کتاب میں اکبر کے وہ تمام خلاف اسلام احکام درج ہیں جو اس نے آغاز جلوس مذکور میں جاری کرنا شروع کیے تھے۔

[2] ایضاً ۲۶۲/۲ (اکبر کے خلاف اسلام احکام کے اجراء کی تاریخ ''احداث بدعت'' سے اخذ کی گئی ایضاً ۳۱۳/۲)

marfat.com

شرع شریف کو تقلید کا نام دیا گیا، علمائے حق کو مقلدین کہہ کر شریعت کی پابندی کی فضا کو تاریکی سے تعبیر کیا گیا۔ اور اس کے مقابلہ میں اکبر کی بارگاہ کو ہفت اقلیم کا وطن اور دانایان ملل ونحل کا مرکز قرار دیا گیا۔[۱]

نقطوی فرقہ کے مشہور شاعر تشبیہی کاشی[۲] نے اکبر بادشاہ کے حضور ایک قصیدہ پڑھا جس میں اس نے کہا کہ بادشاہ تقلید پرستوں کو ختم کر دے تاکہ حق اپنے مرکز پر پوری طرح استوار ہو جائے اور خالص توحید کو رواج ہو۔[۳]

پابندیٔ شرع کے ماحول میں قرآن مجید کو جو مرتبہ حاصل تھا ظاہر ہے وہ جاتا رہا، اب دربار میں اس مقدس کتاب سے کوئی رشتہ باقی نہ رکھا گیا۔ بلکہ ہندوؤں کی مشہور کتاب مہا بھارت کا (۹۹۰۔۹۹۵ھ/۱۵۸۲۔۱۵۸۷ء) پانچ سال کی محنت شاقہ کے بعد اکبر کے حکم سے فارسی ترجمہ مکمل ہوا تو، تو علامی ابوالفضل نے اس پر دو جز کا ایک خطبہ لکھا جو بقول بدایونی ''الکفریات والحشویات''[۴] پر مشتمل تھا۔ اس کا نام رزم نامہ رکھا گیا اکبر نے اُسے مصور بھی کروایا پھر اس نے امراء کو حکم دیا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر برکت حاصل کریں۔[۵]

---

۱ ابوالفضل: اکبر نامہ ۳/۲۵۲۔۲۵۳

۲ تشبیہی ایران کا باشندہ تھا نقطوی ہونے کی وجہ سے وہاں سے فرار ہو کر ہندوستان آ گیا۔ وہ خود کو بڑا مجتہد سمجھتا تھا، اور ابوالفضل کی وساطت سے اکبر سے متوسل ہوا تھا۔ (منتخب التواریخ ۳/۲۰۴۔۲۰۶)

۳ بدایونی، منتخب التوریخ ۳/۲۰۴

۴ ایضاً ۲/۳۲۱

۵ ایضاً

marfat.com

جب اکبر اپنے دین الٰہی میں کامل ہو گیا تو اس کے حواریوں نے علمائے حق جنہیں وہ ''تقلید پرست، متعصبان کیش احمدی، پیروان کیش احمدی، گرفتار زندان تقلید اور سادہ لوحان تقلید پرست کے القاب سے یاد کرتا ہے۔[۱] کی مخالفت کے خوف سے بچنے کے لیے اسے سمجھایا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرنے کی بجائے ''خلیفۃ اللہ'' ہونے کا اعلان کر دے چنانچہ اکبر نے باقاعدہ اپنا کلمہ وضع کیا جس کے الفاظ یہ تھے:

لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ[۲]

لیکن اکبر کے چیلہ خاص ملا شیری نے ان حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے ایک قطعہ لکھا تھا جس کے ایک شعر سے عیاں ہوتا ہے کہ بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا:

پادشاہ امسال دعویٰ نبوت کردہ است
گر خدا خواہد پس از سالی خدا خواہد شدن[۳]

اکبر نے عوام کی آنکھ میں دھول جھونکنے کے لیے لفظ نبی یا نبوت کا استعمال نہ بھی کیا ہو منصب نبوت کی توہین ضرور کی، بدایونی نے صاف لکھا ہے کہ مسلمانان ہندو مزاج نبوت کی قدح کرنے لگے ہیں:

---

۱ علمائے حق کے لیے ابو الفضل یہ القاب مہابھارت کے مقدمہ اور آئین اکبری میں جا بجا اس وقت استعمال کرتا ہے جب شریعت اسلامیہ اور علمائے کرام کی توہین کر رہا ہوتا ہے۔

۲ بدایونی، منتخب التواریخ ۲/۲۷۳ (بدایونی کو اکبر کا مخالف مورخ کہہ کر اسے رد نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ ابو الفضل (درباری مورخ) اکبر کو خلیفۃ اللہ، ہادی علی الاطلاق و مہدی باتحقاق'' لکھتا ہے (مہابھارت، مقدمہ ص ۵)

۳ بدایونی: منتخب ۲/۳۰۹

marfat.com

مسلمانان ہندومزاج قدح صریح در نبوت می کردند۔[۱]

ان آزاد خیال علماء کی صحبت کے جہاں بہت سے منفی اثرات مرتب ہوئے وہاں اکبر ان علماء کی تقلید کی مخالفت سے یہ سمجھا کہ اسلام کی پیروی کرنا محض تقلید پرستی ہے۔ یہ اسی کا اثر تھا کہ اس عہد کے قاضی نصیر الدین ہندی[۲] نے مجتہد ہونے کا دعویٰ کیا اور مجتہدین مطلق (ائمہ اہل سنت) پر لعن طعن کرتا تھا اس کے معاصر شیخ علم اللہ جو محدث و مفسر بھی تھے نے فتویٰ دیا کہ جو شخص قاضی نصیر الدین کو قتل کرے گا اسے غازی ہونے کا ثواب ملے گا۔[۳]

علمائے حق ان حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ان مجاہد علماء کی دو قسمیں تھیں:

اول: وہ جنہوں نے علانیہ اکبر کے معتقدات کے خلاف آواز بلند کی اور وہ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

دوم: وہ علماء جو خاموشی اور سنجیدگی سے حالات کا جائزہ لے رہے تھے اور تلوار کی بجائے فکری انقلاب کے ذریعہ حالات میں تبدیلی چاہتے تھے۔

اکبر کے نئے مذہبی رجحانات اور عقائد اسلام کے خلاف اس کے اقدامات سے سارے ملک میں شورش کے آثار نمایاں ہوئے لیکن عوام اس جابر بادشاہ کے

---

۱ ایضاً ۲/۲۶۹

۲ قاضی نصیر کی وفات ۱۰۳۱ھ کو ہوئی، محدث بود و منکر قیاس، باجتہاد خود عمل می نمود (تاریخ محمدی ۲/۵/۱۶۲)، قاضی نصیر کے خلاف فتویٰ قتل صادر ہوا تھا لیکن وہ شیخ عیسیٰ جند اللہ کی مداخلت سے بچ گئے (برہانپور کے سندھی اولیاء ۴۵) حالات کے لیے دیکھیے مراۃ العالم ۲/۴۳۱۔

۳ محمد صادق ہمدانی کشمیری: طبقات شاہ جہانی (طبقہ نہم) ۵۱

marfat.com

سامنے زبان نہیں کھول سکتے تھے، اکبر کے مذہبی افکار کی مخالفت کرنے والے اکثر علماء کو ملک بدر کر دیا گیا یا وہ قتل کر دیئے گئے۔

اس سلسلے میں میراں صدر جہاں پہانوی اور بخشی نظام الدین احمد کے مابین ایک دلچسپ مکالمہ ہوا کہ اکبر نے کچھ علماء کو ہندوستان سے مکہ مکرمہ بھیج دینے کا حکم دیا تو نظام الدین احمد نے ان کی فہرست مرتب کی ایک دن صدر جہاں کہنے لگے کہ اس فہرست میں کہیں میرا نام تو شامل نہیں ہے؟ بخشی نظام الدین احمد نے جواب دیا کہ آپ کو بادشاہ کیونکر ملک سے باہر بھیجنے لگا کہ آپ کی زبان سے کبھی کلمۂ حق نکلا ہی نہیں جو اخراج کا سبب بنتا۔[1]

---

1 بدایونی: منتخب التواریخ ۱۴۱/۳-۱۴۲

میراں صدر جہان پہانوی ایک ذی علم بزرگ تھے۔ اکبری عہد میں مدتوں لشکر میں قاضی رہے، حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

بختاور خان: مراۃ العالم ۴۳۵/۲، عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۱۷۸/۵، محمد صادق ہمدانی کشمیری: طبقات شاہ جہانی ۴/۹

عبدالقادر بدایونی نے میراں صدر جہاں کی دنیاداری اور حب جاہ کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے کہ انہوں نے شعر گوئی سے توبہ کر لی ہے اور امید ہے کہ اسی طرح وہ ''لاف وگزاف'' سے بھی توبہ کر لیں گے (منتخب ۱۴۲/۳) جب جہانگیر کا عہد حکومت آیا اور حالات میں تبدیلی ہوئی تو انہوں نے بھی مذہبی بے راہ روی سے توبہ کر لی ہو گی حضرت مجدد الف ثانی کے کئی مکاتیب ان کے نام ہیں جن میں انہیں مذہبی حمیت کا حامل بتایا گیا ہے جو ان کے تائب ہونے کا ثبوت ہے ان مکاتیب کا تعلق عہد جہانگیری سے ہے۔ میراں صدر جہاں ۱۰۰۴ھ کو اپنے دو فرزندوں سمیت اکبر کے دین الہی میں داخل ہوئے (بلوخمان ۲۱۸/۱، ۵۲۲)

میراں صدر جہان کا ۱۲۰ سال کی عمر میں ۱۰۲۷ھ کو انتقال ہوا (تاریخ محمدی ۱۴۲/۵/۲)

حضرت خواجہ باقی باللہ نے لکھا ہے کہ میراں صدر جہاں کو ان کی استدعا پر ذکر و مراقبہ کی تعلیم دی گئی ہے، اب انہیں تصحیح حال کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کے پاس بھیجا گیا ہے (رقعہ نمبر ۱۷)

marfat.com

ان مجاہد علماء کی کوئی مکمل فہرست تو اس عہد کی معروف کتب تاریخ میں محفوظ نہیں ہے البتہ چند امراء و علماء جن کے خلاف اکبر نے کاروائی کی کا ذکر کیا جارہا ہے۔

قطب الدین محمد خان، شہباز خان اور دوسرے امراء نے بادشاہ کو اسلام کے خلاف اقدام کرنے سے روکنے اور سمجھانے کی کوشش کی تو اکبر نے اس پر جواب دیا کہ اگر تم لوگوں نے اپنی زبانیں بند نہ کیں تو نجاست سے آلودہ جوتے تمہارے منہ پر مارے جائیں گے۔[۱]

علماء میں سے جونپور کے قاضی القضاۃ ملا محمد یزدی نے اکبر کے خلاف بغاوت کی اور جہاد کا فتویٰ صادر کر دیا:

فتویٰ بوجوب خروج و بغی بر بادشاہ داد[۲]

محمد معصوم کابلی، محمد معصوم فرنخودی، میر معز الملک، نیابت خان اور عرب بہادر ہاتھوں میں تلواریں لے کر میدان میں نکل آئے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے ملا محمد یزدی اور میر معز الملک کو کسی تقریب سے جونپور سے بلا بھیجا جب آگرہ سے چند کوس کے فاصلے پر فیروز آباد کے قریب پہنچے تو حکم دیا کہ ان کو سواروں سے الگ کر کے کشتی میں سوار کر کے دریائے جون کے راستے گوالیار لے جایا جائے اس کے بعد پھر حکم دیا کہ انہیں ختم کر دیا جائے۔

لہٰ نہارا ضائع سازند[۳]

۱۔ بدایونی: منتخب ۲/۲۷۳۔۲۸۳

۲۔ ایضاً ۲/۲۷۷

۳۔ ایضاً ۲/۲۷۷ بنگال کے قاضی کمال الدین مانک پوری نے اس بغاوت میں محمد معصوم کابلی کا ساتھ دیا تھا اس لیے انہیں قلعہ گوالیار میں قید کے لیے بھیجا تو راستے میں ان کا انتقال ہو گیا (اطہر مبارکپوری: دیار پورب میں علم اور علماء ۷۸)

marfat.com

اس حکم پر ان دونوں کو ایک پرانی کشتی میں بٹھا کر ''گرداب فنا'' کے سپرد کر دیا گیا۔
اس کے چند ہی دن بعد قاضی یعقوب کو بنگال سے طلب کر کے اسی طرح مروادیا گیا۔ اس طرح بعض دیگر ان علماء (ملایان) کو بھی جن سے اکبر کو ''بے اخلاصی'' کی بو آتی تھی صفحۂ ہستی سے مٹادیا۔[۱]

لاہور کے اکابر علماء کو بھی جلاوطن کر دیا گیا۔ ان میں سے قاضی صدرالدین لاہوری کو بھڑوچ (گجرات)، ملا عبدالشکور کو جونپور، ملا محمد معصوم کو بہار اور شیخ منور لاہوری کو مالوہ جلاوطن کر دیا اور اس صوبہ کی صدارت انہیں تفویض کی گئی۔[۲]

اب ان کی جگہ جن اصحاب نے لی ان کا کردار یہ تھا کہ لاہور کے مفتی شرپسند اور محتسب ایسے مکار کہ شیطان سے بھی سبقت لے گئے تھے۔

ملا مبارک ناگوری کے فرزند زیرک، دین الٰہی کے محرک اور تفسیر سواطع الالہام کے مصنف فیضی کی اسلام دشمنی کے شواہد عبدالقادر بدایونی کی زبانی قارئین کے لیے قابل قبول نہ ہوں تو اس عہد کے نامور عالم و محدث شیخ عبدالحق دہلوی کا قول ملاحظہ ہو جس میں آپ نے لکھا ہے کہ باہمہ فضل و کمال فیضی نے اس وقت ''کفر و ضلالت'' کی وادی میں قدم رکھ دیا ہے اور:

> ''حیف کہ بہ جہت وقوع وہبوط در بادیۂ کفر وضلالت رقم انگار دو ادبار برناصیۂ احوال خود کشیدہ، زبان اہل دین وملت جناب نبوت راز از بردن نام وی ونام جماعت شوم وی باک است''[۳]

---

۱ ۲ ایضاً ۲/۲۷۷

۳ عبدالحق محدث: فہرس التوالیف (بحوالہ حیات شیخ عبدالحق از نظامی ۲۴۳)

marfat.com

ان غیر یقینی حالات میں مسلمانوں کی دو جماعتیں وجود میں آ گئی تھیں ایک وہ جماعت تھی جس کا تذکرہ مندرجہ بالا اقتباس میں حضرت شیخ محدث نے فرمایا ہے یعنی ''جماعت شوم'' یہ وہ مسلمان تھے جنہیں اس عہد کی اصطلاح میں ''مسلمانان ہندو مزاج'' کہا گیا تھا دوسری جماعت علمائے حق کی تھی جو شریعت اسلامیہ کی ترویج اور ملک میں اسلامی حکومت چاہتی تھی۔

ساری کشمکش ان دونوں جماعتوں کی تھی اول الذکر پارٹی کے سرگرم رکن فیضی نے صدر الصدور کی عدالت میں قسم کھا کر کہا تھا کہ ''میں تم سے ایسا بدلہ لوں گا جس کی گونج سارے ہندوستان میں سنی جائے گی''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، ابھی آپ نے پڑھا کہ اس جماعت شوم کے کردار سے ہندوستان کی مسلم معاشرت پر کتنے منفی اثرات مرتب ہوئے۔

دوسری جماعت علمائے حق کی تھی ان میں سے پہلی قسم کے علماء نے علی الاعلان بادشاہ کے خلاف بغاوت کی تو انہیں موت کی نیند سلا دیا گیا۔ راسخ العقیدہ علماء کا دوسرا طبقہ وہ تھا جو ان بدلے اور بگڑے ہوئے مذہبی و معاشرتی حالات کا خاموشی سے جائزہ لے رہا تھا ان حالات میں علانیہ بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا ان حضرات نے دانشمندی اور رازداری کے ساتھ فکری و ذہنی انقلاب برپا کرنے کے لئے کوششوں کا آغاز کیا۔

اکبر کے آخری سنین حکومت میں ۱۰۰۸ھ/۱۵۹۹ء کو افغانستان و سمرقند سے حضرت خواجہ باقی باللہ دہلی تشریف لائے یہاں آپ نے ایک خانقاہ کی بنیاد ڈالی اور دین دار امراء، علماء و مشائخ سے رابطہ قائم کر کے حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد

marfat.com

آپ نے نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور بعض دیگر اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اصلاح احوال کا آغاز فرمایا لیکن صرف چار سال بعد ہی ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء کو آپ کا وصال ہو گیا تو تبلیغ دین کی جو شمع آپ نے روشن کی تھی وہ آپ کے ان مخلصین نے جلائے رکھی۔ اب ذہنی وفکری انقلاب کی کمان حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری نے سنبھال لی۔

اگر اکبری عہد کی مختلف مذہبی تحریکوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ اس عہد کا سب سے اہم مسئلہ حضور نبی کریم ﷺ کا مرتبہ و مقام متعین کرنا اور اسے برقرار رکھنا تھا۔ نظریۂ مہدویت، عقیدۂ امامت، نظریۂ الفی اور دین الٰہی کی تحریکوں نے کسی نہ کسی طرح سید الانبیاء آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ وارفع مقام پر ضرب لگائی تھی حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کا یہ بڑا عظیم کارنامہ ہے کہ ان حضرات نے نبی آخر الزمان ﷺ کے اس ارفع ترین مقام کی ایسی اور اس انداز سے وضاحت کی اور اس سلسلہ کی تمام گمراہیوں اور ضلالتوں پر ضرب کاری لگائی۔[1]

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ان روح فرسا حالات سے پریشان ہو کر حجاز مقدس چلے گئے تھے، مکہ مکرمہ میں آپ کے استاد ایک بے مثل ہندوستانی عالم شیخ عبدالوہاب متقی تھے جو ہندوستان میں مذہبی ماحول کی تبدیلیوں اور یہاں کے علماء کے

---

[1] ابوالفضل نے تقلید کو "تاریکی" اور آزاد خیالی والحاد کو "تحقیق" کا نام دیا ہے (اکبر نامہ ۲۵۳/۲)

marfat.com

کردار سے بخوبی واقف تھے اور انہیں احساس تھا کہ وہاں کی مسلم معاشرت کو کیسے اور کس طرح گمراہی کی اس دلدل سے نکالیں۔ درس کے دوران ہی انہوں نے اپنے حوزۂ علمیہ میں سے حضرت شیخ عبدالحق کو یہ کہہ دیا کہ:

''دہلی واپس جاؤ کیوں کہ دہلی تمہاری جدائی میں نالاں ہے''![1]

آپ ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۲ء کو ہندوستان پہنچے، آپ نے ایک جامع پروگرام مرتب فرما کر درس وارشاد کا آغاز فرمادیا اور اس تاریکی اور بے راہ روی کے ماحول میں شریعت وسنت کی آواز بلند ہوئی، جلد ہی آپ کو اس پریشانی سے نجات ملی جو حجاز مقدس جانے سے قبل آپ پر طاری تھی کیوں کہ اب آپ ان گمراہیوں کی مدافعت کی قوت اپنے اندر محسوس کر رہے تھے۔ اور اب آپ نے اپنی راہ عمل متعین کر لی تھی اور علوم دینیہ کا جو بیش بہا سرمایہ آپ حرمین الشریفین سے لائے تھے اسی کو اس مذہبی انتشار کو دور کرنے کے لیے محاذ کے طور پر استعمال کیا۔

آپ اس کار خیر میں ہمہ تن مصروف تھے کہ ٹھیک آٹھ سال بعد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ دہلی تشریف لائے اور اصلاح احوال کا آغاز فرمایا تو آپ اس تحریک احیاء دین کے سرگرم ترین رکن ثابت ہوئے، آپ نہایت متانت اور سنجیدگی سے حالات کا جائزہ لے رہے تھے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے عالم رؤیا میں ان پر نزول فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں جا کر اخذ فیض کریں، شیخ محدث کے ایک شاگرد اس کے راوی ہیں کہ جب

1۔ نظامی، خلیق احمد: حیات شیخ عبدالحق ص

marfat.com

حضرت خواجہ دہلی آئے تو ''مستعدان وخدا پرستان عالی فطرت'' (علمائے حق) آپ کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے، فرماتے ہیں:

''چوں در ہزار وہشت حضرت قطب العارفین خواجہ محمد باقی اویسی نقشبندی قدس سرہ بدار المعارف دہلی تشریف ارزانی فرمود و مستعدان وخدا پرستان عالی فطرت گرد آں مرکز دائرہ قطبیت جمع آمدند حضرت مخدوم (شیخ عبدالحق) را فراوان محبت و اخلاص بحضرت خواجہ پیدا شد بعد از اشارت از حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین جیلانی قدس سرہ اخذ طریقہ نمودہ بطریقہ نقشبندیہ مشغول شد وبعد از چندگاہ اجازہ ارشاد طریقہ نقشبندیہ از آنحضرت یافت''۔[1]

حجاز مقدس سے رخصت ہوتے وقت شیخ عبدالوہاب متقی نے ان سے فرمایا تھا کہ تم جہاں بھی رہو گے حضرت غوث اعظم کی روحانیت تمہارے ساتھ ہو گی۔[2] بالکل یہی معاملہ یہاں درپیش ہوا حضرت خواجہ کے وصال (۱۰۱۲ھ) کے بعد ان دونوں حضرات نے علوم دینیہ کے احیاء اور ترویج شریعت کے لیے اپنی کوششیں مزید تیز کر دیں اکبر اور مسلمانان ہندو مزاج کے زیر اثر پاکستان و ہند کے علماء کی تمام تر توجہ فلسفہ اور علم کلام پر مرکوز ہو گئی تھی اور قرآن، حدیث اور فقہ کو اس زمانے کے نصاب میں ثانوی حیثیت دی گئی تھی، بدایونی کا بیان ہے کہ فقہ تفسیر اور حدیث کے پڑھنے کو

---

[1] محمد صادق ہمدانی کشمیری طبقات شاہ جہانی (طبقہ ۱۰ ص ۴)، کلمات الصادقین ۱۴۹

[2] عبدالحق محدث: زاد المتقین (بحوالہ حیات شیخ عبدالحق ۱۲۳)۔

marfat.com

''مطعون و مردود'' قرار دیا گیا اور نجوم، حکمت، طب، حساب، شعر، تاریخ اور افسانہ کو رواج دیا گیا۔[۱] اگر کبھی قرآن پاک یا حدیث شریف کے مندرجات کا بیان ہوتا تو حیلہ بازیوں اور تاویلات کے انبار لگا دیئے جاتے۔ اسی لیے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی تمام تر توجہ دینی علوم کے احیاء پر صرف فرما دی اور لایعنی تاویلات اور ملحدانہ تفسیروں کی حقیقت سے عوام کو آگاہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وضع کردن تاویلات اہل زیغ وضلال وطعن ملاحدہ و زنادقہ ونیز از رعایت حقوق کتاب اللہ ترک تکلم در آں تفسیر...... چنانکہ بعضی از جاہلان بوالفضول ایں روزگار کنند و آں را تفسیر نام کنند و ندانند کہ من فسر القران برأیہ فقد کفر[۲]

اس اقتباس میں ''بوالفضول'' اشارہ ہے ابوالفضل اور اس کے بھائی فیضی کی تفسیر سواطع الالہام کی طرف۔

ان حالات میں آپ نے اعلان فرمایا کہ علم صرف وہ ہے جو ملت اسلامیہ کی بقا اور تقویت کا باعث بن سکے:

موجب بقا و تقویت دین وملت است[۳]

ایک مکتوب میں آپ نے یہ شعر نقل فرمایا ہے:

۱۔ بدایونی: منتخب ۲/۳۰۶۔۳۰۷

۲۔ عبدالحق محدث: مدارج النبوۃ ۳۴۹

۳۔ عبدالحق شیخ: کتاب المکاتیب والرسائل ۵۳

marfat.com

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث

ہر کہ خواند غیر ایں گردد خبیث

اکبر کے بعد اس کا بیٹا نورالدین محمد جہانگیر ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء کو تخت نشین ہوا، اس کی جانشینی میں اس عہد کے ایک مجاہد امیر نواب مرتضی خان فرید بخاری کا کلیدی کردار تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ اس کے پہلے ہی مراسم تھے، علمائے حق اور دین دار امراء اس امر کے منتظر تھے کہ کوئی ایسا فرد اکبر کا جانشین بنے جو ہندوستان کی ملت اسلامیہ کو اس الحاد و زندقہ کی فضا سے نکال سکے جو اکبر کے زیر اثر علمائے سو نے پیدا کر دی تھی۔

اکبر اور اس کے حواریوں کی جماعت شوم جس کا ہم نے بار بار ذکر کیا ہے کے مقابل حضرت مجدد الف ثانی نے دین دار امراء اور علمائے حق کا ایک گروہ تیار کیا تھا جسے آپ ''جرگہ ہمدان دولت اسلام'' کا نام دیتے ہیں یہ ایسے مخلص اور خدا ترس اصحاب کی جماعت تھی جس نے اس مذہبی انتشار کا اس متانت اور نیک نفسی کے ساتھ سامنا کیا کہ نہ صرف اس جماعت شوم کی معاشرتی حیثیت کمزور پڑتے پڑتے ختم ہوگئی بلکہ اس نے ایک ایسے روحانی و فکری انقلاب کی طرح ڈالی کہ دین الٰہی میں اکبر کے خلیفہ اعظم ابوالفضل کا قاتل نورالدین جہانگیر بغیر کسی جنگ تخت نشینی کے اکبر کا جانشین بن گیا۔ اگرچہ اورنگ زیب کی طرح جہانگیر کوئی دین دار شہزادہ نہیں تھا لیکن اکبر کے مقابلہ میں بہتر اور تعلیم یافتہ تھا وہ خود سوچ سکتا تھا اور اپنے باپ کی طرح مسلمانان ہند و مزاج کے نرغے میں گرفتار نہیں تھا۔

جہانگیر نواب مرتضی خان فرید بخاری کے اثر و رسوخ سے اکبر کا جانشین بنا تھا اس لئے اب سب سے زیادہ مؤثر شخصیت اُسی کی تھی جونہی آپ نے سنا کہ جہانگیر

marfat.com

تخت نشین ہو گیا ہے تو آپ نے نواب فرید بخاری کو مبارک باد دیتے ہوئے خط لکھا کہ آج ''بادشاہ اسلام'' کے تخت پر جلوہ افروز ہونے کی خوشخبری خاص و عام تک پہنچ گئی ہے۔اس سے اشاعت اسلام کے راستے کی رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔اب مسلمان اپنے اوپر لازم کر لیں کہ اس بادشاہ کے ممد و معاون بن جائیں اور ترویج شریعت اور تقویت اسلام کے سلسلے میں بادشاہ کی رہنمائی کریں، سب سے اولین مدد یہ ہے کہ مسائل شرعیہ کی وضاحت کی جائے اور کتاب وسنت اور اجماع کے عقائد کلامیہ کا اظہار کیا جائے۔اسی مکتوب میں فوراً اس طرف توجہ دلائی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ زمانہ اکبر کی طرح کوئی بدعتی اور گمراہ بادشاہ کے مزاج میں رسوخ حاصل کرنے میں پہل کرے اور اس کار خیر کو خرابی وفساد میں ڈال دے، بادشاہ کی اس معاملہ میں مدد کے لیے صرف علمائے حق سامنے آئیں جن کا رجحان آخرت کی طرف ہو اور دنیا دار علماء کی صحبت زہر قاتل ہے۔ان کی بدی کا فساد دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔[1]

اب جبکہ ''بادشاہ اسلام'' (جہانگیر) تخت نشین ہو گیا تو آپ نے پہلے تو اپنی ذمہ داریوں کا احساس فرمایا پھر زمانہ اکبری میں فکری و مذہبی انتشار کے ایک ایک سبب پر غور و خوض کے بعد ایک لائحہ عمل مرتب فرما لیا۔

سب سے پہلے آپ نے اس ''جرگہ مردان دولت اسلام'' کو از سر نو ترتیب دیا اور اس میں دیندار امراء اور علمائے حق کو شامل کر کے ان امراء کے ذریعہ سب سے پہلا کام یہ کیا کہ بادشاہ کی تائید و حمایت حاصل کی اور یہ کلیہ پیش کیا کہ اس کے بغیر آج

---

[1] مکتوبات ۱/۴۷

marfat.com

کے دور میں ترویج شریعت کا کام ممکن نہیں ہے، اس امر کی مزید اہمیت بتاتے ہوئے آپ نے نواب فرید بخاری کو لکھا کہ دنیا میں بادشاہ اس طرح ہے جس طرح جسم میں دل ہے، اگر دل ٹھیک ہے تو بدن بھی درست ہے اور اگر دل خراب ہے تو سارا بدن خرابی کا شکار ہوگا، بادشاہ کی درستی جہان (دنیا، حکومت) کی درستی ہے اور بادشاہ کا خراب ہونا ملک کو خرابی کا شکار کرنا ہے۔[1]

ان حالات میں جبکہ آپ نے اصلاح وفلاح کا بیڑا اٹھالیا تو اپنی ذمہ داری بھی واضح فرمادی کہ میں اس معاملہ میں اپنے روحانی جد اعلیٰ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کا مقلد ہوں اس سلسلے میں آپ خواجہ احرار کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ "اگر میں پیری ومریدی کروں تو دنیا میں کسی شیخ کو مرید نہ ملے، مگر میرے ذمہ ایک دوسرا کام ہے اور وہ ہے شریعت کی ترویج اور ملت اسلامیہ کی تائید وتقویت"۔[2]

چنانچہ آپ نے تاحیات اسی پر عمل کیا اور ترویج شریعت کے لیے فوری اقدام فرمایا، اور اصلاحی پروگرام کا خاکہ اس طرح مرتب کیا:

(۱) سلاطین وامراء کو خطوط لکھ کر انہیں زمانہ ماضی (عہد اکبری) میں مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا گیا تھا اس سے آگاہ کیا۔

(۲) ترویج شریعت کے لیے بادشاہ کی تائید وحمایت حاصل کی اور بتایا کہ اس دور میں اس کے بغیر یہ کام دشوار ہے۔

(۳) بادشاہ سے قرابت قریبہ رکھنے والے ارکان سلطنت کو پہلے تو اسلام کی حقیقی

---

[1] ایضاً ار ۴۷ [2] ایضاً ار ۶۵

marfat.com

روح سے روشناس کروایا پھر انہیں اس قربت سے فائدہ اٹھانے پر زور دیا کہ بادشاہ کو ایسے مسائل دینیہ سے آگاہ کیا جائے جس پر عقائد اسلامیہ کی بنیاد ہے۔

(۴) سب سے اہم قدم یہ اٹھایا کہ اس امر میں نہایت درجہ بے چینی کا اظہار کیا کہ جتنی جلدی ممکن ہو دین دار طبقے کو بادشاہ اسلام کا قرب حاصل ہو جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ علماء سو اور مسلمانان ہندو مزاج بادشاہ کے مزاج میں رسوخ حاصل کرنے میں پہل کر لیں اور ملت اسلامیہ کو پھر سے ان حالات سے گذرنا پڑے جن کا اکبری عہد میں ان کو سامنا کرنا پڑا تھا۔

اس خاکے میں سے بعض نکات کی تشریح کی جا رہی ہے:

بادشاہ کی اصلاح کے سلسلہ میں آپ نے اس کے سب سے زیادہ مقرب رکن سلطنت نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری کو وسیلہ بنایا۔ اور اُسے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمہیں فقر محمدی علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی میراث ہاتھ آ چکی ہے جو فقراء کے ساتھ محبت اور ان کے ساتھ تعلق اور ارتباط کا نتیجہ ہے۔ چونکہ نواب نجیب الطرفین سید اور مخدوم جہانیاں جہان گشت بخاری کی اولاد میں سے تھے اس لیے اکثر مکاتیب میں آپ نے اسے جو دعا دی ہے وہ بھی بہت ہی بامعنی ہے فرماتے ہیں "اللہ سبحانہ آپ کو اپنے آباء کرام کے طریقے پر قائم رکھے"۔ کیوں کہ عہد اکبری میں کئی نامی گرامی سید اور بزرگ زادے اپنے اجداد کے طریقوں کو ترک کر کے لادینیت اور الحاد کے طوفان میں گم ہو گے تھے۔

ایک مکتوب میں اکبری عہد میں اسلام کی زبوں حالی کا ماتم ان الفاظ میں کیا ہے:

marfat.com

اس سے قبل کفار (ہندو) علانیہ غلبہ اور زور کے ساتھ دار اسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے رہے ہیں اور مسلمان اسلامی احکام کے اظہار سے عاجز و بے بس تھے اگر مسلمان ایسا کرنے کی جرأت کرتے تو قتل کردیئے جاتے واویلا وامصیبتا واحسرتا واحزنا محمد رسول اللہ ﷺ جو رب العالمین کے محبوب ہیں ان کے ماننے والے تو ذلیل وخوار ہوں لیکن آپ کے منکروں کی عزت اور ان کا لحاظ ہو۔

اسی مکتوب میں فرماتے ہیں کہ (عہد اکبری) میں اسلام کے سر پر جو بلا وآفت بھی ٹوٹی وہ انہی علماء سوکی شومی کی بدولت تھی بادشاہوں کو یہی علماء سوء راہ راست سے بھٹکاتے ہیں۔ جو گمراہی کی راہ اختیار کر چکے ہیں ان کے مقتدا یہی علماء سوء ہیں۔

اس مکتوب کے آخری جملے کس قدر درد کے ساتھ ملت اسلامیہ کی اصلاح کے لیے بادشاہ کو شریعت اسلامی سے آگاہ کرنے کے لیے فرمایا ہے:

آپ کی بزرگ جناب کے توقع ہے کہ جب آپ کو مکمل طور پر بادشاہ کا قرب حاصل ہے اور اس کی استطاعت میسر ہے تو خلوت وجلوت میں شریعت محمدی علیہ وعلی آلہ من الصلوت افضلہا ومن التسلیمات اکملہا۔ کی پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو ذلت وخواری سے باہر نکالیں گے۔[1]

ایک خط میں ترویج شریعت کی اہمیت ان پُر زور الفاظ میں واضح کی ہے: اعلیٰ ترین نیکی یہ ہے کہ شریعت کی ترویج کے لیے

[1] ایضاً ا ر ۴۷

سعی و کوشش کی جائے اور احکام شرع میں ایک حکم کو جاری (رائج) کرنا اور زندہ کرنا خصوصاً ایسے وقت میں کہ جب اسلامی شعائر مٹائے جا رہے ہوں خدا تعالیٰ عز و جل کی راہ میں کروڑہا روپیہ خیرات کر دینا بھی اس کے برابر نہیں۔[1]

ایک مکتوب میں نواب مرتضیٰ خان کے ساتھ اپنے تعلق کا یہ مقصد وحید بتایا ہے: یہ حقیر صرف تائید و ترویج شریعت حقہ کی خاطر...... آپ کی خدمت شریف کی طرف متوجہ ہوا ہے۔[2]

نواب کو بدعتی کی صحبت سے بچنے کی تلقین ان الفاظ میں کی ہے:

اس بات پر یقین رکھیں کہ بدعتی کی صحبت کی خرابی کافر کی صحبت کی خرابی اور نقصان سے زیادہ ہے۔[3]

نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری کے بعد دربار کی بڑی شخصیت خان اعظم[4] کی تھی۔ اسے آپ نے جو خطوط تحریر فرمائے ہیں وہ نہ صرف آپ کی حمیت دینی کا ثبوت ہے بلکہ بروقت اکبری فتنوں کا سدباب کرنے کے لیے حکیمانہ تجاویز بھی ہیں، آپ فرماتے ہیں:

---

۱ ایضاً ۱/۴۸ ۲ ایضاً ۱/۵۱

۳ ایضاً ۱/۵۴

۴ مرزا عزیز الدین مخاطب بہ خان اعظم اکبر کا رضاعی بھائی تھا، اعلیٰ مناصب پر فائز رہا۔ جہانگیر نے بھی اس کی توقیر کی، جہانگیر اس کی بات سنتا اور اس سے مشورہ کرنا بھی مناسب سمجھتا تھا۔ وہ مذہبی معاملہ میں متصلب تھا اور اکبر کے لادینی نظریات اس نے ماننے سے صاف انکار کر دیا بلکہ اکبر کو برا بھلا بھی کہا۔ خان اعظم نے ۱۰۳۳ھ/۱۶۲۴ء کو انتقال کیا (مآثر الامراء، ۱/۶۷۵-۶۸۹)

marfat.com

اس کی غربت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کفار (ہندو) علانیہ اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور بے تحاشا کفر کے احکام کا اجرا اور کوچہ و بازار میں کفار کی مدح وثنا کرتے پھرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اسلامی احکام کے اجراء سے روک دیا گیا ہے اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں ان کی مذمت اور ان پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔

اسی مکتوب شریف میں خانِ اعظم کو بادشاہ کا جو قرب حاصل ہے اسے غنیمت جاننے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم جو بادشاہ کو دین کی ترغیب دے رہے ہو وہ جہاد اکبر ہے ہم جیسے بے دست و پا فقراء اس سے محروم ہیں:

آج ہم آپ کے وجود شریف کو ہی غنیمت جانتے ہیں اور اس کمزور و شکست خوردہ معرکہ میں مرد میدان صرف آپ ہی کی ذات کو تصور کرتے ہیں...... اس لیے یہ قولی (زبانی) جہاد جو اس وقت آپ کو میسر ہے جہاد اکبر ہے اس کو غنیمت جانیں...... اور زبان کے اس جہاد کو جہاد قتل (کشتن) سے بہتر جانیں، ہم جیسے بے دست و پا فقراء اس دولت سے محروم ہیں۔ اس سے پہلے بادشاہی میں تو دین مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عناد اور مخالفت صریحاً محسوس ہوتی تھی اس بادشاہی (دور جہانگیری) میں ظاہراً وہ فساد محسوس نہیں ہوتا اگر ہو بھی تو علم کی کمی کے باعث ہے لیکن اس بات کا خوف ہے کہ معاملہ اب بھی فساد تک پہنچ سکتا

marfat.com

ہے اور مسلمانوں کا معاملہ زیادہ "تنگ" ہو جائے۔[1]

عہد جہانگیر کے ایک اور ممتاز رکن سلطنت خان جہان لودھی (ف ۱۰۴۰ھ) کو بھی آپ نے دو خطوط لکھے تھے ان میں اسے جہانگیر کو مذہب اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

> جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ بادشاہ کی مثال روح کی طرح ہے اور باقی انسان جسم کی مانند ہے اگر روح صحیح ہے تو سارا جسم تندرست ہوگا اور اگر روح فاسد ہے تو سارا بدن فاسد ہے۔ پس بادشاہ کی اصلاح کی کوشش کرنا تمام بنی آدم کی اصلاح کی کوشش کرنا ہے...... جس وقت بھی گنجائش ہو اور کلمہ اسلام اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے مطابق کہنے کا موقع ملے، وقتاً فوقتاً بادشاہ کے کان میں ڈالتے رہیں۔ اور مخالفین کے مذہب کی تردید کریں۔ اگر یہ دولت میسر آجائے تو انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی وراثت عظمیٰ ہاتھ آجائے گی آپ یہ دولت (بادشاہ کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنا) مفت ملی ہوئی ہے اس کی قدر کریں۔[2]

اسی طرح ایک اور مکتوب میں اس دولت کی اہمیت کو نہایت ہی پرزور الفاظ میں بیان کیا ہے:

---

[1] ایضاً ۶۵ [2] ایضاً ۲/ ۶۷

marfat.com

یہی ملازمت (قربت بادشاہ) جو آپ رکھتے ہیں اگر اس کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کی تعمیل کے ساتھ جمع کر دیں تو آپ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسا کام کریں گے...... ہم فقیر لوگ اگر کئی سال تک بھی اس پر عمل کرنے میں اپنی جان لڑا دیں تو آپ جیسے شہبازوں کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔[1]

ایک اور رکن سلطنت لالہ بیگ کو ہندوستان میں گذشتہ سو سال سے اسلام کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی تفصیل لکھتے ہوئے بتایا ہے کہ کفار (ہندو) یہ چاہتے ہیں کہ یہاں مسلمانوں اور مسلمانی کا کوئی اثر باقی نہ رہے، اور اس منصب دار کو یہ باور کروانے کی سعی فرمائی ہے کہ ابھی بادشاہ اسلام (جہانگیر) کا ابتدائی دور حکومت ہے اگر آغاز ہی میں مسلمانی رواج پا جائے تو بہتر ورنہ تاخیر کی صورت میں معاملہ مسلمانوں کے لیے بہت مشکل ہو جائے گا۔ آپ کے پرزور الفاظ ملاحظہ ہوں:

> ابتدائے سلطنت (جہانگیر) میں اگر مسلمانی رواج پا جائے اور مسلمان قدرے عزت حاصل کر لیں تو بہتر وگرنہ خدانخواستہ اس معاملہ میں توقف و تاخیر ہوئی تو معاملہ مسلمانوں کے لیے بہت مشکل ہو جائے گا الغیاث الغیاث ثم الغیاث الغیاث دیکھئے کون اقبال منداس سعادت سے سرفراز ہوتا ہے اور کون سا شہباز اس دولت کو حاصل کرتا ہے۔[2]

ان امراء وارکان سلطنت کے علاوہ مرزا عبدالرحیم خان خانان، مرزا داراب بن خان خانان، خواجہ جہان، قلیچ خان اندجانی وغیرہ کو آپ نے اس نوعیت

---

[1] ایضاً ۵۴/۲ [2] ایضاً ۸۱/۱

marfat.com

کے خطوط لکھ کر بادشاہ (جہانگیر) کے سامنے کلمہ حق کہنے اور زمانہ اکبری میں اسلام اور مسلمانوں پر جو آفتیں ٹوٹیں ان سے آگاہ کیا اور ان مؤثر شخصیات نے بادشاہ کے دل میں اسلام کے متعلق ہمدردی سے سوچنے کے لیے اس کے دل کے نرم گوشوں پر اس کی حقانیت کے اثرات نمایاں ہونے لگے تھے۔

پاکستان و ہند میں اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کی سعیٔ پیہم، کرب و مخلصانہ بے چینی اور آپ کے تیار کردہ ''جرگہ ممدان دولت اسلام'' کی مسلسل جدوجہد سے آخر جہانگیر بادشاہ کو اسلام کی حقانیت کا احساس ہونے لگا تو اس نے نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری اور ملک کے مفتی میراں صدر جہان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ چار دین دار علماء کی ایک جماعت ہر وقت دربار میں اس کے ساتھ رہے جو اُسے مسائل شرعیہ سے آگاہ کرتی رہے۔

اگر کوئی اور مصلح ہوتا تو اس خوشخبری کو اپنی کامیابی سمجھ کر پھولے نہ سماتا لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی فراست اور دینی بصیرت عطا فرمائی تھی اور چونکہ آپ اکبری عہد کے فتنوں اور علمائے سوء کے عبادت خانہ میں اجتماع اور اس کے مضمرات سے آگاہ تھے اور جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ آپ کے نزدیک ہندوستان کی ملت اسلامیہ کے انتشار کا اصل سبب انہی علمائے سوء کی حب جاہ تھا اس لیے آپ نے اس کے منفی اثرات کا فوری نوٹس لیا اور نہایت مغموم ہو کر نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری کو ان امور سے خبردار کرتے ہوئے لکھا:

''یہ بات سننے میں آئی ہے کہ بادشاہ اسلام نے دیندارانہ فطرت کی خوبی سے جو ان میں پائی جاتی ہے آپ کو حکم دیا ہے

marfat.com

کہ چار دین دار علماء مہیا کریں جو ہر وقت دربار شاہی میں حاضری پر احکام شرعی بیان کرتے رہیں تاکہ کوئی امر خلاف شرع واقع نہ ہو.......... مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر کیا خوشخبری ہو سکتی ہے۔ اور ماتم زدوں کے لیے اس سے اچھی بشارت کیا ہو سکتی ہے؟...... غرض مند دیوانہ ہوتا ہے چنانچہ عرض ہے کہ دیندار علماء بلاشبہ بہت کم ہیں جن کے دلوں میں مرتبہ اور سرداری کی محبت نہ ہو اور جن کا مدعا اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ شریعت کو ترویج اور ملت اسلامیہ کی تائید و تقویت ہو، حب جاہ کی صورت میں ان علماء میں سے ہر ایک الگ الگ پہلو اختیار کرے گا اور اپنی فضیلت اور بزرگی کا اظہار کرے گا اور اختلافی باتیں بیان کرے گا۔ اور اس طریقہ کو بادشاہ کے قرب کا ذریعہ بنائے گا اس صورت میں تبلیغ دین کی مہم ابتری اور خرابی کا شکار ہو گی۔ گذشتہ زمانے (عہد اکبری) میں بھی علماء کے اختلافات عالم اسلام کو بلا اور فتنے میں مبتلا کر چکے ہیں۔ ایسی ہی صورت اب بھی پیش آ سکتی ہے۔ اس طرح دین کی ترویج کیا ہو گی بلکہ دین کی تخریب ہو گی۔ اللہ سبحانہ کی اس سے پناہ اور علماء سوء کے فتنے سے بھی خدا کی پناہ اس مقصد کے لیے اگر صرف ایک عالم کو منتخب کریں تو بہتر ہو گا۔ اگر علمائے آخرت میں سے کوئی میسر آ جائے تو یہ کتنی بڑی سعادت ہو گی۔ کیوں کہ ایسے عالم کی صحبت

marfat.com

کبیرت احمر ہے۔ اور اگر ایسا نیک و پرہیز گار عالم نہ مل سکے تو
صحیح سوچ بچار کے بعد اسی طبقہ ہی سے بہتر کا انتخاب کرلیں......
جس طرح عوام کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے ان کی
بربادی کا باعث بھی یہی علماء ہی ہیں۔ بہترین مخلوق بھی علماء ہی
ہیں اور بدترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں۔ لوگوں کی ہدایت اور ان
کی گمراہی انہیں سے وابستہ ہے"۔ [1]

آپ نے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے کس طرح بروقت اکبری عہد کے علماء کے اجتماع اور ان کے آپس کے اختلافات کو ملت اسلامیہ کے لیے سم قاتل قرار دے کر اس کے اعادہ سے نواب کو روکا اور آپ نے اس کا بہترین حل یہ پیش کیا کہ صرف ایک "عالم آخرت" کا انتخاب کریں جو بادشاہ کی دینی اصلاح اور ترویج شریعت کا فریضہ انجام دے۔

ہمیں کتب تاریخ میں علماء کی ایسی کسی جماعت کا تذکرہ نہیں ملتا جو جہانگیر کو دینی امور میں مشورہ دینے کے لیے بنائی گئی ہو جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کے اس کلیہ کو نواب فرید بخاری کی زبانی قبول کرلیا تھا۔

اگرچہ دین دار ارکان سلطنت کا انتقال اور جہانگیر کی نور جہان کے ساتھ شادی کے بعد ملک میں پھر سے مذہبی انتشار کے آثار نظر آنے لگے لیکن حضرت مجدد الف ثانی اور "جرگہ ممدان دولت اسلام" کے افراد کی مخلصانہ کوششوں سے جو دینی فضا اور

---

[1] ایضاً ۱/۵۳ (ان امور کو آپ نے مختصر اًمیران صدر جہان کے نام مکتوب ۱/۱۹۴ میں بھی بیان فرمایا ہے۔ ان کے نام دوسرے مکتوب کا تو موضوع ہی اسلام اور اہل اسلام کی کمزوری ہے)

marfat.com

ماحول تیار ہوا تھا اس میں اتنی جان تھی کہ وہ جلد انحطاط پذیر نہ ہو سکا، اہل تشیع کے بادشاہ پر تفوق، قاضی نور اللہ شوشتری کا قتل اور دیگر بے دین امراء کے سیاست میں عمل دخل سے ملت اسلامیہ کو زوال سے بچانے کی سعی کرنے والی عظیم ہستی حضرت مجدد الف ثانی سے اب بدلہ لینے کا موقع ملا اور ان امراء کے جہانگیر کو اکسانے پر آپ کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں لیکن آپ اس کے اسباب سے کما حقہ واقف تھے اور جانتے تھے کہ بادشاہ ایک سچا مسلمان (بادشاہ اسلام) ہے اس کی یہ ناراضی وقتی ہے جونہی اس کے شکوک وشبہات دور ہوئے سب معاملات درست ہو جائیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا پہلے تو آپ کو قید سے رہائی ملی پھر حکم ہوا کہ لشکر شاہی کے ساتھ رہیں لیکن جلد ہی بادشاہ کے مزاج میں تبدیلی آگئی اور اس نے آپ کو اختیار دے دیا کہ آپ چاہیں تو گھر چلے جائیں اور اگر پسند کریں تو لشکر کے ساتھ رہیں۔ آپ نے موخر الذکر پابندی قبول فرمائی اس طرح آپ کی مدتوں سے جو دیرینہ آرزو تھی پوری ہوگئی آپ چاہتے تھے کہ کسی تقریب سے بادشاہ اسلام کو اسلام کی اصل روح سے آشنا کروں، چنانچہ آپ نے وہ سب کچھ بادشاہ کے گوش گزار کیا جو اس سے قبل آپ وقتاً فوقتاً ارکان سلطنت سے کہنے کے لیے لکھا کرتے تھے۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے براہ راست یہ "دولت" آپ کو عنایت کی تھی، آپ آگرہ سے جہاں بادشاہ کے ساتھ مقیم تھے جہانگیر کی مجالس کا حال لکھتے ہوئے اس پر بڑے اطمینان کا اظہار فرماتے ہیں کہ سلطان میری باتیں اچھی طرح سنتا ہے، میں نے اس کے سامنے باطل عقائد تناسخ وغیرہ کو باطل ثابت کیا ہے۔ آپ کے مکتوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بادشاہ کی طرف سے مطمئن ہوتے جارہے تھے، فرماتے ہیں:

marfat.com

عجیب وغریب صحبتیں گزر رہی ہیں امور دینیہ اور اصول اسلامیہ
کے متعلق گفتگو میں سستی اور خوشامد راہ نہیں پاتی اور وہی الفاظ جو
کہ خلوتوں اور اپنی خاص مجلسوں میں بیان کرتا تھا اللہ سبحانہ
وتعالیٰ کی مدد سے ان سلطانی مجلسوں میں بھی بیان کرتا ہوں۔
ایک مجلس کی روداد لکھوں تو دفتر چاہیے خصوصا آج کی رات جو کہ
رمضان مبارک کی سترھویں رات تھی انبیاء علیہم السلام کی بعثت
اور عقل کے عدم استقلال اور آخرت پر ایمان اور اس میں
عذاب وثواب اور اثبات رویت باری تعالیٰ اور خاتم الرسلین کی
خاتمیت نبوت اور ہر صدی پر مجدد کے آنے اور خلفائے راشدین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقتدا اور سنت تراویح اور تناسخ کے بطلان......
اور ان جیسی باتوں کے متعلق بہت گفتگو ہوئی اور بادشاہ نے ان کو
اچھی طرح سنا (اور ان کی سماعت کے لیے) بادشاہ اپنی جگہ پر
قائم رہتا ہے، اور مزاج میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ اور ان ملاقاتوں
میں شاید اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں اور راز پوشیدہ ہوں......[1]

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وہ حکیمانہ خواہش کہ "بادشاہ کی دینی اصلاح کے لیے جماعت علماء کی بجائے صرف ایک "عالم آخرت" کافی ہے پوری ہوگئی گویا آپ نے خود "عالم آخرت" کے فرائض انجام دیئے اور آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ ہندوستان کی ملت اسلامیہ کے "سرمایہ" کے آپ ہی "نگہبان" ہیں۔

---

[1] ایضاً ۳/۴۳

marfat.com

پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت

marfat.com

پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت

ڈاکٹر سلطان الطاف علی

میرے لیے باعث افتخار ہے کہ آج ۳۴ ویں حضرت امام ربانی کانفرنس میں شرکت کر رہا ہوں۔ اس موقع پر میں سب سے پہلے صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا خان علیہما الرحمہ کے احوال و آثار مرتب کرنے پر اپنی گرانقدر زندگیاں وقت کر دیں تھیں۔ پندرہ جلدوں میں ''جہانِ امام ربانی'' کی اشاعت سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظمت دوبالا ہوگئی ہے۔ اسلامی تعلیمات و تشریحات پر ان کی دیگر بیسیوں تصانیف ان کے علاوہ ہیں ان دونوں اسکالرز نے اسلامی تعلیمات کے فروغ میں اپنی زندگیاں صرف بسر نہیں کیں بلکہ قربان کی ہیں۔ میرے خیال میں پاکستان کی ۶۳ سالہ تاریخ میں بے لوث اور بامقصد خدمات سرانجام دینے والے حکیم محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ہمدرد والے اور عبدالستار ایدھی صاحب (خدا تعالیٰ انہیں سلامت رکھے) کے بعد ہمارے ان دو اسکالرز کا نام آتا ہے خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور رحمت و مغفرت سے نوازے۔

دورِ مغلیہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ورودِ مسعود پر دو اہم نکات میری فکر و نظر کو بار بار توجہ دلاتے ہیں کہ اکبر اعظم اور جہانگیر کے زمانہ جیسے حالات ہمارے ہاں بھی دیکھنے میں آچکے ہیں اور ہمیں بھی تو ایسے مجدد کو سرِّ الٰہی سے اب دیکھنا ہے جو انوارِ غوثیہ سے منور ہو کر کفر و ارتداد کے ماحول کو یکسر انقلاب سے پلٹ دے۔

marfat.com

صوفیائے کرام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے خیالات کے مطابق اپنے مسلک کو اس انداز میں پیش کرتے چلے آتے ہیں جس سے اسلام کا ابلاغ بہتر سے بہتر طور پر ہو سکے۔ سلسلہ قادریہ میں سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم نے ذکر جہر اور ذکر خفی دونوں کو جاری فرمایا اور درود شریف کو زیادہ اہمیت دی۔ سلسلہ سہروردیہ میں ذکر جلی و خفی دونوں مروج رہے اور سانس بند کر کے اللہ ہو کا ورد امتیازی رہا۔ سلسلہ چشتیہ میں سماع کو قربتِ حق کا ذریعہ قرار دیا گیا اور قیود و شرائط کے ساتھ مروج کیا گیا اس میں مزامیر کا استعمال بھی جائز ہوا۔ سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر خفی پر زور دیا گیا اور سماع کا امتناع ہوا اس طرح بیعت و سلوک طریقت میں ایک مرشد سے بیعت اور زیادہ ارباب ارشاد سے بیعت کا سلسلہ بھی عمل میں آتا رہا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس دور میں قدم رکھا اس میں مسلمان مکمل انتشار کا شکار ہو چکے تھے۔ دین کئی فرقوں میں بٹ چکا تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ ان میں متعصبانہ مباحث جاری رہتے۔ سلاسل طریقت میں بھی امتیاز و تقابل کا رجحان ہو چکا تھا۔ شیخ احمد سرہندی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل طریقت و مشائخ میں یگانگت رکھنے کے لیے سلاسل طریقت اربعہ میں بیعت کا رجحان پیدا کرتے ہوئے سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا اور خرقہ خلافت بھی انہی سے حاصل کیا۔ طریقہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اس کا سلوک تمام کیا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد حج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوئے اور دہلی پہنچے تو وہاں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت

marfat.com

ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ طریقہ کبرویہ مولانا یعقوب صرفی سے حاصل کیا۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سب طریقوں میں سلسلہ قادریہ کو افادہ کے لیے سلوک کا حصہ رکھا۔ ایک روز آپ نے اپنی علالت کے دوران مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آج شب میں نے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ میرے حال پر نہایت مہربانی اور عنایت فرماتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کو میرے منہ میں ڈال کر فرماتے ہیں کہ میرے اس شعر

افلت شموس الاولین و شمسنا　　ابدا علی افق العلیٰ لاتغرب

گذشتہ تمام بزرگوں کے آفتاب غروب ہو چکے ہیں لیکن ہمارا
آفتاب کبھی اُفق اعلیٰ پر غروب نہ ہوگا

اور میرے اس قول ’’قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ‘‘ پر لوگ حیران ہیں اس کا حال لکھو تم کو اس ضعف سے صحت ہوگی۔ یہ وہ ایام تھے جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ضیق النفس کے عارضہ میں مبتلا تھے چنانچہ مرض موت میں آپ نے حضرت خواجہ محمد معصوم کو شعر کا حل لکھنے کی تاکید فرمائی اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح فرمادی۔ صاحبزادہ موصوف نے آپ کی وصیت کو آپ کی عزاداری کے دنوں میں پورا کیا اور مکتوب شریف کی تیسری جلد میں شامل کر دیا جو جلد سوم کے آخر میں مکتوب ۱۲۳ کی شکل میں شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا اور چونکہ اس ضعف میں آپ پر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق کمال درجہ غالب تھا اس لیے آپ پر گریہ وزاری طاری ہوئی سب کو گمان ہوا کہ شاید اسی ضعف میں آپ کا وصال ہو جائیگا لیکن بموجب بشارت

marfat.com

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کو صحت حاصل ہوگئی اور ضعف بھی جاتا رہا۔ میرا پہلا نکتہ عرض کرنے کے لیے یہ ہے کہ آج ہم بھی دورِ اکبر کی طرح فرقوں اور مسالک کی من وتو میں پڑے ہوئے ہیں تو ہمیں سب کا برابر احترام کرنا چاہیے اور حضرت مجدد الف ثانی کی تشریف آوری غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک کرامت ہے جو کسی سرّ الٰہی سے کم نہیں اس سلسلہ میں ایک واقعہ معروف ہے کہ ایک روز حضرت غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ فرما رہے تھے یکا یک ایک نور آسمان سے ظاہر ہوا اس سے تمام عالم منور ہوگیا اور القا ہوا کہ آپ سے پانچ سو سال بعد جب کہ عالم میں شرک و بدعت پھیل جائے گی ایک بزرگ وحید امّت پیدا ہوگا وہ دنیا سے شرک و الحاد کو نیست و نابود کردے گا۔ دین محمدی کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا اسکی محبت کیمیائے سعادت ہوگی۔ اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔ اس کے بعد آپ کے خرقہ خاص کو اپنے کمالات سے مملوکر کے اپنے صاحبزادے سید تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کردیا اور ارشاد فرمایا کہ جب ان بزرگ کا ظہور ہو یہ ان کے حوالے کردینا اس وقت سے صاحبزادہ موصوف کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرے اسی طرح سپرد ہوتا رہا حتی کہ حضرت شاہ کمال قدس سرہٗ کے پوتے حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہٗ نے آپ کے حوالے کیا۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اکبر کے حالات پر بھی تو غور کرنے کی ضرورت ہے جو بچپن سے ہی نیک طبع مسلمان تھا پکا سنی اور صوفی المشرب تھا۔ عبادت و ریاضت ان کا شیوہ بن گیا تھا۔ علماء اور مشائخ کے لیے دربار کھلا رہتا تھا۔ نماز باجماعت ادا کرتے تھے حتیٰ کہ

marfat.com

ایک بڑا عبادت خانہ قائم کیا جس میں علماء و مشائخ جمع ہوتے اور ذکر و فکر کی محافل جاری رہتی اور بادشاہ ان محفلوں میں باقاعدگی سے شامل رہتا۔ وہ اولیائے کرام کی مزارات پر حاضری دیتا بلکہ برصغیر کے اولیائے کرام کے اکثر مزارات پر بار بار جا کر زیارت کرتا، خیر خیرات میں حصہ لیتا مگر ہوا یہ کہ عبادت خانہ کے علماء نے علمائے سوء کا مزاج اختیار کر لیا، عہدوں اور مراتب کے چکر میں پڑ گئے اور مشائخ میں حرص و ہوس عود کر آ گیا جس کے نتیجہ میں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہوئے دینی مذہبی علوم و مسائل پر مناظرے کرنے لگ گئے یہ مناظرے اس شدت سے ظاہر ہونے لگے کہ قرآن و سنت، خدا و رسول ﷺ بھی ان کی دروغ گوئی اور مقابلوں کی لپیٹ میں آ گئے جس سے اکبر کی پریشانی، مذہب سے بدگمانی میں تبدیل ہوگئی۔ بادشاہ نے نصاریٰ، یہود او ہندو مت و سکھوں کے پادریوں اور علماء کو مباحث میں حصہ لینے کی اجازت دے دی۔ آتش پرست بھی اس محفل میں آ گئے اور بالآخر وہ وقت آ گیا جب بادشاہ اور اس کے نورتن اسلام اور اسلام کے اکابرین کا مذاق اڑانے لگے۔ اکبر تقریباً تمام مذاہب سے متنفر ہو کر اپنے چند نورتنوں کی کمیٹی بنا کر ایک ایسے دین کو مرتب کرنے لگا جو اسے سمجھ میں آ سکتا تھا اور اس اور اس کی نفسانی خواہشات کو پورا کر سکتا تھا۔ چنانچہ ''دین الٰہی'' کو منظور کر لیا جس میں بادشاہ کو ہر آدمی تعظیمی سجدہ کرنے لگا گاؤ کشی حرام، خنزیر کا گوشت اور کتے کا گوشت حلال قرار دیا گیا وغیرہ وغیرہ تمام الہامی کتابوں کو خود ساختہ قرار دے کر مسترد کر دیا گیا (نعوذ باللہ) عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیر بادشاہ کی زندگی میں انقلاب برپا کیا اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت قدس سرہٗ کی

marfat.com

کاوش و محنت سے اکبر اپنے آخری ایام میں دین اسلام پر لوٹ آیا تھا۔ سال ۱۰۱۲ھ کے دوران سیّد صدر جہاں اور خانِ اعظم جو اکبر بادشاہ کے مقرب وزراء میں سے تھے آپ کے مرید ہوئے۔ ۱۰۱۳ھ میں خانِ خاناں اور شیخ فرید بخاری بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو گئے۔ اس زمانے میں اکبر بادشاہ اپنی بے دینی کے سبب سب کو اپنے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیتا۔ جب حضرت مجدد قدس سرہ' کو معلوم ہوا تو آپ نے غیرتِ اسلامی میں آکر اپنے مریدین خان خاناں، سیّد صدر جہان و فرید بخاری وغیرہ کے ذریعہ بادشاہ کو نصیحت آمیز پیغامات بھیجے۔ چنانچہ حضرات کے مباحث و قیل و قال کے بعد بادشاہ اس حد تک راضی ہو گیا کہ لوگوں کو اختیار ہے جس دین پر رہیں اور جو چاہے سجدہ نہ کرے۔ اس طرح مجدد الف ثانی کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ بے شمار لوگ حلقہ ارادت میں آنے لگے۔ یہ سلسلہ تبلیغ اسلام خراساں سے بدخشاں و توران تک چلا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے آپ کو بشارتیں آنا شروع ہو گئیں، ۱۰۲۲ھ کو مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو سب سے پہلے "امام ربانی محبوب سبحانی، مجدد الف ثانی" سے خطاب کر کے لکھنا شروع کر دیا۔ اکبر اعظم تو ۱۰۱۴ھ کو فوت ہو گئے اور مرنے سے پہلے صدر جہاں سے کلمہ شہادت سُن کر پڑھا اور خود کہا کہ سورۃ یٰسین تلاوت کی جائے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور خالق حقیقی سے جا ملے۔ یہ لمحہ فکر یہ ہے کہ سوچئے کس طرح علماء سوء کے نزاع اور ملحدین کے فریب نے ایک نیک دل بادشاہ کو مرتد کر دیا اور پھر اللہ کے ایک کامل انسان حضرت مجدد قدس سرہ' کی شبانہ روز کوشش سے بادشاہ نے دوبارہ کلمہ حق اختیار کیا اور مسلمان ہو گیا۔

marfat.com

جہانگیر بادشاہ کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ احترام کرتے تھے اور اس کے لیے دعا گو رہتے تھے جہانگیر بھی آپ کے حق میں رہا مگر وزیرِ اعظم آصف الدولہ کے بھڑکانے پر اور غلط اطلاعات باہم پہنچانے پر آپ کو گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ شیخ بدیع الدین سہارنپوری کو آپ نے شاہی لشکر میں تبلیغِ اسلام واصلاح کے لیے مقرر کیا ہوا تھا جس سے لشکری کثرت سے دین کو سمجھنے لگے تھے۔ آصف الدولہ نے اسے بغاوت کے مترادف قرار دے کر آپ کو گوالیار کی جیل میں ڈلوایا تھا۔ آدابِ بادشاہی کے خلاف جہانگیر کو تعظیمی سجدہ بھی آپ نے نہیں کیا اور اس طرح جیل جانا پڑا۔ قدرت کا کرنا یہ ہوا کہ جہانگیر سخت بیمار ہوا اور بیماری کی حالت میں دست غیب سے اسے کہا گیا کہ تو نے مجددِ اسلام اور امام وقت کو تکلیف میں رکھا ہوا ہے اسے آزاد کرو۔ جہانگیر نے فوراً ہی حضرت مجدد قدس سرہٗ سے ملاقات کا حکم دیا اور ان شرائط پر حضرت مجدد قدس سرہٗ جیل سے باہر آئے جب (۱) سجدہ تعظیمی ختم ہوگا () گاؤکشی جائز ہوگی (۳) مساجد دوبارہ تعمیر ہونے لگیں (۴) مکاتب و مدارس پھر سے کام شروع کرنے لگے (۵) شرعی محتسب قاضی اور مفتی مقرر ہونے لگے (۶) بدعات و رسومات جاہلیت ختم ہونے لگیں۔۔۔ بادشاہ گذشتہ گستاخیوں پر شرمندہ ہوا اور تائب ہوا اور آپ نے اس کے لیے دعا کی۔ جہانگیر سے آپ کی بریت ۱۰۲۹ھ کو ہوئی۔ ان تمام حالات کے مختصر جائزہ سے واضح ہوتا ہے کہ اکبر اور جہانگیر کے دور میں مذہبی انتشار اور علماء و مشائخ کا حرص و ہوس میں مبتلاء ہو جانا ہی تمام خرابی کا باعث ہوا تھا اور اس تمام خرابی کو ایک مردِ خدا حضرت مجدد الف ثانی کی بیمثال قربانیوں سے ختم کر دیا گیا گویا اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و

marfat.com

خوشنودی کا دور شروع ہوا تو آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان جو ایک مردِ مجاہد و راست باز حضرت قائدِ اعظم محمد علی جناح کی لازوال محنت سے قائم ہوا یہ ملک بھی مفسد پرداز سیاست مداروں کی ریشہ دوانیوں، علماء سوء کی مسلسل افترا اور غافل مشائخ کی لاتعداد موجودگی میں گوناگوں تعصبات اور فرقہ پرستیوں میں تباہ حال ہو چکا ہے ان حالات میں پھر سے حضرت مجدد کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت ہے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں حلقہ سروریہ کے احباب کو جوان تعلیمات کے فروغ کے لیے علمی سطح پر کوشاں ہیں۔

marfat.com

مقام نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ:
حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمات

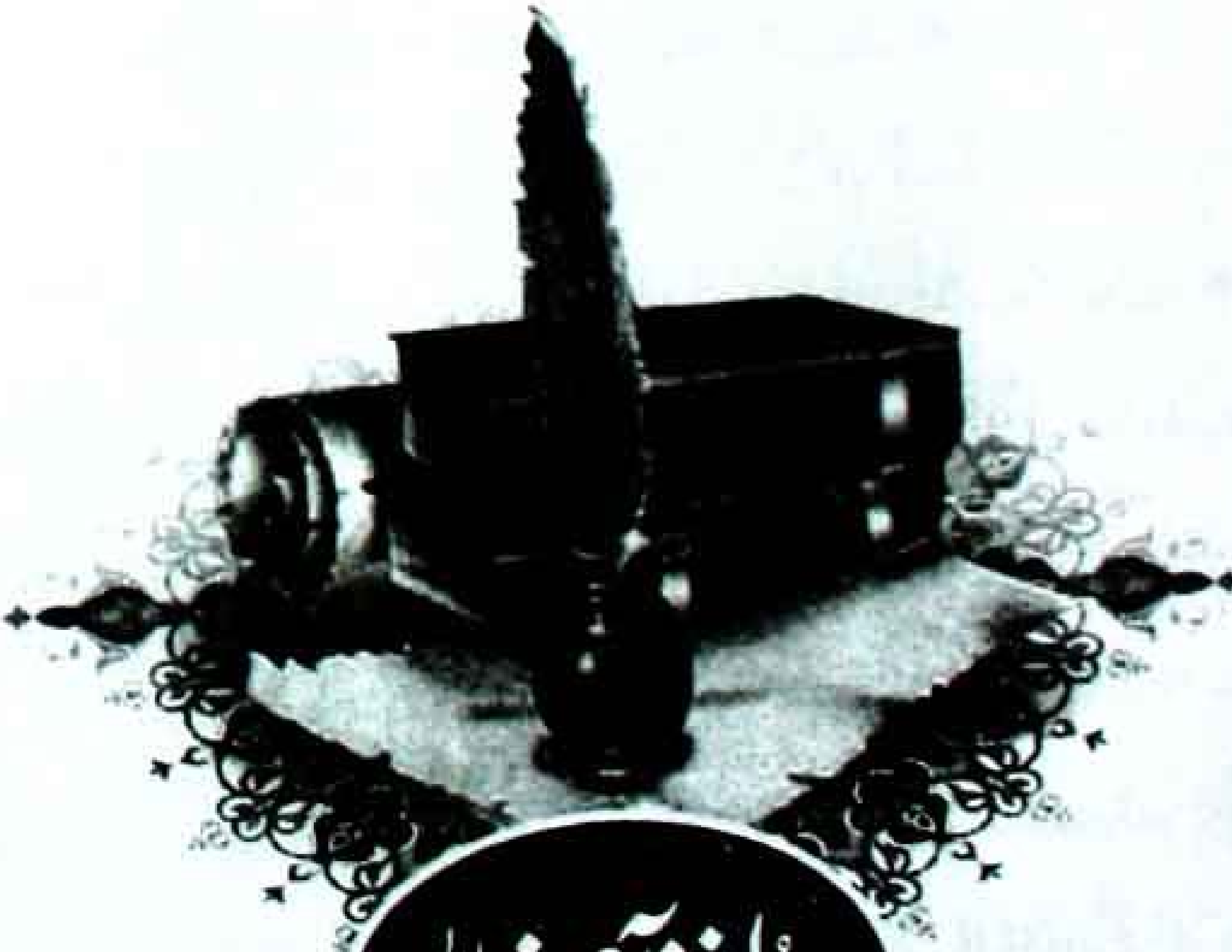

marfat.com

مقام نبوت ﷺ کا تحفظ: حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمات

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

رب ذوالجلال کے فضل وتوفیق سے مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام اور حضرت قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت کی طرف سے اس عظیم الشان امام ربانی کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ میں منتظمین کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ رب ذوالجلال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرقدِ پُرنور پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اللہ ہمیں ان کے افکار ہر طرف پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار وتعلیمات میں منصب نبوت اور مقام رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو نگہبانی ہے، اس سے متعلق چند باتیں عرض کرنا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کا تعارف کراتے ہوئے اس بات کا احساس دلایا ہے کہ تحفظ ناموس نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کا موضوع عظمتِ انسان کو اجاگر کرتا ہے کوئی انسان انسانیت کی عظمت سے آگہی تب ہی پاسکتا ہے جب وہ محافظ ناموس رسالت ہو اگر کسی انسان کو نبوت ورسالت کے آداب کا پتہ نہ ہو تو اس کو انسانیت کے شرف کا پتہ نہیں ہوتا وہی انسان انسان کہلانے کا حق دار ہے کہ جو عظمت رسالت کا اعتراف کرنے والا ہے اور جسکی عقل پر پردے پڑے ہوئے ہوں جو گستاخی اور بے ادبی کے دھن میں لپٹا ہوا ہو وہ انسان ہی نہیں ہے انسانیت کے درجے سے نیچے گر چکا ہے یہاں سے اپنی گفتگو شروع کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

marfat.com

نے اس موضوع کو تفصیل سے بیان کیا اور میں حیران ہوں کہ آپ نے صدیوں پہلے ایسے مکتوبات لکھے کہ بعد میں کئی بیمار اذہان کے لوگ جو غلطیاں کرتے رہے مجدد صاحب اس کا علاج پہلے ہی کر چکے تھے کاش کے یہ لوگ ان اکابر کے افکار کو پڑھتے اور ان کے دسترخوانِ علم و حکمت کی طرف متوجہ ہوتے تو ہرگز رستے سے نہ بھٹکتے حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں تحریر فرمایا:

> پس بہترین ہمہ موجودات انسان آمد و بدتر ہمہ کائنات ہم او [1]
>
> تمام موجودات میں سب سے بڑی شان سب سے بڑا مرتبہ بھی انسان ہی کا ہے اور تمام کائنات میں سب سے بدترین بھی انسان ہی کا کوئی فرد ہے۔

عظمت بھی فرد انسان کی ہے اور موجودات بدترین بھی ایک انسان ہے۔ مجدد صاحب نے یہاں معین کیا کہ پوری کائنات میں عزت و شرف کا جو میرٹ ہے اس کے لحاظ سے یہ واضح کیا کہ انسانوں میں سے ہی ایسے لوگ ہیں کہ جن کو اللہ نے کائنات میں افضلیت کا تاج پہنایا اور انہی میں ایک فرد ہیں جو موجودات سے سب سے زیادہ افضلیت کے حامل ہیں منصب عظمت پر فائز ہیں اور انسانوں ہی میں سے ایک انسان ایسا بھی ہے کہ موجودات میں سب سے بدتر ہے اور سب سے ذلیل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دو حدود کو بیان کرتے ہوئے جو مثال دی اس

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب: ۷۰

marfat.com

کا تذکرہ یوں ہے فرماتے ہیں:

اذ قال منه محمدٌ حبیب رب العٰلمین علیه الصلوٰة و التسلیمات.

فرمایا انسانوں ہی میں سے ایک ذات ایسی ہے کہ جن کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کہا جاتا ہے اللہ کے درود ہوں ان پر اللہ کے سلام ہوں۔

انسانوں ہی میں سے آپ کا شمار ہوتا ہے اور اگر رب کی مخلوقات میں رب کے موجودات میں دیکھا جائے کہ سب سے بڑی شان مخلوق کے کس طبقے کے فرد کی ہے فرمایا یہ عظمت انسان کو میسر ہے کہ انسان کے طبقے میں ایک فرد ایسے ہیں جن کو رب ذوالجلال نے سب سے اونچی شان عطا فرمائی اور کسی مخلوق کو یہ شرف نہیں ملا تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو رب ذوالجلال کے حبیب ہیں آپ کا جنس انسان سے ہونا اس نے انسان کی شان کو بلند کیا ہے اس نے انسان کو عظمت دی ہے آپ ﷺ کا انسانوں میں سے شمار ہونا یہ ہے ان کی معراج۔ اگر تمام مخلوقات کو بٹھا کر فیصلہ کیا جاتا اور ہر مخلوق اپنی عظمت کی دلیل پیش کرے انسان کی عظمت کی تمام مخلوقات پر یہ دلیل کافی ہے کہ وہ سب کو کہے کہ رب ذوالجلال نے جن کو اپنا حبیب بنایا ہے اللہ نے انہیں تم سے نہیں ہم سے پیدا فرمایا ہے۔ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس چیز کو سامنے رکھ کر واضح کیا۔ فرمایا:

کائنات میں کوئی شخص عظمت انسان کی بات کرتا ہے کہ میں حقوق انسان کا پہرہ دار ہوں

marfat.com

اور میں عظمت انسان کا پہرہ دار ہوں فرمایا اسے بھی راہ مدینہ پر ضرور چلنا پڑے گا جو عظمت اور حقوق انسان کی بات کرے گا اس کو سب سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان کا اعتراف کرنا پڑے گا اور اس کی حفاظت کرنا پڑے گی کیونکہ آپ ﷺ کی ذات وہ ذات ہے جس نے انسان کو سب سے اونچی شان عطا فرمائی ہے۔

مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے دوسری حد جو انسان کی بیان کی جو بدترین ہے۔ وہ بدترین ہمہ کائنات ۔۔ وہ کون ہے بدترین اس کی مثال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں وہ ابو جہل ہے:

" ابو جهل اللعين عدو رب السموات و الارضین "

جو موجودات میں مخلوقات میں سب سے بدترین ہے

تھا وہ بھی انسان مگر وہ انسان کے لیے عار بن گیا ہے اور انسان کے لیے بدنامی کا باعث بنا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی وہ ہے کہ جس ذات گرامی نے انسان کو عظمت عطا فرمائی ہے۔

اب اگر دقیق نظر سے دیکھا جائے تو اس دنیا کے اندر بدبخت لوگوں کی طویل فہرست ہے۔ ان میں فرعون بھی ہے ان میں قارون بھی ہے ان میں نمرود بھی ہے کتنے کتنے انسان بدبخت ہوئے ہیں مگر مجدد صاحب کی نگاہ میں ان سب بدبختوں میں سب سرکار دو عالم ﷺ کی غلامی کو جس نے تسلیم نہیں کیا۔ جو رسول اللہ ﷺ کا گستاخ بنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر کائنات میں بدبخت انسانوں کی فہرست بنائی جائے تو جس کا بدبختی میں پہلا نمبر ہے وہ ابو جہل ہے۔ کیوں؟ کیونکہ اس نے سب سے

marfat.com

بڑے عظمت والے انسان کی مخالفت کی ہے جن کو رب ذوالجلال نے سب سے اونچی شان دی یہ ان کی اپوزیشن بنا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں اصول بتا دیا ۔مکتوبات شریف میں ایک عظمت نبوت ورسالت کی بات جو ہے اس کو کرتے ہوئے کوئی شخص اس کے مقابلے میں حقوق انسان کو نہ لائے اور عظمت انسان کو مقابلے میں نہ لائے کہ یہ کہے کہ فلاں بھی انسان ہی تھا اس نے ایسا کہہ دیا تو کوئی بات نہیں مجدد صاحب علیہ الرحمۃ نے کہا کہ جو نبی علیہ السلام کی شان کے خلاف انسان بول رہا ہے وہ ننگ انسانیت ہے فقط وہ انسانیت کی علامت نہیں ہے اس کے کوئی انسانی حقوق نہیں ہیں کیونکہ انسان کو اگر کوئی عظمت ملی ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت وعظمت سے ملی ہے باقی سب عظمتیں بعد میں ہیں انسان کی سب سے اونچی شان یہ کہ رب ذوالجلال نے جس ذات کو اپنے حبیب کا درجہ دیا ہے اللہ نے انہیں اور کسی مخلوق میں سے نہیں انسانی مخلوق میں پیدا فرمایا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دو حدیں بیان کیں ایک طرف رسول اللہ ﷺ کا نام گرامی اور دوسری طرف جو حقارت کی کوئی آخری حد ہے تو وہ ابو جہل ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واضح کیا کہ نبوت و رسالت کا مقام بلند و بالا ہے اور پھر جتنے بڑے کمال کا کوئی انکار کرتا ہے اتنا بڑا جرم ہوتا ہے اور اتنی بڑی اس کی سزا ہوتی ہے اور اتنا بڑا حقارت کا وہ حوالہ ہوتا ہے جو پہلے نبیوں کے گستاخ تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان سب کی گستاخیوں کی وجہ سے جو ان کی مذمت کی جائے وہ ان کا مقام گستاخوں میں وہ نہیں ہے جو اس بدبخت بوجہل کا ہے اس کی جو حیثیت ہے اس گرے ہوئے انسان کی جو ذلت ہے وہ سب سے

marfat.com

زیادہ ہے اس واسطے کہ اس نے سب سے بڑی عظمت کا انکار کیا اور سب سے عظمت والے انسان حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے مقام و مرتبہ پر اس نے تنقید کی۔

حضرت مجدد الف ثانی نے دوسرے مقام پر جو عظمتوں والے لوگ ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے ولایت کے درجات کو بیان کیا۔ ایک مرتبہ قلب ہے ایک مرتبہ مرتبہ روح ہے ایک مرتبہ مرتبہ سر ہے ایک مرتبہ مرتبہ اخفا ہے درجات کو بیان کرتے کرتے مجدد صاحب علیہ الرحمہ جب فضائل والے لوگوں کا تذکرہ کرتے کرتے آخری نقطے پر پہنچے تو فرمانے لگے "ہر درجہ اولیاء زیر درجہ نبی است" ولیوں کے جتنے بھی درجات ہیں وہ جتنے بلند و بالا مقامات پر فائز ہو جائیں کوئی غوث ہو قطب ہو ابدال ہو کوئی ولی جو ہے اللہ کے نبی کی برابری کیا؟ فرمایا ولی تمام ان کے قدم کے نیچے ہیں رب ذوالجلال نے جنہیں شان نبوت دی ہے جو مقام دیے ہیں کوئی ان کی برابری نہیں کر سکتا بڑے بڑے درجات والے جو ہیں وہ اللہ کے کسی نہ کسی نبی کے قدم کے نیچے ہوتے ہیں ۔ آج اس لحاظ سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کچھ لوگ غیر انبیاء کو انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بھی توازن قائم کیا کہ جو بھی غیر انبیاء ہوں خواہ ان کا کتنا بڑا روحانی مقام ہو۔ کتنا بڑا ان کا تقوی و طہارت ہو کتنی بڑی وہ علمی شخصیت ہو، ان کے سارے مراتب سارے فضائل وہ نبوت کے زیر سایہ ہیں نبوت کے تابع ہیں اور انہیں نہ نبیوں سے بڑھایا جا سکتا ہے نہ برابر کیا جا سکتا ہے۔ وہ تمام بلند و بالا مرتبے رکھتے ہوئے کسی نہ کسی نبی کے قدم کے نیچے ضرور ہوتے ہیں نبوت کی پاسبانی اور نبوت کے آداب کے لحاظ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال نکات بیان کیے کچھ

marfat.com

لوگوں نے لکھ دیا کہ کبھی امتی عمل میں نبی سے بڑھ بھی جاتا ہے (معاذ اللہ) اور اس کی مثالیں دینے لگے کہ دیکھو کہ جس طرح آپ ﷺ نے ایک حج کیا تھا اور ہم میں سے کوئی دس کر لیتا ہے کوئی پندرہ کر لیتا ہے ایسی دلیلوں کی روشنی میں یہ کہنا شروع کر دیا کبھی (معاذ اللہ) امتی عمل میں نبی سے بڑھ بھی جاتا ہے۔

مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی صدیاں پہلے اس وضاحت کو بیان کیا اور اتنے دلائل دیے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے کہ رب ذوالجلال نے اس تاجدار علم وحکمت کو کتنی شان دی تھی روحانیت میں دیکھیں تو شہباز نظر آتے ہیں علم دیکھیں تو چمکتے ہوئے آفتاب نظر آتے ہیں اس بنا پر جہاں مکتوبات شریف صوفیہ کے لیے ضروری ہیں وہاں محدثین کے لیے ضروری ہیں وہاں مفسرین کے لیے بھی ضروری ہیں اور ارباب حکومت کے لیے بھی ضروری ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات ایسا آنکھوں کا سرمہ ہے کہ جس آنکھ میں لگتا ہے اسی آنکھ کی ہر قسم کی دُھند یہ سرمہ دور کر دیتا ہے۔

اس مقام پر مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

> ”ہیچ فرد از امت اگر چہ در کمالات بدرجہ اولیا برسد بہ پیغمبر خود مساوات پیدا نہ کند زیرا کہ ایں ہمہ کمالات کہ اورا حاصل شدہ است بواسطہ متابعت شریعت آں پیغمبر است۔[۱]

امت کا کوئی فرد خواہ کتنا بڑا ولی ہو خواہ کتنا ہی زیادہ عبادت گزار ہو بہت بڑا درجہ اس کا بن

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۵۷

marfat.com

چکا ہو وہ اپنے دور کے نبی سے بڑھ تو کیا سکے برابر نہیں ہوسکتا کہ نبی کے اس امتی کو جو بھی درجہ ملا ہے وہ تب ملا ہے جب اس نے اپنے نبی ﷺ کی پیروی کی ہے اگر وہ اپنے نبی ﷺ کی پیروی نہ کرتا تو جتنے بھی سجدے کرتا جو کچھ بھی کرتا ہے ایک نمبر بھی اس کو نہ ملتا مثال کے طور پر آج ایک انسان نماز فجر پڑھتے وقت دو سنتیں پڑھتا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ میں رب کو زیادہ سجدے کروں گا میں بیس رکعتیں پڑھ کر پھر دو فرض پڑھوں گا اب شریعت کا حکم کیا ہے کہ جس نے دو پڑھے وہ کامیاب ہو گیا جس نے بیس سنتیں پڑھیں مسترد ہو گیا حالانکہ جس نے بیس پڑھیں قراءت اس نے زیادہ کی جس نے بیس پڑھیں سجدے اس نے زیادہ کیے جس نے بیس پڑھیں قیام اس نے زیادہ کیے مگر اس کی عبادت مسترد کیوں ہو گئی ٹھکرائی کیوں گئی کہ بیس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کی مہر نہیں ہے اور دو پر سنت کی مہر ہے تو پتہ چلا محض وہاں سجدوں کی بات نہیں وہاں بات قیام کی نہیں وہاں بات ہے اس امر کی کہ سنت اور پیروی کس کی ہو رہی ہے تو پتہ چلا جس نے دو پڑھیں رب کو کیوں پیارا لگ رہا ہے اس لیے کہ یہ میرے نبی پاک ﷺ کی پیروی کر رہا ہے یہ ان کی طرح آداب اپنا رہا ہے لہٰذا کمال ہے نبی کی پیروی کا کمال ہے ان کی سنت کا کہ ان کا رب کے دربار میں جو مقام ہے جس نے ایسا کیا اللہ نے اس طرف کہ جس نے بیس پڑھیں قبول نہیں کیا۔ کیوں؟ میرے محبوب نے ایسا نہیں کیا تو ایسا کیوں کرتا ہے جس نے دو پڑھیں اس کو قبول کر لیا اس واسطے کہ اس نے محبوب علیہ الصلوٰۃ و السلام کی سنت کو سامنے رکھا ہے رب کا پیار ان سے ہے جو ان کی طرح کرتا ہے اس بنیاد پر مجدد الف ثانی کہنے لگے کسی دور کا امتی اپنے نبی سے برابر بھی نہیں ہوسکتا بڑھنا تو دور کی

marfat.com

بات ہے۔ جتنی بھی اس نے کمائی کی ہوئی ہے جتنی بھی اس نے نیکیاں کی ہوئیں ہیں وہ نیکیاں مجدد صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس نے پیغمبر علیہ السلام کی پیروی میں کی ہوئی ہیں۔ نتیجہ کیا نکلے گا جو بھی نبی کے کسی امتی کو کمالات ملیں گے اس کو بعد میں ملیں گے اس کے نبی کے نامہ اعمال میں پہلے لکھی جائیں گے اگر کسی امتی کی لاکھ نیکیاں ملیں ہیں فرمایا اپنے نبی کے برابر نہ ہوگا کیوں کہ پہلے لاکھ اس کے نبی کو ملے گیں کیونکہ نبی اسوہ پہلے نہ دیتے اس کو لاکھ نیکی کہاں سے ملتی اس پر قبولیت کی مہر تب لگی ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سامنے ہوئی ہے اس واسطے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کسی نبی کا کوئی امتی اس نبی کے برابر نہیں ہوسکتا اسے جو ثواب ملے گا اپنے نبی کی پیروی میں ملے گا ۔ جب پیروی کی وجہ سے ملے گا تو سارا اجر پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامہ اعمال میں آئے گا پھر اتنا اس امتی کو ملے گا۔

اب اس سے اگلی بات بڑی کمال کی بات ہے ”با کمالات متابعان دیگر“ مثال کے طور پر جس نے کہا میں نے کیے دس حج اور انہوں نے کیا ایک حج اور میں ان سے بڑھ گیا ہوں تو مجدد صاحب علیہ الرحمہ نے کہا پہلے تیرے دس حج تو نبی علیہ السلام کے نامہ اعمال میں آئے وہ نہ بتاتے طریقہ تیرا حج قبول کہاں ہوتا اگر ان کی گزر صفا مروہ پر نہ ہوتی تو چلنے کو پسند کون کرتا وہ کعبہ کے گرد طواف نہ کرتے تو تجھے رب پیار سے کیسے دیکھتا پہلے انہوں نے کیا پھر تمہارا قبول ہوا اگر تمہارے دس حج ہوں تو یہ دس پہلے وہاں لکھے جائیں گے پھر ان کے صدقے تمہیں دس کا ثواب ملے گا پھر فرمایا تیرے تو دس ہی ہیں لیکن ان کے تیرے جیسے کڑوروں امتی ہیں جنہوں نے سو سو حج کیے۔ ان کڑوروں کے

marfat.com

تو حج کا ثواب پہلے سرکار کے لیے شمار کیے جائیں گے تیرے صرف دس رہ جائیں گے ان کے دس کڑور سے بھی بڑھ جائیں گے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس چیز کو واضح کیا۔

''با کمالات او علیہ الصلوٰۃ والسلام'' ان کے پیروکار تیرے سوا بھی ہیں ان سب پیروکار جو قیامت تک آئیں گے ان کے حج کا ثواب پہلے میرے محبوب علیہ السلام کے لیے شمار ہوں گے پھر تجھے ثواب ملے گا کوئی امتی نبی سے بڑھنے کی بات تو کیا کرے برابر بھی نہیں ہوسکتا اس راستے میں جو فضیلت ملے گی ہر امتی کو اپنے نبی (علیہ السلام) کے صدقے میں ملے گی۔ پہلی دلیل یہ تھی کہ جو تو کر رہا ہے وہ ان کے ''نامہ اعمال'' دوسری دلیل تیرے سوا کتنے اور ہیں جو ان کے غلام ہیں ان کے پیروکار ہیں ان کی نیکیوں کا سارا سلسلہ وہاں جمع ہو کر پھر تجھے ملتا ہے تیسری دلیل فرمایا کچھ اعمال ہی ایسے ہیں جو نبی کے ساتھ خاص ہیں تمہیں کرنے کی اجازت ہی نہیں وہ مخصوص اعمال جو ہیں ان میں اللہ نے جو انہیں نیکیاں دی ہوئیں ہیں ان میں رب ذوالجلال نے انہیں جو اجر دیا ہوا ہے تمہیں وہ مل ہی نہیں سکتا اور ان میں رب ذوالجلال نے انہیں جو نیکیاں دی ہوئیں ہیں ان کو جو اجر دیا ہوا ہے وہ تو تم کو مل ہی نہیں سکتا پھر وہ تیرا ذخیرہ نیکیوں کا جو مخصوص اعمال پر رب ذوالجلال اپنے انبیاء علیہ السلام کو عطا فرماتا ہے پھر کسی نبی کا کوئی امتی درجے میں اپنے نبی تک کیسے پہنچ سکتا ہے سب نیچے ہیں اس واسطے کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تین دلیلیں ظاہر کر کے فرمایا کہ دور تک کسی کے درجے تک نہیں پہنچتا اللہ نے اتنی بڑی نبوت کو شان عطا فرمائی ہے۔

marfat.com

اب اس کے ساتھ چوتھی دلیل دوسرے مقام پر ذکر کی فرمایا ہر بندے کا جو عمل ہوتا ہے وہ اس کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے قربان جائیں ایسی مثالیں دیں کہ روح ٹھنڈی اور جگر ٹھنڈا دماغ روشن۔ فرمایا عام لوگ ان کی حیثیت کیا ہے رسول گرامی کا عمل کتنا ہے اور عام لوگوں کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی بادشاہ کی بھینسوں کو کوئی چارہ ڈالتا ہو وہ نوکر جو بھینسوں کو چارہ دیتا ہے بھینسوں کو ٹائم دیتا ہے اپنا زیادہ وقت مصروف رہتا ہے مشقت بھی زیادہ برداشت کرتا ہے سردی میں چارہ کاٹتا ہے اٹھاتا ہے پھر ڈالتا ہے دن رات اس کے جانوروں کی خدمت کرتا ہے دوسری طرف اس حاکم وقت کا ایک وزیر اعظم ہے جو بڑے صاف ستھرے کپڑوں میں اس کے ساتھ بیٹھتا ہے وقت وہ تھوڑا دیتا ہے مگر نام اس کا زیادہ ہوتا ہے وہ تھوڑے وقت میں بیٹھتا ہے حکم اس کا چلتا ہے اس بادشاہ کی سلطنت میں بادشاہ کے نوکر کی کوئی بات نہیں مانی جاتی مگر وزیر اعظم کی ساری باتیں مانی جاتی ہیں اور عزت کی کرسی پر ساتھ بیٹھا ہوتا ہے وہ چند گھنٹے بھی جو بادشاہ کو دے دے اس کا جو درجہ ہے اس کی قدر بادشاہ کے نزدیک زیادہ ہوتی ہے تو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے بلا تمثیل جو ہے نبیوں کے سوا کہنے لگے ہم جیسے لوگ ہماری حالت ہے نوکروں جیسی اور رب ذوالجلال کے دربار میں بلا شبہ و تشبیہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے نائب اعظم ہیں لہٰذا وہ چارہ ڈالنے والے چوبیس گھنٹے بھی لگا دیں میرے محبوب علیہ السلام کے چند لمحے ان سارے پر بھاری ہیں۔

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندگی میں جو Merit جو value ہے اس لحاظ سے وہ سارے مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس وضاحت

marfat.com

کے ساتھ انہوں نے لکھا کوئی برابر بھی نہیں ہو سکتا بڑھنا تو بڑی دور کی بات ہے یہاں ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بندگی کا عالم کیا ہے اتنی کرتے ہیں کہ قدم سوکھ جاتے ہیں بخاری شریف میں قدم پھٹ بھی جاتے ہیں اتنی بندگی حالانکہ وہ تھوڑا ٹائم بھی دیتے تو بھی بڑا تھا مگر تھوڑا وقت انہوں نے دیا ہی نہیں اور رب کی بندگی میں کتنا زیادہ وقت گزارا ہے پھر جب کسی نے کہا محبوب آپ کو رب نے جنت کا Certificate ویسے ہی دے دیا ہے تو آپ اتنی بندگی کیوں کرتے ہیں فرمایا: افلا اکون عبدا شکورا" اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں" تو جو آگے ویسے کثرت بھی موجود ہے اس واسطے مجدد صاحب کے انکار نے نبوت کی نگہبانی اور نبوت کے مقام کی حفاظت میں واضح کر دیا ہر لمحہ، ہر لحظہ، ہر جملہ تول ناپ کر شان کے مطابق کہنا چاہیے آپ نے واضح کیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادت مقدار کے لحاظ سے بھی مقام جدا رکھتی ہے اور معیار کے لحاظ سے وہ بھی مقام جدا رکھتی ہے اس لحاظ سے فرمانے لگے بخاری شریف کی اس حدیث سے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تھوڑی وضاحت کرنا چاہتا ہوں:

"إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَا"[1]

یقیناً تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا میں ہوں

ایک شخص تھوڑے سے علم سے رب کو سجدہ کر رہا ہے اور دوسرا علم دیکھ کر رب کو سجدہ کر رہا

۱۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب (انا اعلمکم باللہ ......) رقم الحدیث: ۲۰

marfat.com

ہے اب فرق کتنا ہوگا ایک بچہ جو ابھی نابالغ سجدہ صحیح کر لیتا ہے رکوع صحیح کر سکتا ہے قراءت کر سکتا ہے کہنے لگے وہ بھی نماز ادا کر رہا ہے اسی (۸۰) سال کا بوڑھا عاجزی سے رب کے دربار میں کھڑا ہے اسے رب کی معرفت حاصل ہو چکی ہے وہ رب کا ولی بن چکا ہے اب بچے کی عبادت اور ہے جو مثال دے کر بات بیان کرنا چاہتا ہوں وہ بچے اور بوڑھے کا تقابل نہیں ہے اس سے آگے کی بات ہے اس بنیاد پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قول لکھا:

اے کاش کہ رب ذوالجلال مجھے میرے محبوب (علیہ السلام) کی
بھولی ہوئی نماز کا ثواب عطا فرمادے۔

اپنی صحیح نمازوں پر اس بھولی ہوئی نماز کو ترجیح دیتے ہیں۔عام مزاج آج کے سکولوں کالجوں کے لوگوں کو کیا ہو گیا۔ کہتے ہیں ہم نماز بھول گئے تو کیا ہوا وہ تو نبی بھی بھول گئے تھے پڑھنی دو تھیں اور تیسری کے لیے کھڑے ہو گے تھے۔ یہ بیماری کیوں آئی؟ ہم نے مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کو چھوڑ دیا ہے مجدد صاحب کہنے لگے ہمارے بارے میں سہو آئے تو مطلب اور ہوتا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں سہو کا لفظ آئے تو مطلب اور ہوتا ہے ان کی صحیح نماز کا سہو والی نماز کے مقابلے میں درجہ کتنا اونچا ہوگا کہ جو سہو والی نماز ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو راز دار نبوت اور اس امت کے پہلے نمبر کے انسان ہیں ان کی آخری خواہش یہ ہے کہ رب ذوالجلال مجھے میرے محبوب کی بھول کا مرتبہ عطا فرمادے تو جن کی بھول میں اتنی عظمت ہے بھول کے بغیر کتنی عظمت ہوگی اس واسطے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان چیزوں کو واضح کیا کہ نبوت

marfat.com

کے آداب میں نبوت کے بارے میں بولتے وقت سوچنا چاہیے ہمارا سہو اور ہے ان کا سہو اور ہے فرمایا دیکھو ہم بھولے تو کیوں بھولے اور وہ بھولے تو کیوں بھولے فرمایا ہم بھول جائیں ہم سے مراد ہم جیسے فرمایا ہم بھول جائیں دکان کے حساب میں دوستوں کی بات میں مال کے معاملے میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام مال میں نہیں رب کے جمال میں بھول جاتے ہیں فرمایا ان کی بھول کی عظمت ہے وہ رب کے جمال میں بھولے ہوتے ہیں اس بھول کے اندر بھی انکشاف ہے اس کے اندر بھی جلوہ ہے۔

یہ ہیں وہ افکار جس کو اپنانے کی ضرورت ہے ہمیں آج لوگوں کے ریڈی میڈ افکار کی ضرورت نہیں اس ملک میں عزت نبوت اور ناموس رسالت کا جھنڈا تب ہی بلند کیا جا سکتا ہے جب حضرت مجدد الف ثانی امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہما ایسے عظیم أئمہ کے افکار سامنے رکھیں گے تو پھر ہر طرف ذہنوں میں بھی چراغاں ہوگا اور کائنات میں بھی ہر طرف عزت اور ناموس نبوت ﷺ کے جھنڈے لہراتے نظر آ رہے ہونگے۔

marfat.com

مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے افکار کی روشنی میں

marfat.com

مقام صحابہ رضی اللہ عنہم: حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے افکار کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

آپ ﷺ کی صحبت میں گذارے گئے لمحات کو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ دنیا و مافیہا سے افضل جانتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

واصحاب کرام بدولت صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات، از اولیاء امت، افضل آمدند کہ ہیچ ولی بہ مرتبہ صحابی نرسد، اگرچہ اویس قرنی باشد

[دفتر سوم، مکتوب ۶۹، ص: ۴۱۵]

"اور اصحاب کرام حضرت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کی صحبت ہی کی بدولت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں اور کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اگرچہ اویس قرنی ہی کیوں نہ ہوں"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صحبت کے آثار کا انکار کرنے والے کو جاہل قرار دیا ہے۔ [تائید اہل سنت، ص ۵۷]

صحبت رسول کی اثر پذیری کو تسلیم نہ کرنے کے خطرناک نتائج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ اصحاب کا زمانہ بہترین زمانہ ہے۔ اگر یہ بہترین زمانہ کے لوگ ان خرابیوں میں ملوث ہوں جن میں ملوث ہونے کی توقع عام آدمی سے بھی نہیں کی جا سکتی تو نبی کریم ﷺ کے شرف و بزرگی پر حرف آئے گا۔

آپ لکھتے ہیں: "وہ جماعت جو اس امت کے اولیاء کی صحبت میں کچھ عرصہ زندگی گذارتی ہے جب وہ بھی ان رذائل (حسد، بغض، کینہ، عداوت) سے نجات حاصل کر لیتی ہے تو بھلا وہ جماعت جس نے افضل الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کی صحبت میں اپنی عمر بسر کی ہو اور دین اسلام کی نصرت و تائید میں اپنے اموال و نفس کو

marfat.com

خرچ کیا ہو۔ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ان برائیوں سے چھٹکارا نہ پایا ہو پس ان برائیوں کا ان کی شان میں وہم کرنا ہرگز درست نہیں سوائے اس کے کہ حضرت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی عظمت و بزرگی ان کی نظر سے ساقط ہوگئی ہو عیاذ اباﷲ سبحانہ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت، امت کے ولی کی صحبت سے ناقص تر متوہم ہوگئی ہو جبکہ یہ بات مسلم ہے کہ امت کا کوئی بھی ولی کسی صحابی کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا"۔

[دفتر سوم، مکتوب ۲۴ص: ۴۰۰ دفتر اول، کا مکتوب ۱۲۰ص: ۳۸۸۔۳۸۹ بھی ملاحظہ فرمائیں]

صحبت نبوی کی برکت سے صحابہ کے نفوس کا تزکیہ ہو گیا تھا اور ان کا نفس امارہ پن سے آزاد ہو چکا تھا۔ [دفتر اول، مکتوب ۵۴ص: ۱۸۴]

صحابہ کرام نے ہی دین کو صحیح اور اصل شکل میں ہم تک پہنچایا۔ اگر ہم اس بات کو مشکوک بنانا چاہتے ہیں کہ دین اپنی اصل شکل میں ہم تک پہنچا ہے تو اس کے لیے صرف صحابہ کی عظمت اور ان کی قربانیوں کا انکار کر دینا کافی ہوگا۔ حضرت امام ربانی نے اس اہم نکتہ کی وضاحت ان الفاظ میں کی:۔

باید دانست که اصحاب کرام . رضی اللہ تعالیٰ عنهم .مبلغان کتاب و سنت اندو اجماع هم به قرون ایشان منوط بوده (است) اگر جمیع ایشان یا بعض ایشان مطعون باشند و به تضلیل و تفسیق متصف بوند، اعتماد از کل دین یا بعض دین مرتفع می گردد و فایدۂ بعثت خاتم الانبیاء افضل الرسل کم می ماند. علیه وعلیهم وعلی اله الصلوات والتسلیمات.

marfat.com

جامع قرآن مجید حضرت عثمان است، بلکه حضرت صدیق و حضرت فاروق اند. رضی اللہ تعالیٰ عنهم. اگر ایشان مطعون باشند و یا مسلوب العدالت بوند، برقرآن چه اعتماد ماند و دین به چه چیز برپا بود؟ شناعت این امررا باید دریافت.

اصحاب پیغمبر همه عدول اند علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات. و آنچه به تبلیغ به مارسیده است از کتاب و سنت همه حق و صدق است. [دفتر سوم، مکتوب ۲۴، ص: ۴۰۳]

"جاننا چاہیے کہ اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب و سنت کے مبلغ (پہنچانے والے) ہیں اور اجماع بھی انہیں کے زمانے سے وابستہ ہے اگر وہ سب کے سب یا ان میں سے بعض مطعون اور ضلالت وفسق سے متصف ہو جائیں تو پورے دین یا دین کے بعض حصے سے اعتماد اٹھ جائے گا اور خاتم الانبیاء افضل المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی بعثت کا فائدہ کم رہ جائے گا۔ جامع قرآن حضرت عثمان ہیں، بلکہ حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، اگر وہی مطعون یا مسلوب العدالت ہوں تو پھر قرآن پر کیا اعتماد رہ جائے گا اور دین کس چیز پر قائم رہے گا؟ لہٰذا اس امر کی برائی اچھی طرح جاننا چاہیے۔ پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے اصحاب سب کے سب عدول ہیں۔ اور جو کچھ ان کی تبلیغ کے ذریعے ہم کو کتاب و سنت سے ملا ہے وہ سب حق اور سچ ہے۔"

ایک دوسرے مقام پر ایک حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے اس نقطہ نظر کی قدرے تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

marfat.com

(اگرچہ) تہتر فرقوں میں سے ہر ایک فرقہ شریعت کی اتباع کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنی نجات کا یقین رکھتا ہے (جیسا کہ آیت شریفہ)

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ[1]

(ہر گروہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے)

ان کے حال کے مطابق ہے، لیکن پیغمبر صادق علیہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا نے ان متعدد فرقوں میں سے ایک ''ناجیہ'' (نجات پانے والے) فرقے کی تمیز کے لیے جو دلیل بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے:

الذین ہم علی ما انا علیہ واصحابی[2] (فرقہ ناجیہ وہ ہے جو اس طریقہ پر ہو جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں) ''صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کا ذکر (کہ جس طریقے پر میں ہوں) کافی ہونے کے باوجود اس مقام پر صحابہ کرام کا ذکر اسی لیے ہو سکتا ہے کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ ''جو میرا طریقہ ہے وہی میرے اصحاب کا طریقہ ہے'' لہٰذا نجات کا طریقہ ان حضرات کی اتباع پر موقوف ہے جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ[3]

(جس نے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی)

---

[1] الروم ۳۰:۳۲

[2] سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب: ماجاء فی افتراق ھذہ الامۃ، رقم الحدیث: ۲۶۴۰

[3] النساء ۴:۸۰

marfat.com

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آنحضرت ﷺ کی اطاعت کے خلاف کرنا سراسر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

جن لوگوں نے حق تعالیٰ و تقدس کی اطاعت کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے خلاف تصور کیا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ ان کے حال کی اطلاع دیتا ہے اور ان پر کفر کا حکم لگاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا۔[1]

(یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان فرق ڈالیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان کا راستہ اختیار کریں، یہی لوگ درحقیقت کافر ہیں)

پس مذکورہ بالا صورت سے واضح ہو گیا کہ اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طریقے کی پیروی کئے بغیر آنسرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کا دعویٰ باطل اور جھوٹ ہے۔ بلکہ حقیقت میں وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے بجائے عین نافرمانی ہے پس (صحابہ کرام سے) اس مخالفت کے طریقے میں نجات کی کیا گنجائش ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد

1۔ النساء۴: ۱۵۰۔۱۵۱

marfat.com

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَیْءٍ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۔[1]

(اور یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ کسی اچھی حالت (حقیقت) پر ہیں، خبردار ہو جائیے بیشک یہی لوگ جھوٹے ہیں) ان کے حال کے مطابق ہے

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ وہ فرقہ جس نے آنسرور علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے اصحاب کرام کی متابعت کو لازمی طور پر اختیار کیا ہے اہل سنت و جماعت ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مشکور فرمائے۔ پس یہی لوگ فرقہ ناجیہ ہیں۔

اور اصحاب کرامؓ کے حق میں طعن کرنا فی الحقیقت پیغمبر خدا ﷺ کے حق میں طعن کرنا ہے:

ماامن برسول اللہ من لم یوقر اصحابہ

جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی عزت و تعظیم نہیں کی وہ رسول اللہ ﷺ پر بھی ایمان نہیں لایا۔

اس لیے کہ ان حضرات کے ساتھ خباثت کرنا ان کے صاحب (پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ خباثت کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو اس برے اعتقاد سے بچائے جو شرعی احکام قرآن و حدیث کے واسطہ سے ہم تک پہنچے ہیں وہ سب انہی (صحابہ کرامؓ) کی نقل و روایت کے وسیلے سے ہیں، جب وہ اصحاب کرام مطعون ہوں گے تو ان سے منقول روایتیں بھی مطعون ہوں گی۔ اور یہ نقل روایات ایسی نہیں کہ بعض کے سوا بعض کے ساتھ مخصوص ہوں بلکہ تمام صحابہ کرام صدق وعدالت (تقویٰ) اور (احکام شریعت کی) تبلیغ میں برابر ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک (صحابی) کو بھی

---

[1] المجادلہ، ۵۸:۱۸

marfat.com

طعن وتشنیع کرنے سے دین میں طعن کرنا لازم آتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔

اگر طعن کرنے والے یہ کہیں کہ ہم بھی اصحاب کرامؓ کی متابعت کرتے ہیں (لیکن) یہ ضروری نہیں کہ ہم سب اصحاب کی متابعت کریں، بلکہ ان کے اجتہادوں کے متضاد اور ان کے مذہبوں کے مختلف ہونے کے باعث ان سب کی متابعت ممکن بھی نہیں ہے۔

تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ بعض اصحاب کی متابعت اس وقت فائدہ مند ہوسکتی ہے جبکہ بعض دوسرے اصحاب کا انکار اس کے ساتھ شامل نہ ہو ورنہ بعض اصحاب کا انکار کرنے کی صورت میں بعض دوسرے اصحاب کی متابعت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ مثلاً حضرت امیر (علی بن ابی طالب) نے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی عزت وتکریم کی ہے اور ان کے مقتدا ہونے کی شان کو جانتے ہوئے ان سے بیعت کی ہے، پس خلفائے ثلٰثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا انکار کرنے کے باوجود حضرت امیر (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی متابعت کا دعوی کرنا محض افتراء وبہتان ہے بلکہ وہ (خلفائے ثلاثہ کا) انکار درحقیقت حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار ہے اور ان کے اقوال وافعال کا صریح رد ہے۔''

[دفتر اول، مکتوب ۸۰، ص ۲۴۰_۲۴۲]

اس اقتباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پیروی صحابہ کے طریقے کو اپنائے بغیر ممکن نہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ صحابہ کے اقوال میں تو اختلاف پایا جاتا ہے تو پھر ان کی پیروی کیوں کر ممکن ہے؟۔ اس سوال کا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو جواب تحریر فرمایا، یہ صحابہ کی عظمت کے کئی اور گوشوں پر بھی روشنی ڈالتا

marfat.com

ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں

متابعت جمیع اصحاب در اصول دین لازم است و ہر گز در اصول، اختلافی ندارند اگر اختلاف است، در فروع است و شخصی کہ طاعن بعض است، ازمتابعت جمیع محروم است، ہر چند کلمۂ ایشان متفق است، اماشومی انکار اکابر دین، در اختلاف می انداز دواز اتفاق می برارد، بلکہ انکار قائل بہ انکار منقول اومی رساند.

وایضا مبلغان شریعت، جمیع اصحاب اند کما مرلان الصحابۃ کلھم عدول ازہر یکی چیزی ازشریعت بہ ما رسیدہ است وھمچنین قرآن را از ہر واحد آیۃ فما فوقہا گرفتہ، جمع ساختہ اند. پس انکار از بعض ، انکار است از مبلغ اوپس اتیان جمیع شریعت درمادہ منکر متحقق نگشت فکیف النجات والفلاح.

[دفتر اول، مکتوب ۸۰، ص:۲۳۳۔۲۳۴]

اصول دین میں تمام اصحاب کرام کی متابعت لازم ہے اور صحابہ اصول کے اندر آپس میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں رکھتے تھے اگر کچھ اختلاف ہے بھی تو صرف فروع میں ہے۔ جو شخص ان میں سے بعض کو طعن کرتا ہے تو سب کی متابعت سے محروم ہے ہر چند اصحاب کا کلمہ متفق ہے لیکن بزرگان دین کے انکار کی بدبختی (دوسرے لوگوں کو) اختلاف میں ڈال دیتی ہے اور متفق ہونے سے خارج کر دیتی ہے بلکہ قائل کا انکار اس کے کلام کے انکار تک پہنچا دیتا ہے اور شریعت کے پہنچانے والے سب کے

marfat.com

سب اصحاب کرام ہیں لان الصحابة كلهم عدول (کیونکہ تمام صحابہ عادل ہیں) ہر ایک صحابی سے کچھ نہ کچھ شریعت ہم تک پہنچی ہے اور اسی طرح قرآن کریم کو بھی ہر ایک صحابی سے ایک آیت یا زیادہ آیتیں لے کر جمع کیا گیا ہے۔ لہٰذا کسی صحابی کا انکار کرنا اس کی تبلیغ کا انکار کرنا ہے پس جب اس منکر کے حق میں پوری شریعت کا بجالانا ناممکن ہوا تو اس کی نجات اور کامیابی کس طرح ہو سکتی ہے۔

اصحاب رسول کے مقام ومرتبہ اور خدماتِ دینیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

وهمان زبير رضى الله عنه كه مخبر صادق عليه وعلى اله الصلوة والسلام قاتل اورا وعيدبه دوزخ فرموده قال عليه وعلى اله الصلوة والسلام قاتل زبير فى النار طاعن ولا عن زبير رضى الله عنه از قاتل اوهيج كمى نداردفالحذر الحذر ثم الحذر الحذر ثم الحذر الحذر عن طعن اكابر الدين وذم كبراء الاسلام الذين بذلوا جهدهم فى اعلاء كلمة الاسلام ونصرة سيد الانام وانفقوا اموالهم لتائيد الدين بالليل والنهار وفى السر والجهاد وتركوا لحب الرسول عشآئر هم وقبائلهم واولادهم وازواجهم واوطانهم ومساكنهم وعيونهم و زروعهم واشجارهم وأنهارهم واثروانفس الرسول عليه وعليهم الصلوة والسلام على أنفسهم واختاروا محبته على محبتهم ومحبة اموالهم وذرياتهم وهم الذين نالوا شرف الصحبة وفازوا فى صحبته بركات النبوة وشاهدوا الوحى وشرفوا بحضور الملك ورأوا

marfat.com

الخوارق والمعجزات حتى صار غيبهم شهادة وعلمهم عينا وأعطوا من اليقين مالايعطىٰ لاحد من بعدهم حتى لايبلغ انفاق غيرهم مثل احد ذهبا مبلغ انفاق مد شعير هم ولا نصيفه وهم الذين أثنى الله تعالى عليهم فى القران المجيد ورضى عنهم ورضوا عنه ذلك مثلهم فى التورة ومثلهم فى الانجيل كزرع أخرج شطأه فازره فاستغلظ فاستوى علىٰ سوقه يعجب الزرّاع ليغيظ بهم الكفار

سمّى الله تعالى غآئظهم كفارا فليحذر عن غيظهم كما يحذر عن الكفر والله سبحانه الموفق. [دفتر دوم، مکتوب:۳۶، ص:۸۰]

اور یہ وہی زبیرؓ ہیں جن کے قاتل کے لیے مخبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے دوزخ کی وعید فرمائی ہے اور فرمایا:

قاتل زبير فى النار۔ زبیر کا قاتل دوزخ میں ہے۔

حضرت زبیرؓ پر لعن طعن کرنے والے ان کے قاتل سے کم نہیں ہیں۔

پس اکابر دین اور بزرگواران اسلام پر طعن و مذمت کرنے سے بہت ڈرو بہت ڈرو، پھر بہت ڈرو بہت ڈرو۔ (یہ وہ لوگ ہیں) جنہوں نے کلمہ اسلام بلند کرنے کی خاطر اور حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امداد میں سر توڑ کوششیں کی ہیں اور رات دن خفیہ وعلانیہ دین کی تائید کے لیے اپنے اموال خرچ کئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنے خویش واقارب، مال واولاد، ازواج، گھربار،

ل مستدرک حاکم جلد۳ ص:۳۲۷ پر ان الفاظ میں ہے: بشر قاتل ابن صفيه فى النار / کتاب فضائل الصحابہ: امام احمد بن حنبل جلد۲ ص:۹۲۰

marfat.com

وطن، کھیتی باڑی، باغ و درخت، کنوؤں اور نہروں سب کو چھوڑ دیا اور رسول اللہ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو اپنی ذات پر ترجیح دی، اور اپنے اموال و اولاد کے مقابلے میں آپ کی محبت کو اختیار کیا، یہ وہ لوگ ہیں جن کو آپ کی صحبت کا شرف حاصل ہے اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں برکات نبوت سے مالا مال ہوئے، وحی کا مشاہدہ نصیب ہوا، ملائکہ کے حضور سے بھی مشرف ہوئے اور خوارق معجزات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، حتی کہ ان کا غیب شہادت اور ان کا علم عین ہو گیا اور ان کو یقین کی وہ دولت نصیب ہوئی جو آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی، حتی کہ دوسروں کا احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کرنے کا ثواب ان (صحابہ) کے ایک یا آدھا مد جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان الفاظ کیساتھ تعریف کرتا ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ[۱]

(اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے)

ذٰلِکَ مَثَلُھُمۡ فِی التَّوۡرٰۃِ وَمَثَلُھُمۡ فِی الۡاِنۡجِیۡلِ کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰی عَلٰی سُوۡقِہٖ یُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیۡظَ بِھِمُ الۡکُفَّارَ.[۲]

(ان کے یہ اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں ان کی یہی مثال ہے یعنی وہ ایک کھیتی کے مانند ہیں کہ اس نے اپنی کونپل نکالی پھر اس کی شاخیں مضبوط

---

۱ المائدہ، ۱۱۹:۵ ۲ الفتح، ۲۹:۴۸

marfat.com

ہوئیں پھر اپنے تنوں پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ کفار غیظ وغضب میں آئیں۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان (صحابہ) پر غصہ اور غضب کرنے والوں کو کفار فرمایا ہے۔ لہٰذا جس طرح مومن کفر سے ڈرتے ہیں اسی طرح ان (صحابہ) پر غیظ وغضب کرنے سے بھی ڈرنا چاہئے۔

صحابہ اور عام لوگوں کے ایمان میں فرق کرتے ہوئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہؓ کے ایمان کو شہودی کہا ہے، پھر عامۃ الناس کے ایمان کو سماعی کہنا چاہیے آپ لکھتے ہیں:

لاتعدل بالصحبة شيئا كائنا ما كان الا ترى ان اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه و عليهم وسلم وبارك فضلوا بالصحبة على من عداهم سوى الانبياء عليهم السلام وان كان ويسا قرنيا اوعمرا مروانيا مع بلوغهما نهاية الدرجات ووصولهما غاية الكمالات سوى الصحبة فلا جرم صار خطاء معاوية خيرا من صوابهما ببركة الصحبة وسهو عمرو بن العاص افضل من صحوهما لما ان ايمان هولاء الكبراء صار بالصحبة شهوديا برؤية الرسول وحضور الملك و شهود الوحي و معاينة المعجزات وما اتفق لمن عداهم هذه الكمالات التي هي اصول سائر الكمالات كلها ولو علم ويس فضيلة الصحبة بهذه الخاصية لم يمنعه مانع من الصحبة وما اثر شيئا من الاشياء على هذه الفضيلة (والله يختص برحمته من يشآء

marfat.com

واللہ ذو الفضل العظیم). (دفتر اول، مکتوب ۱۲۰، ص ۲۸۸ ۔ ۲۸۹)

صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہی کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام غیر صحابہ پر فضیلت حاصل ہے خواہ اویس قرنی ہوں یا عمر مروانی (یعنی عمر بن عبدالعزیز) ہی کیوں نہ ہوں حالانکہ یہ دونوں حضرات حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے سوا تمام درجات کی نہایت اور تمام کمالات کی غایت تک پہنچے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء آنخضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہی کی برکت کی وجہ سے ان دونوں کے صواب سے بہتر اور حضرت عمرو بن العاصؓ کا سہو ان دونوں کے صواب سے افضل ہے کیونکہ ان بزرگوں کا ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف زیارت، فرشتہ کی حاضری اور وحی کے مشاہدہ کرنے اور معجزات کے دیکھنے کی وجہ سے شہودی ہو چکا تھا اور ان (صحابہ) کے سوا کسی اور کو اس قسم کے کمالات جو تمام کمالات کے اصول ہیں نصیب نہیں ہوئے اور اگر حضرت اویس قرنیؒ کو معلوم ہوتا کہ صحبت کی فضیلت میں یہ خاصیت ہے تو ان کو صحبت سے کوئی چیز مانع نہ ہوتی اور وہ اس فضیلت پر کسی چیز کو ترجیح نہ دیتے۔ **واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔**

خطبہ میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کشمیر کے ایک خطیب نے عید الاضحیٰ کے خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر نہ کیا۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو خطیب سرکشی سے پیش

marfat.com

آیا اور کہا کہ خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر ضروری نہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے قصبہ سامانہ کے سادات عظام، قاضی صاحبان، اور دیگر باشندگان کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس میں اس مسئلہ کی فقہی اور اعتقادی حیثیت کو واضح فرمایا کہ یہ درست کہ ان بزرگوں کا ذکر خطبہ کی شرائط سے نہیں ہے۔ لیکن اہل سنت کے شعائر میں ضرور ہے۔

ذکر خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگرچہ از شرائط خطبہ نیست ولیکن از شعائر اہل سنت است۔ (دفتر دوم، مکتوب ۱۵، ص:۶۲)

اس اقتباس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ کو کس عمیق نظری سے دیکھ رہے تھے آپ نے اس ایک جملہ میں مسئلہ کی فقہی اور اعتقادی دونوں جہتوں کو واضح کر دیا۔ اس مکتوب کے اسلوب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عوام اہل سنت اور اکابرین اہل سنت کو اس اصولی مسئلہ پر سستی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ یہ دین میں رخنہ پیدا کرنے والی چیز ہے۔ اسی مکتوب کے اخیر میں آپ نے قصبہ سامانہ کی اس خبر کو سن کر جو کیفیت پیدا ہوئی اس کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

چوں استماع ایں خبر وحشت انگیز در شورش آورد و رگ فاروقیم را حرکت داد

[ایضاً ص:۵۱]

جب یہ وحشت ناک خبر سننے میں آئی اور میری رگ فاروقی پھڑک اٹھی۔

صحابہؓ کی افضلیت:

علمائے اہل سنت نے، انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیم کے بعد خلفائے

marfat.com

راشدین کو افضل ترین قرار دیا ہے۔ اور ان بزرگ ترین اصحاب میں افضلیت کی ترتیب خلافت راشدہ کی ترتیب کے مطابق ہے۔ تفتازانی کے بقول: الافضلیة عندنا بترتیب الخلافة۔[۱] اسی طرح شرح المواقف میں اہل سنت کا نقطہ نظر اس طرح بیان کیا گیا ہے:

فی افضل الناس بعد رسول اللہ ھو عندنا واکثر قدماء المعتزلة ابوبکر رضی اللہ عنہ۔[۲]

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے اہلسنت کے اس موقف کی تفصیل و تشریح بیان کی، اور یہ اظہار اس وقت کے بعض حالات کے پیش نظر انتہائی ضروری تھا۔ آپ کی تحریرات کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں

"وترتیب افضلیت درمیان خلفاء راشدین به ترتیب خلافت است" [دفتر اول مکتوب ۲۶۶، ص: ۵۸۲]

نیز آپ نے لکھا کہ شیخین کی افضلیت اجماع سے ثابت ہے اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"وهمچنین افضلیت شیخین علیهم الرضوان. به اجماع صحابه و تابعین ثابت شده است، چنانچه نقل کرده اند آن را اکابر ائمه که یکی از ایشان امام

---

۱ سعدالدین تفتازانی، سعود بن عمر، شرح المقاصد، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ جلد ۳، ص: ۵۱۸؛ منح الفقہ الاکبر ص: ۹۸

۲ الایجی، عضدالدین عبدالرحمن، شرح المواقف، دارالکتب العلمیة بیروت ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸، جلد ۱۸، ص: ۳۹۷؛ الفقہ الاکبر ص: ۹۸

marfat.com

شافعی است'' (دفتر دوم، مکتوب ۹۹، ص: ۳۱۵)

قال الشیخ الامام ابو الحسن الاشعری: ان تفضیل ابی بکر ثم عمر علی بقیة الامة قطعی قال الذھبی وقد تواتر عن علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فی خلافتہ و کرسی مملکتہ و بین الجم الغفیر من شیعتہ ان ابابکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما افضل الامة ثم قال و رواہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیف وثمانون نفسا وعدمنھم جماعة ثم قال فقبح اللہ الرافضة ماا جھلھم.

وروی البخاری الذی کتابہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالی عنہ انہ قال خیر الناس بعد النبی علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام ابوبکر ثم عمر ثم رجل اٰخر. فقال ابنہ محمد بن الحنفیة ثم انت قال انما انا رجل من المسلمین . وامثال ذلک عنہ وعن غیرہ من اکابر الصحابة والتابعین کثیرة شھیرة لاینکر ھا الا جاھل او معاند. [دفتر دوم، مکتوب ۱۵، ص: ۵۰]

حضرات شیخین کی افضلیت اجماع صحابہ و تابعین سے ثابت ہو چکی ہے پہ اس اجماع کو ائمہ کرام کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے جس میں ایک امام شافعی ۔ شیخ ابوالحسن اشعری نے فرمایا: حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر کی افضلیت باقی تمام ، پر قطعی اور یقینی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ت کے زمانے میں اپنے دار الخلافت میں اپنے حامیوں کے ایک جم غفیر کے

الصواعق المحرقہ: ابن حجر مکی، مکتبہ مجیدیہ ملتان ص: ۵۷

marfat.com

درمیان اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام امت سے افضل ہیں۔ اس کو ۸۰ سے زائد راویوں نے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ اور امام بخاری نے اپنی کتاب میں جو کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے، روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نبی ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سے بہتر ابوبکر ہیں پھر عمر پھر ایک اور شخص، تو ان کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ نے عرض کیا: پھر آپ! تو حضرت علی نے فرمایا کہ میں تو بس مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ حضرت علی اور آپ کے علاوہ دوسرے اکابر صحابہ اور تابعین سے اس قسم کی بہت اور مشہور روایتیں موجود ہیں جن سے سوائے جاہل یا متعصب کے انکار نہیں کرسکتا۔

ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں: امام ذہبی وغیرہ نے حضرت علی سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ لوگ مجھے ان دونوں (شیخین) پر فضیلت دیتے ہیں لہٰذا جو بھی مجھ کو ان پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری ہے اور اس کے لیے وہ سزا ہے جو ایک مفتری کی ہوتی ہے۔ اور دار قطنی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ میں جس کو پاؤں گا کہ وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر پر مجھ کو فضیلت دیتا ہے تو میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے ایک مفتری کو لگنے چاہئیں۔ اس قسم کی اور بہت سی روایات خود حضرت علی سے اور آپ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے اس کثرت اور تواتر سے آئی ہیں جس میں کسی کو انکار کی مجال نہیں حتی کہ عبدالرزاق کا کہنا ہے:

أفضل الشيخين بتفضيل علىّ ايّاهما على نفسه والالما فضّلتهما كفى بى وزرا ان احبه ثم أخالفه.[1]

---

[1] الصواعق المحرقة، ص:۶۲

marfat.com

میں شیخین کو اس لیے فضیلت دیتا ہوں کہ خود حضرت علی نے اپنے اوپر ان کو فضیلت دی ہے ورنہ میں ان (شیخین) کو کبھی فضیلت نہ دیتا۔ میرے نزدیک یہ گناہ ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعوی کروں اور پھر ان کے فرمان کی مخالفت کروں۔ [دفتر اول، مکتوب ۲۶۶، ص: ۵۸۳]

آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو ماننا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ جو اس اجماع کے خلاف خیال کرے وہ احمق ہے۔ [دفتر اول، مکتوب ۲۰۲، ص: ۳۹۲]

احمقی باشد کہ توھم خرق این اجماع نماید

حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے لکھتے ہیں: حضرات ختنین از اکابر صحابہ اند و از اقارب آں سرور علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات۔ پس بہ محبت و مودت احق باشند (دفتر دوم، مکتوب ۱۵، ص: ۵۰) اور حضرات ختنین اکابر صحابہ سے ہیں اور آن سرور علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات کے اہل قرابت میں سے ہیں اس لیے ان کے ساتھ محبت و مودت رکھنا اور زیادہ ضروری ہے۔

دفتر اول کے ایک مکتوب میں حضرات ختنین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"سو اکثر علمائے اہل سنت اس مسلک پر ہیں کہ شیخین کے بعد حضرت عثمانؓ افضل ہیں پھر ان کے بعد حضرت علیؓ۔ اور ائمہ اربعہ مجتہدین کا مذہب بھی یہی ہے۔ اور بعض لوگوں نے حضرت عثمانؓ کی افضلیت کے بارے میں امام مالکؒ سے جو توقف نقل کیا ہے، اس کے متعلق قاضی عیاضؒ نے فرمایا ہے کہ امام مالکؒ نے اس توقف سے حضرت عثمانؓ کی افضلیت کی طرف رجوع کرلیا ہے اور قرطبیؒ نے کہا کہ ان شاء اللہ

maarfat.com

تعالیٰ یہی اصلح ہے[1] اور اسی طرح وہ توقف جو بعض نے امام اعظم رحمہ اللہ کی اس عبارت سے سمجھا ہے کہ

من علامات السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختنين .

(اہل سنت والجماعت کی علامت میں سے یہ بھی ہے کہ شیخین کو فضیلت دی جائے اور (دونوں داماد) حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ سے محبت کی جائے۔)

اس فقیر کے نزدیک اس عبارت کے اختیار کرنے میں ایک دوسرا محل ہے کہ حضرات ختنین کی خلافت کے زمانے میں بہت زیادہ فتنے وفساد پیدا ہو گئے تھے جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں بہت کدورت پیدا ہو گئی تھی۔ اس لیے امام (ابو حنیفہؒ) نے اس بات کو مدنظر رکھ کر ان کے حق میں محبت کا لفظ اختیار کیا ہے اور ان کی دوستی کو علامات اہل سنت سے قرار دیا ہے، بغیر اس امر کے کہ کسی قسم کا توقف ملحوظ ہو، اور کیسے توقف ہو سکتا ہے کیونکہ حنفیوں کی کتابیں ایسے مضامین سے بھری پڑی ہیں کہ ان (خلفائے راشدین) کی فضیلت ان کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے۔

مختصر یہ کہ شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمانؓ کی افضلیت ان سے کم درج کی ہے۔ لیکن زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ حضرت عثمانؓ کی افضلیت کے منکر کو بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کے لیے بھی ہم کفر کا حکم نہ لگائیں البتہ ان کو بدعتی و گمراہ جانیں، کیونکہ ان کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور اس اجماع کے قطعی ہونے میں بہت قیل وقال ہے، اس کا منکر بدنصیب یزید کا ساتھی ہے، اسی احتیاط کی بنا پر اس

[1] الصواعق المحرقہ، ص: ۵۷، المفہم جلد ۶، ص: ۲۳۸

marfat.com

(یزید) کے لعن وطعن کرنے میں توقف کیا ہے۔ اور وہ ایذا جو حضرت پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کو خلفائے راشدین کی ایذا رسانی کی جہت سے پہنچی ہے وہ ایسی ہی ہے جیسی کہ حضرات امامین (حضرت امام حسنؓ وامام حسینؓ) کی ایذا رسانی کی جہت سے پہنچی۔ [دفتر اول، مکتوب ۲۶۶، ص: ۵۸۳۔۵۸۴]

سعد الدین تفتازانی کی ایک عبارت کی توجیہ کرتے ہوئے آپ نے افضلیت اور فضیلت کی ان الفاظ میں وضاحت کی:

و آنچه (مولانا سعد الدین) در شرح (عقاید النسفی) در این افضلیت انصاف دانسته است[1]

از انصاف دور است و تردیدی که نموده است بی ماحصل است. چه مقرر علماست که افضلیت به اعتبار کثرت ثواب نزد خدای. جل وعلا. اینجا مراد است، نه افضلیتی که به معنی کثرت ظهور فضایل و مناقب بود، که نزد عقلا اعتبار دارد، زیرا که سلف از صحابه وتابعین ان قدر فضایل و مناقب که از (حضرت امیر) نقل کرده اند، از هیچ صحابی منقول نشده است حتی قال الامام احمد ماجاء لاحد من الصحابة من الفضائل ماجاء لعلی مع ذلک. هم ایشان حکم کرده اند به افضلیت خلفاء ثلاثه . پس معلوم شد که وجه افضلیت دیگر است، وراء این فضائل و مناقب. و اطلاع بر آن

---

[1] اس نقطہ نظر کی وضاحت کے لیے دیکھئے [تفتازانی، سعد الدین شرح العقائد النسفیہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص: ۱۸۲]

marfat.com

افضلیت مشاهدان دولت وحی رامیسر است که به صریح یابه قراین معلوم نموده باشند و ان صحابه پیغمبر ند علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات.

پس آنچه شارح (عقائد نسفی) گفته است که اگر مراد از افضلیت کثرت ثواب است، پس توقف راجهت است ، ساقط است، زیرا که توقف راوقتی گنجایش باشد که آن افضلیت را از قبل صاحب شریعت صریحا اودلالة معلوم نکرده باشند وچون معلوم کرده باشند، چراتوقف نمایند واگر معلوم نکرده باشند، چرا حکم به افضلیت کنند وآنکه همه رابرابر داند و فضل یکی بر دیگری فضولی انگارد، بوالفضول است . عجب بوالفضولی که اجماع اهل حق رافضولی داند، مگر لفظ فضل او رابه این فضولی برده است

[دفتر اول،مکتوب ۲۶۶،ص:۵۸۵]

اور جو کچھ مولانا سعد الدین نے شرح عقائد نسفی میں اس افضلیت کے بارے میں انصاف سمجھا ہے وہ انصاف سے دور ہے اور جو تردید انہوں نے کی ہے وہ سراسر لاحاصل ہے، کیونکہ علماء کے نزدیک یہ بات مقرر ہے کہ اس جگہ افضلیت سے وہ مراد ہے جو خدائے جل وعلا کے نزدیک کثرت ثواب کے اعتبار سے ہے، نہ کہ وہ افضلیت جو فضائل ومناقب بکثرت ظاہر ہونے کے اعتبار سے ہو کیونکہ ایسی فضلیت عقلمندوں کے نزدیک اعتبار کے لائق ہے۔ اور سلف صحابہ وتابعین نے جس قدر فضائل ومناقب حضرت امیر کے نقل کئے ہیں وہ اور کسی صحابی کی نسبت منقول نہیں، حتی

marfat.com

کہ امام احمدؒ نے فرمایا ''جو فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آئے ہیں وہ کسی اور صحابی کی نسبت نہیں آئے''۔ اس کے باوجود وہ تینوں خلفاء کی افضلیت کا حکم لگاتے ہیں پس معلوم ہوا کہ افضلیت کی وجہ ان فضائل ومناقب کے علاوہ کچھ اور ہے، اور اس افضلیت کی اطلاع ''دولت وحی'' کے مشاہدہ کرنے والوں کو میسر ہے جنہوں نے صریح طور پر یا قرائن سے معلوم کیا ہے اور وہ پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کے صحابہ ہیں لہٰذا جو کچھ کہ شارح عقائد نسفی نے بیان کیا ہے کہ افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے تو توقف کی گنجائش ہے، ساقط ہے کیونکہ توقف کے لیے اس وقت گنجائش ہوتی ہے جبکہ اس افضلیت کو صراحۃً یا دلالۃً صاحب شریعت سے معلوم نہ کر لیا ہو۔ اور جب معلوم کر لیا ہے تو پھر توقف کیسا؟ اور اگر معلوم نہیں کیا تو افضلیت کا حکم کیوں کریں اور جو شخص سب کو برابر سمجھتا ہے اور ایک دوسرے پر افضلیت دینا بیکار سمجھتا ہے وہ فضول اور لاحاصل ہے۔ وہ عجیب احمق ہے جو اہل حق کے اجماع کو فضول وبیکار سمجھتا ہے۔ شاید فضل کا لفظ اس کو فضولی کی طرف لے گیا ہے۔

اسی حوالے سے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے شطحیات صوفیہ قرار دیا:

وآنچہ صاحب (فتوحات مکیہ) گفتہ است کہ سبب ترتیب خلافتھم مدۃ اعمارھم دلالت بر مساوات درفضلیت ندارد وچہ امر خلافت دیگر است ومبحث افضلیت دیگر ولو سلم، این وامثال این از شطحیات اوست کہ شایان تمسک نیست. پس متابعت نکند ان رامگر کسی کہ دلش مریض است، یا مقلد صرف. (دفتر اول، مکتوب ۲۶۶، ص: ۵۸۵)

marfat.com

اور جو کچھ صاحب فتوحات مکیہ کہتے ہیں کہ ان کی خلافت کی ترتیب کا سبب ان کی عمروں کی مدتوں سے ہے۔ یہ بات ان کی فضیلت میں مساوات پر دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ خلافت کا معاملہ اور ہے اور افضلیت کی بحث دوسری ہے اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ اور اس قسم کی دوسری باتیں ان (شیخ اکبرؒ) کی شطحیات سے ہیں۔ جو تمسک کے لائق نہیں ہیں، ان کے اکثر کشفیہ معارف جو اہل سنت کے علوم سے جدا واقع ہوئے ہیں وہ صواب سے دور ہیں، لہٰذا ایسی باتوں کی متابعت وہی شخص کرے گا جس کا دل بیمار ہو یا وہ مقلد محض ہو۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقام ومرتبہ اور افضلیت خلفائے اربعہ کے حوالہ سے اہلسنت کی فکر کے ترجمان تھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے میں اہلسنت کا مؤقف کی توضیح وتشریح آپ نے قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے اقوال سے کی بعض ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکالات کے حل بھی آپ نے تحریر فرمائے۔

marfat.com

سماجی فلاح و بہبود

(حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے افکار کی روشنی میں)

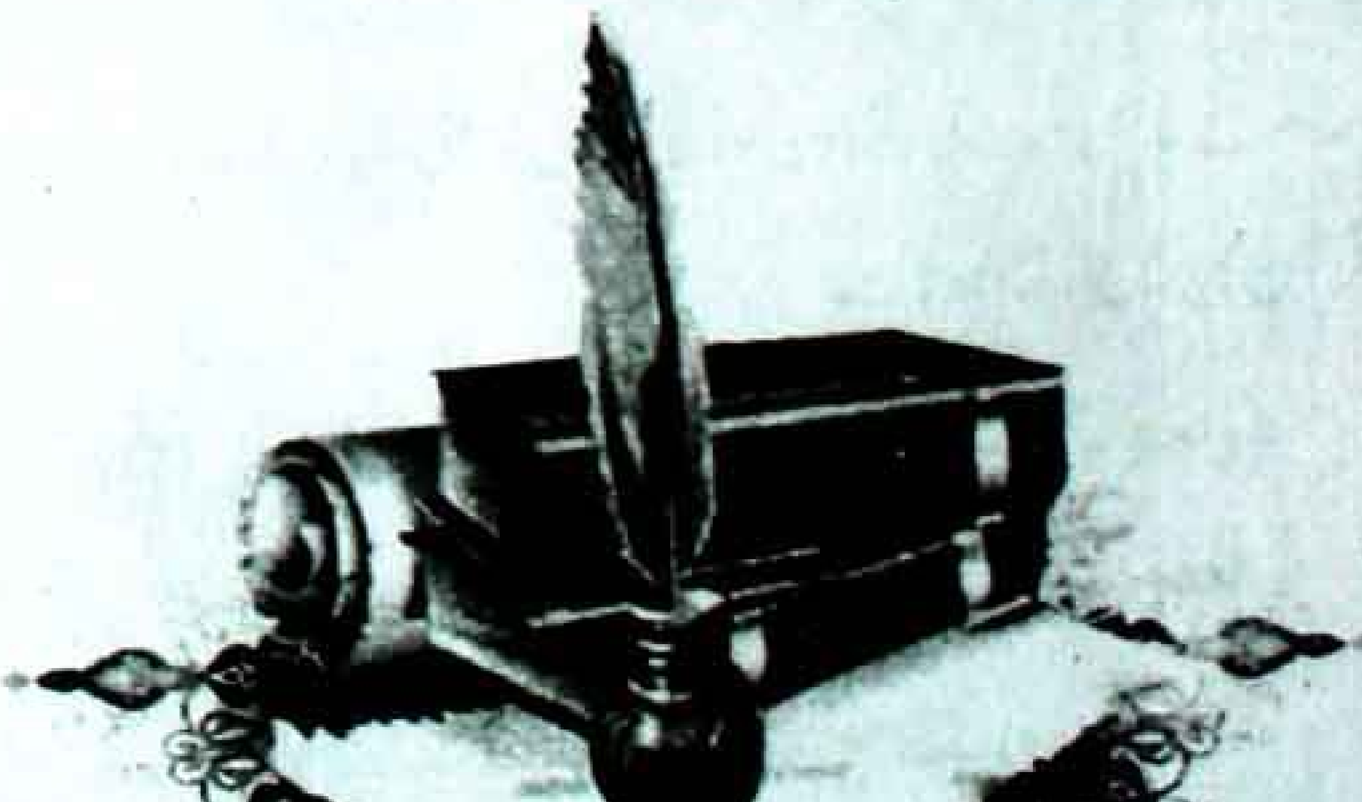

ڈاکٹر
حافظ محمد سجاد

marfat.com

سماجی فلاح و بہبود: حضرت مجدد الف ثانیؒ کے افکار کی روشنی میں

ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

۱۔ اسلام میں رفاہِ عامہ کی اہمیت

اسلام محض ایک اخلاقی ضابطہ اور چند اصولوں کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اس کا عمرانی نظریہ اس قدر وسیع، اس کے اصول اس قدر جامع، عام فہم اور ہمہ گیر ہیں کہ ان کا اطلاق ہر موقع و محل پر کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی معاشرہ کے صحت مندانہ قیام کے لئے اسلام نے حریت، مساوات، نفع رسانی اور رواداری کے اصولوں کو پیش نظر رکھا ہے۔ چونکہ افراد کے مابین تعاون، ہمدردی اور باہمی محبت و خیر خواہی کا جذبہ معاشرہ میں سیاسی استحکام، معاشرتی امن و سکون اور معاشی ترقی کے لئے از حد ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا اسلام نے باہمی ہمدردی و تعاون اور خیر خواہی کو اعلیٰ انسانی اوصاف کا حصہ بنا دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ● وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[۱]

"نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور گناہ و سرکشی میں ایک دوسرے کے مددگار نہ بنو"۔

۱۔ المائدہ:2

marfat.com

اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کا حسین امتزاج ہے۔ وہ اپنے ماننے والوں سے اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے۔ قرآن مجید نے ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت کی وعید سنائی ہے جو نماز کو رکوع و سجدہ تک محدود رکھتے ہیں اور انسانیت کو دکھوں سے نجات نہیں دلاتے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ● الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ● الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ● وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ﴾[1]

''ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں اور جو ریا کاری کرتے ہیں اور اشیاءِ ضرورت کو روکتے ہیں''۔

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 177، اسلامی عقائد، عبادات، معاشرتی فلاح و بہبود اور رفاہِ عامہ کا عالمگیر چارٹر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ. وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

۱۔ الماعون: ۴۔۷

marfat.com

وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ۔ا

"نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کی طرف اپنا منہ کرلو بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائیں، اور اس کی محبت پر اپنا مال عزیزوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں اور گردنیں چھڑانے پر خرچ کریں"

انسانی فلاح و بہبود کے اس چارٹر کے مطابق اصلی نیکی اور بھلائی یہ ہے کہ انسان ایمانیات کے نتیجے میں اپنے مال و دولت کے ساتھ محبت اور رغبت کے باوجود اسے معاشرتی بہبود اور رفاہی کاموں پر خرچ کرے۔ اسلام کے معاشرتی بہبود و رفاہ عامہ کے نظام اور اسلام کی روحانی اور اخلاقی اقدار میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کی یہ اقدار انسان کو ایثار، قربانی اور بے لوث خدمت خلق پر آمادہ کرتی ہیں۔ نتیجتاً وہ اپنے ضرورت مند بھائیوں کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے پر روحانی خوشی محسوس کرتا ہے۔

اسلام آخری اور مکمل دین ہے۔ اس لئے اس نے ہر قسم کے انسانوں کی فطرت کے مطابق ہدایات دی ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے لئے روحانی اور اخلاقی اقدار کے ساتھ ساتھ قانونی اور انتظامی ضابطوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضرورت کے پیش نظر اسلام میں اخلاقی و قانونی ضابطوں کے درمیان حسین امتزاج پیدا کیا گیا ہے۔ معاشرتی فلاح و بہبود کے بنیادی اصول سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 177 میں

ا۔ البقرہ۔: ۱۷۷

marfat.com

بیان ہوئے ہیں۔ انہی اصولوں کو عہد رسالت ﷺ کے آخر میں قانونی حیثیت دے کر حکومتِ اسلامیہ کی باضابطہ حکمتِ عملی قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے کہ:

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِى الرِّقَابِ وَالۡغٰرِمِيۡنَ وَفِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ﴾[1]

''صدقات (زکوٰۃ) تو فقراء، مساکین، کارکنانِ صدقات کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیفِ قلب منظور ہو، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں اور قرض داروں کے (قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کی مدد میں (یہ مال خرچ کرنا چاہیے)''۔

اس آیت میں ہر قسم کے بے کس، مجبور محتاج، غریب اور بے سہارا لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں وہ اپنی جامعیت اور استیعاب میں تاریخی عوامل کے تحت ہر زمانے میں رونما ہونے والے فقر واحتیاج اور بے کسی و بیچارگی پر حاوی ہیں۔ ان میں وہ لوگ شامل ہیں جو حاجت مند ہوں، جو معاشی و اقتصادی طور پر بالکل تباہ حال ہوں، جو غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہوں اور جو تعلیم وعلاج سے محروم ہوں۔ وہ لوگ جو اپنے ضروری سفر پر قادر نہ ہوں یا دورانِ سفر اس قابل نہ رہے ہوں، ان سب کے لئے رفاہِ عامہ کے نقطہ نظر سے اسلام نے مستقل نظام کو وضع کر

۱۔ التوبہ: ۶۰

marfat.com

دیا ہے۔

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی اور سماجی فلاح و بہبود:

ارشاد نبوی ﷺ "الدین النصیحة" کی روشنی میں خیر خواہی دین کی روح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اکثر دعاؤں میں اہل ایمان کو صیغہ جمع استعمال کرنے کی ہدایت کی ہے تا کہ جو بہتری اور خیر وہ اپنے لئے اپنے رب سے طلب کریں اس میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی شریک کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا یؤمن احدُکم حتیٰ یحبَّ لاخیہ ما یحبُّ لنفسہ"[۱]

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ کچھ نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے"۔

اسی طرح انسانی تعلقات میں باہمی خیر خواہی کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے سرکار دو عالم ﷺ نے معاشرت کا یہ زریں اصول عطا فرمایا کہ:

"خیر الناس من ینفع الناس"[۲]

"بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسرے انسانوں کو فائدہ پہنچے"

۱۔ بخاری، کتاب الایمان، باب ای الاسلام افضل رقم حدیث :12

۲۔ مشکوۃ، کتاب الاداب و کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال 128/16

marfat.com

معلوم ہوا کہ انسانی ترقی وکمال کی معراج یہ ہے کہ اس کا وجود معاشرے کے دوسرے افراد کے لئے منفعت بخش اور فیض رساں بن جائے۔ اس کی ذات سے خیر و خوبی کے سوتے پھوٹتے ہوں۔ اس کا علم جہالت کی تاریکیوں میں نور بکھیرتا ہو۔ اس کے جسمانی قویٰ ہر وقت کمزور اور بے سہارا لوگوں کی امداد و اعانت پر صرف ہو رہے ہوں۔ اس کی ذہنی صلاحیتوں سے معاشرتی فوز و فلاح کے نت نئے منصوبے جنم لیتے ہوں اور اس کی آنکھیں جذبہ خدمت سے سرشار ہوں اور معذور و مجبور انسانوں کی راہ تک رہی ہوں۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"الخلق عیال اللّٰہ فاحب الخلق الی اللّٰہ من احسن الی عیالہ" [۱]

"مخلوق خدا کا کنبہ ہے، پس بہترین شخص وہ ہے کہ وہ جو خدا کے کنبے کے ساتھ احسان کرے"

صوفیائے کرام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے انہی تعلیمات پر خود بھی عمل کیا اور اسی کی دوسروں کو تعلیم دی۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ:

" السّاعی علی الارملة والمسکین کالقائم لا یفتر و کالصائم لا یفطر" [۲]

۱۔ مشکوٰۃ، کتاب الاداب، باب الشفقه و رحمة علی الخلق (613/2

۲۔ بخاری، کتاب الأدب باب السّاعی علی المسکین رقم حدیث :5548

marfat.com

''بیواؤں اور مسکینوں کی مصیبت کو دور کرنے میں کوشاں شخص اجر وثواب میں اس شخص کے برابر ہے جو ہمیشہ نماز میں مصروف رہتا ہے اور اس میں وقفہ نہیں کرتا اور ہمیشہ روزہ رکھتا ہے، افطار نہیں کرتا''۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خود نبی پاک ﷺ کی ان تعلیمات یعنی اسلام کی سماجی وفلاحی بہبود کی تعلیمات پر خود بھی عمل کیا ان کو دوسروں تک پھیلانے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی مثلاً آپ کے جتنے خطوط ہیں ان میں ہمیں اس کا ذکر ملتا ہے۔ تقریباً 36 کے قریب ایسے خطوط ہیں جس میں آپؒ نے خدمت خلق اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے جو اس وقت حکمران تھے ان لوگوں کو تلقین کی ان پر عمل پیرا کریں۔ اسی طرح آپ کے بعض مکتوبات کے اندر خصوصی طور پر اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اتباع سنت کی پیروی کی جائے۔

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جو معاشرہ تشکیل دیا اس معاشرے کے اندر انسانی محبت، پیار اور دوسروں کے حقوق کی پاسداری نظر آتی ہے ۔آپ ﷺ نے ہمیشہ انسانیت کی بھلائی کی تعلیم دی اور سب سے پہلے خود عمل کر کے لوگوں کے سامنے رکھا۔ اسی کا طریقہ ہمیں بتایا اور صوفیہ نے بھی یہی طریقہ ہمارے سامنے رکھا ہے کہ انسانیت کے ساتھ پیار اور محبت یہ اصل تعلیمات ہیں اسی سے دین پھیلتا ہے۔ ایک مکتوب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ظاہر اور باطن کو نبی مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی

marfat.com

تابعداری سے مزین و خوبصورت بنائے آمین۔ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے رب کے محبوب ہیں۔ جو چیز اچھی لگتی ہے اور پسند آتی ہے وہ محبوب کیلئے ہوتی ہے یعنی محبوب کی پسند محبّ کی پسند ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کلام مجید میں فرماتا ہے: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم ۔ بے شک آپ اخلاق عظیم پر فائز ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں اور راہ راست پر ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا اِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَاتَتَّبِعُوا السُّبُل بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، تم اسی پر چلو، اور راستوں پر نہ چلو۔ اللہ عز وجل نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ملت کو صراط مستقیم فرمایا اور اس کے ماسوا کو ٹیڑھے راستوں میں داخل فرمایا اور ان کی اتباع سے منع فرمایا، جبکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا شکر کرتے ہوئے اور مخلوق کو ہدایت کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا خَیْرُ الْھُدٰی ھُدٰی مُحَمَّدٍ صلّی اللہ علیہ وسلم ۔ اور سب سے بہتر ہدایت محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔ نیز فرمایا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ ۔ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا

marfat.com

اور عمدہ طریقہ پر میری تعلیم و تادیب کی،، ۱

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ زکریا کے بیٹے عبد القادر کے نام ایک تفصیلی خط لکھا ہے اس خط کے اندر آپ نے غصہ پر قابو پانے، نرمی برتنے کی تعلیمات دیں ہیں اور اس کے استقلال کے لیے تقریباً 11 حدیثیں پیش کیں ہیں اور اس خط کے آخر میں اس کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دنیا کا بقا بہت تھوڑا ہے آخرت کا عذاب بہت سخت اور دائمی ہے اگر دنیا کے باعث کسی کی عزت و آبرو ہوتی تو کفار دنیا دار سب سے عزت والے ہوتے ۔ دنیا پر فریفتہ نہیں ہونا چاہیئے چندروزہ فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے اور خدا کے پسندیدہ کاموں میں کوشش کرنی چاہیے اور اصل بات جو کہنا چاہتا ہوں کہ خلق خدا پر احسان کرنا چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم کرنا اور خلق خدا پر شفقت کرنا آخرت کی نجات کے لیے دو بڑے حکم ہیں،،

بندوں کے حقوق کیا ہیں؟ آپ فرماتے ہیں کہ محرمات سے بچنا دو قسم پر ہے ۔ ایک وہ قسم جو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری وہ جو بندوں کے حقوق کے متعلق ہے ۔ دوسری قسم بہت ضروری ہے حق تعالیٰ بڑا غنی اور رحم کرنے والا ہے بندے فقیر اور محتاج اور بخیل اور کنجوس ہیں ۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ حقیقی تقویٰ

---

۱ ۔ شیخ درویش کے نام ۲ ۔ شیخ زکریا کے بیٹے عبد القادر کے نام

marfat.com

کے حصول کے لیے 10 چیزوں کا جاننا بہت ضروری ہے وہ فرض کا درجہ رکھتی ہیں انہیں اختیار کرنا چاہیے۔ جب تک انسان ان دس چیزوں کو اپنے اوپر فرض نہ کرلے تب تک وہ حقیقی تقویٰ حاصل نہیں کرسکتا پھر اس کی تفصیل بیان کیں ہیں۔

☆ زبان کو غیبت سے بچائے

☆ بدظنی سے بچے

☆ ہنسی ٹھٹھے سے پرہیز کریں

☆ حرام سے آنکھ بند رکھے

☆ سچ بولے

☆ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا احسان جانے اور اس میں جو خدمت خلق کے بارے آپ کا فرمان ہے۔

☆ اپنا مال راہ حق میں خرچ کرے یعنی غریبوں، مسکینوں اور بیواؤں پر خرچ کرے

مکتوبات میں آپ کی تعلیمات میں ہمیں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ معاشرے کے اندر وہ افراد جو بے سہارا ہو جاتے ہیں خصوصاً بیوہ خواتین کی آپ نے انہیں دوبارہ نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ایک مکتوب میں جو ایک صاحب حیثیت کو لکھا گیا فرماتے ہیں:

,, رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوق خدا اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کو وہ پیارا ہے جو اس کی عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ مخلوق کے رزق کی کفیل ہے پس مخلوق اس کے عیال کی طرح ہے۔ جو آدمی کسی کی

marfat.com

عیال کے ساتھ غم خواری کرے اور اس کے بوجھ کو برداشت کرے تو یہ شخص اس عیال والے کا محبوب ہو جائے گا کہ اس نے اس کا بوجھ ہلکا کر دیا اور اس کی مشقت کو اپنے اوپر ڈال لیا اس بنا پر تکلیف دینے کی جرأت کرتا ہوں کہ خط جو پہنچانے والے ہیں نیک آدمی ہیں قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں اس کی مالی مدد کریں کہ سخی لوگوں کو سخاوت کے لیے بہانہ کافی ہے،،

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں اور خود عمل کر کے بھی جو لوگ غریب ہیں مسکین ہیں، بیوہ ہیں ان کی خدمت کی اور یہی تعلیمات ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ دکھی انسانیت کی خدمت کرنا لوگوں کو تعلیم دینا ان کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا یہ بھی اس کی فلاح ہے اور وہ لوگ معاشرہ میں کمزور ہیں ان کی مدد کرنا بھی فلاح ہے۔

marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ
بطور خادمِ قرآن

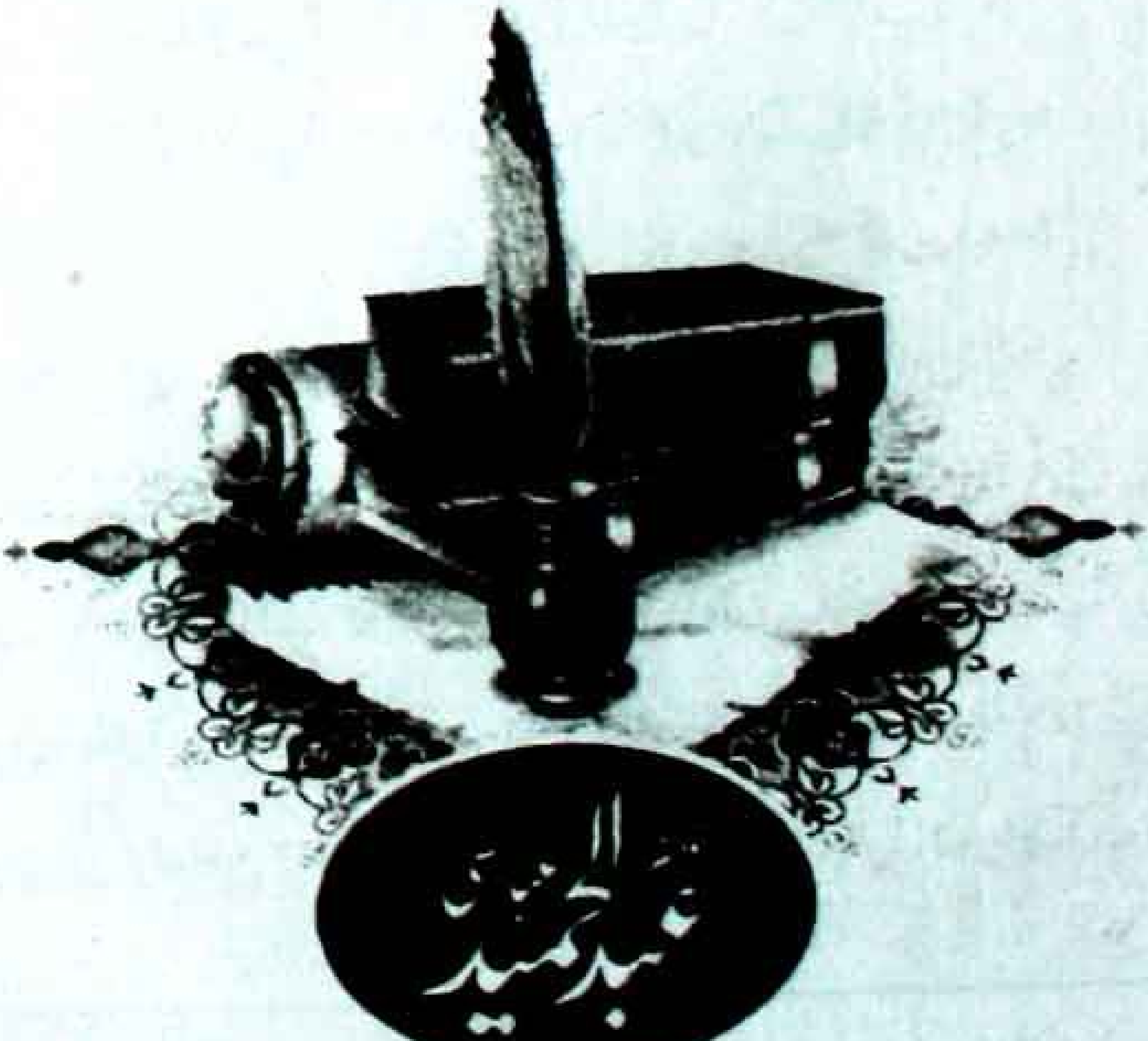

marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ بطور خادم قرآن

ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے مختلف پہلوؤں سے اور مختلف انداز سے قرآن مجید کی خدمات انجام دی ہیں۔ اس مقالہ میں صرف تین پہلوؤں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

۱۔ جامعیت قرآن

۲۔ جمع وتدوین قرآن

۳۔ تفسیر قرآن

۱۔ جامعیت قرآن کے بارے میں شیخ سرہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو کتاب (یعنی قرآن مجید) نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی ہے
ان تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے جو تمام انبیاء کرام علیہم
الصلوات والتسلیمات پر نازل ہوئی ہیں''۱

یہ اقتباس واضح طور پر دلالت کرتا ہے کہ مجتہد علم الکلام حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے قرآن مجید کو جملہ آسمانی کتب کا نچوڑ اور لب لباب قرار دیا ہے۔ کیونکہ تمام آسمانی کتب کے علوم ومعارف، نتائج وثمرات اور معانی ومطالب اس میں موجود ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت امام حسین سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابوں کو نازل فرمایا۔ ان کتابوں میں کائنات کے تمام علوم ومعارف کو بیان کر

۱۔ البینات شرح مکتوبات، شارح ابوالبیان محمد سعید احمد مجددی، ج۲، ص۵۰۲، دفتر اول، مکتوب:۷۹

marfat.com

دیا، پھر تمام علوم کو ان چار معروف کتابوں (۱۔ تورات ۲۔ زبور ۳۔ انجیل اور ۴۔ قرآن مجید) میں جمع فرما دیا پھر ان میں سے پہلی تین کتابوں کے جملہ معارف کو صرف ایک قرآن مجید میں جمع فرما دیا۔ اس طرح یہ قرآن مجید ایسی جامع کتاب قرار پائی۔ اسی حقیقت کی بنیاد پر ابن ابی الفضل المرسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جَمَعَ الْقُرآنُ عُلُوْمَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ بِحَيْثُ لَمْ يُحِطْ بِهَا عِلْماً حَقِيْقَةً إِلَّا الْمُتَكَلِّمُ ثُمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''[۲]

یعنی قرآن مجید نے اولین و آخرین کے تمام علوم و معارف کو اپنے اندر اس طرح جمع کر لیا ہے کہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے علاوہ ان علوم کا احاطہ آج تک کوئی نہیں کر سکا

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''مَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَعَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ فَاِنَّ فِيْهِ خَبَرُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ''[۳]

یعنی جو شخص علم حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے قرآن کا دامن تھامنا ضروری ہے کیونکہ اس میں اولین و آخرین کے سارے علوم موجود ہیں

۱۔ الاتقان، ج۲، ص۱۲۶ ۲۔ ایضاً

marfat.com

۲۔ جمع و تدوین قرآن کے بارے میں فرماتے ہیں:

(ا) ''اسی طرح ہر ایک (صحابی) سے قرآن مجید کی ایک ایک آیت یا زیادہ آیتیں لے کر جمع کیا گیا ہے'' ۴

اس جملہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی جمع و تالیف اور اس کے تواتر کو بیان فرمایا ہے۔ جس پر پوری ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ (علی صاحبھا الصلاۃ والسلام) کو یقین کامل ہے۔

ب۔ پھر فرماتے ہیں: ''ہم کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن مجید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا ہے بلکہ در حقیقت قرآن مجید کے جامع حضرت صدیق و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں'' ۵

ان سطور میں امام ربانی رحمہ اللہ نے جامعین قرآن کا تذکرہ فرمایا ہے:

آج ہمارے پاس جو قرآن مجید ہے، اس میں موجود ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کو آگاہ فرمادیا تھا۔ اس ترتیب کو علوم قرآن کی کتب میں ''ترتیب توقیفی'' کہا جاتا ہے۔ اس ترتیب میں نبی اکرم ﷺ کی اپنی ذاتی رائے یا کسی دوسرے فرد کی رائے کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اور اس حقیقت پر پوری امت کا اجماع ہے۔ ۶

۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۸۰ ۲۔ ایضاً

۳۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: سابق حوالہ، ص ۵۱۵، و مابعدھا

marfat.com

۳۔ قرآنی آیات کی تفسیر

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر بھی کی ہے اگر اس تفسیری ذخیرہ کو ان کے تفسیری تفردات کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ذیل میں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

3.1۔ حروف مقطعات کے بارے میں مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ یہ اسرار الٰہی میں سے ایک سر ہے اور ان کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اس نظریہ کی تردید کی ہے اور اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ:

> اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حروف مقطعات اور ان کے اسرار کی تاویل ظاہر کی ہے، مگر ان کی تفسیر و بیان عام لوگوں کے لیے ممکن نہیں۔[1]
> اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی خاص نوعیت کے لوگ ان حروف کے معانی سے آشنا ہو سکتے ہیں۔[2]

3.2۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> فَاذْكُرُونِيْ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔[3]
> سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے نزدیک:

۱۔ تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۲۱، طبع بیروت ۲۔ ایضاً ۳۔ سورۃ البقرۃ، ۲: ۱۵۲

marfat.com

تمام اذکار میں تلاوت قرآن پاک (اور کثرت نوافل) پسندیدہ عمل اور افضل ترین ذکر ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ قرآن مجید کی فضیلت خود زیادہ ہے، اور دوسرے اس لیے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی بلاواسطہ صفت حقیقیہ ہے۔ اس کا ایک کنارہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور ایک کنارہ ہماری طرف، جو اس میں فنا ہو گیا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔[1]

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا نقطہ نظر ہے کہ:

اذکار میں تلاوت قرآن مجید (اور کثرت نوافل) کو اختیار کرنا بعد فناءِ نفس ہے۔ باقی قبل از فناء نفس تو آپ بھی ذکر نفی و اثبات کو پسند فرماتے ہیں، کیونکہ تلاوت قرآن شریف میں مشغول ہونا قبل از نفس مناسب نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔[2]

اس قرآن مجید کو پاک (طہارت والے) لوگوں کے سوا کوئی نہیں چھوئے

یعنی جو لوگ رذائل نفس سے پاک نہیں ہوئے ان کو تلاوت قرآن مجید سے زیادہ مناسب ذکر اللہ ہے۔[3]

۱۔ تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۱۲۸ ۲۔ سورۃ الواقعہ: ۵۶: ۷۹ ۳۔ تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۱۲۹

marfat.com

3.3۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِن لَّا تَشْعُرُونَ۔[۱]

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مت کہا کرو کہ یہ مردہ ہیں، (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا برزخی زندگی کے متعلق یہ نظریہ ہے کہ:

یہ زندگی صرف شہداء سے مخصوص نہیں بلکہ انبیاء کرام، صدیقین اور اولیاء کرام کے لیے بھی ثابت ہے۔[۲]

3.4۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔[۳]

کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہے اور اللہ کی طرف سے ایک گواہ (قرآن) بھی اس شخص کی تائید و تقویت کے لیے آگیا۔

۱۔ البقرہ، ۲:۱۵۴ ۲۔ تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۱۷۰ ۳۔ سورۃ ھود، ۱۱:۱۷

marfat.com

اس آیت میں مفسرین کے نزدیک شاہد سے مراد حضرت جبرائیل امین ہیں یا ذات رسول ﷺ ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہاں شاہد سے مراد علی رضی اللہ عنہ ہیں، چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات سے اخذ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اگر کوئی پوچھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شاہد کہنے کی وجہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ اس کی توجیہ شاہد یہ ہے کہ لوگوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے تو اس اعتبار سے آپ نے سب سے پہلے رسول کریم ﷺ کی صداقت پر شہادت دی۔ میرے نزدیک اور اس سے زیادہ مضبوط وجہ آپ کو شاہد کہنے کی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام کمالات ولایت کے مرکز تھے، تمام اولیاء کرام حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقام ولایت میں آپ کے تابع ہیں۔ خلفاء ثلاثہ کی افضلیت آپؓ پر کسی اور وجہ سے ہے۔[1]

3.5۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا[2]

۱۔ تفسیر مظہری، ج ۴، ص ۳۸۳ ۲۔ سورۃ ھود: ۱۱:۱۰۸

marfat.com

اور جو لوگ نیک بخت ہوں گے (وہ) جنت میں ہوں گے وہ اس
میں ہمیشہ رہیں گے۔

اصحاب جنت کو اپنے مراتب کے مطابق اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اور بعض اوقات اہل جنت کو وہ مقام ملے گا جو جنت سے بھی اعلیٰ ہوگا۔ وہ مقام اللہ تعالیٰ کے دیدار میں استغراق اور ذات اقدس سے کامل اتصال ہے۔۔۔''

اس ضمن میں مجدد الف ثانی کا نظریہ یہ ہے کہ:

اسماء باری تعالیٰ میں سے جو اسم مبارک جس آدمی کا مبدء تعین ہوتا ہے اس اسم کا ظہور اس آدمی کی جنت ہے، اور اس اسم کی تجلی درختوں ،نہروں، محلات اور حور وغلمان کی شکل میں ہوگا۔ اس بات کی تائید رسول علیہ ﷺ کے اس قول مبارک سے ہوتی ہے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے اور پانی میٹھا ہے۔ وہاں (کھلا میدان ہے) اور اس کے پودے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں''[1]

(کبھی یہ درخت اور نہریں زجاجی (شیشہ) اجسام کی شکل اختیار کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے بے کیف دیدار کے حصول کا ذریعہ ہو جائیں گی، پھر اپنی اصل شکل کی طرف لوٹ آئیں گی اور مومن ان ہی میں مشغول ہوگا اور ہمیشہ اس طرح ہوتا رہے گا''[2]

۱۔ تفسیر مظہری، ج ۴، ص: ۴۲۷ ۲۔ تفسیر مظہری، ج ۴، ص ۴۲۷

marfat.com

3.6۔ ارشادِ ربانی ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ۔[۱]

جو کوئی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے، اور انہیں ضرور ان کا اجر (بھی) عطا فرمائیں گے ان اچھے اعمال کے عوض جو وہ انجام دیتے تھے۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ:

"نیک مومن مرد و عورت کو پاکیزہ زندگی اور نیک کاموں کا اجر و ثواب ملتا ہے۔ اس آیت میں حیات طیبہ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "محب کو محبوب کی طرف سے جو تکلیف پہنچتی ہے وہ محبوب کی طرف سے آنے والی خوشی سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے کیونکہ تکلیف تو میرے محبوب کی رضا ہوتی ہے اور خوشی میں ذاتی مقصد ہوتا ہے اور محب کو محبوب کی مرضی ہی سب سے پیاری ہوتی ہے"۔[۲]

۱۔ سورۃ النحل: ۱۶:۹۷ ۲۔ تفسیر مظہری، ج ۵، ص ۲۲۵

marfat.com

گویا جب بندہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو محبّ کو محبوب کی طرف سے جو کچھ پہنچتا ہے خواہ وہ تلخی ہو یا شیرینی وہ اس سے لذت اندوز ہوتا ہے۔ (اسے کہتے ہیں حیات طیبہ)۔

3.7۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ [1]

اور ہم نے اسے (یعنی ابراہیم علیہ السلام کو) دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرمائی اور بے شک وہ آخرت میں بھی صالحین میں سے ہوں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے نزدیک لفظ "حسنۃ" سے مراد خلت (خالص دوستی) ہے، کیونکہ ہر شخص اپنے خلیل پر ان اسرار کو ظاہر کرتا ہے جو محبّ یا محبوب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اپنے لیے اور اپنی آل کے لیے نزول رحمت کی دعا کی تھی، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر نازل ہوئی آپ نے دعا فرمائی:

"اللھم صلِّ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللھم صلِّ علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید"

---

[1] سورۃ النحل ۱۲۲:۱۶

marfat.com

3.8۔ارشادِ ربانی ہے:

عَسَى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوداً۔[۱]

یقیناً آپ کے رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا (یعنی وہ مقام شفاعت عظمیٰ) جہاں جملہ اولین و آخرین آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

''اللہ نے پہلے ﴿و من الليل فتهجدبه نافلة ......﴾ (اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی) قرآن کے ساتھ (شب خیزی کرتے ہوئے) نماز تہجد پڑھا کریں یہ خاص آپ کے لیے زیادہ (کی گئی) ہے) فرمایا۔اس کے بعد ﴿عسى ان يبعثك...... الخ﴾ فرمایا: مذکورہ ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کی نماز کو مقام شفاعت حاصل کرنے میں کامل دخل ہے''[۲]

3.9۔ارشادِ ربانی ہے:

وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي۔[۳]

اور ڈال دی میں نے تم پر اپنی محبت (یعنی میں نے تجھ پر اپنی محبت ڈال دی تجھ سے محبت کی اور ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے

۱۔سورۃ بنی اسرائیل:۱۷:۷۹ ۲۔تفسیر مظہری،ج۵،ص۳۳۶ ۳۔سورۃ طٰہٰ:۲۰:۳۹

marfat.com

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے محبت کی تو لوگوں کے دلوں میں بھی آپ کی محبت پیدا ہو گئی

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ:

"کلیم اللہ کا مبدا تعین خالص محبت ہے۔ اس وجہ سے (حضرت موسیٰ علیہ السلام) اہل محبت کے پیشوا ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ کا مبدأ تعین خالص محبوبیت ہے۔ اس وجہ سے آپ محبوبوں کے سردار قرار پائے"[1]

گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام اہل محبت کے پیشوا اور ہمارے نبی اکرم ﷺ محبوبوں کے سردار ہیں۔

3.10۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ[2]

ارشاد ہوا: بے شک ہم نے تمہارے (آنے کے) بعد تمہاری قوم کو فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے اور انہیں سامری نے گمراہ کر ڈالا ہے

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

"نبوت ولایت سے مطلقاً افضل ہے کیونکہ ولایت صفاتی تجلیات

۱۔ تفسیر مظہری، ج:۶، ص:۶۷ ۲۔ سورۃ طہٰ ۲۰:۸۵

marfat.com

سے تعبیر ہے اور نبوت ذاتی تجلیات سے۔ لہٰذا ان دونوں میں

بڑا فرق ہے۔[۱]

اس آیت کو مزید سہل انداز میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ:

"نبوت اور ولایت دونوں کے دو رخ ہیں: ایک عروج ہے اور دوسرا نزول۔ مرتبہ عروج میں دونوں کی توجہ خالص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تا کہ خود ان کو ذاتی کمال اور ترقی مرتبہ حاصل ہو اور مرتبہ نزول میں دونوں کی توجہ مخلوق کی طرف ہوتی ہے تا کہ اوروں کو کامل بنا سکیں اور ان کو اکتساب فیض کا موقع مل سکے"[۲]

۱۔ تفسیر مظہری، ج:۸، ص:۸۵ ۲۔ ایضاً، ج:۶، ص:۸۵

marfat.com

رسالہ تہلیلیہ کے ادبی محاسن

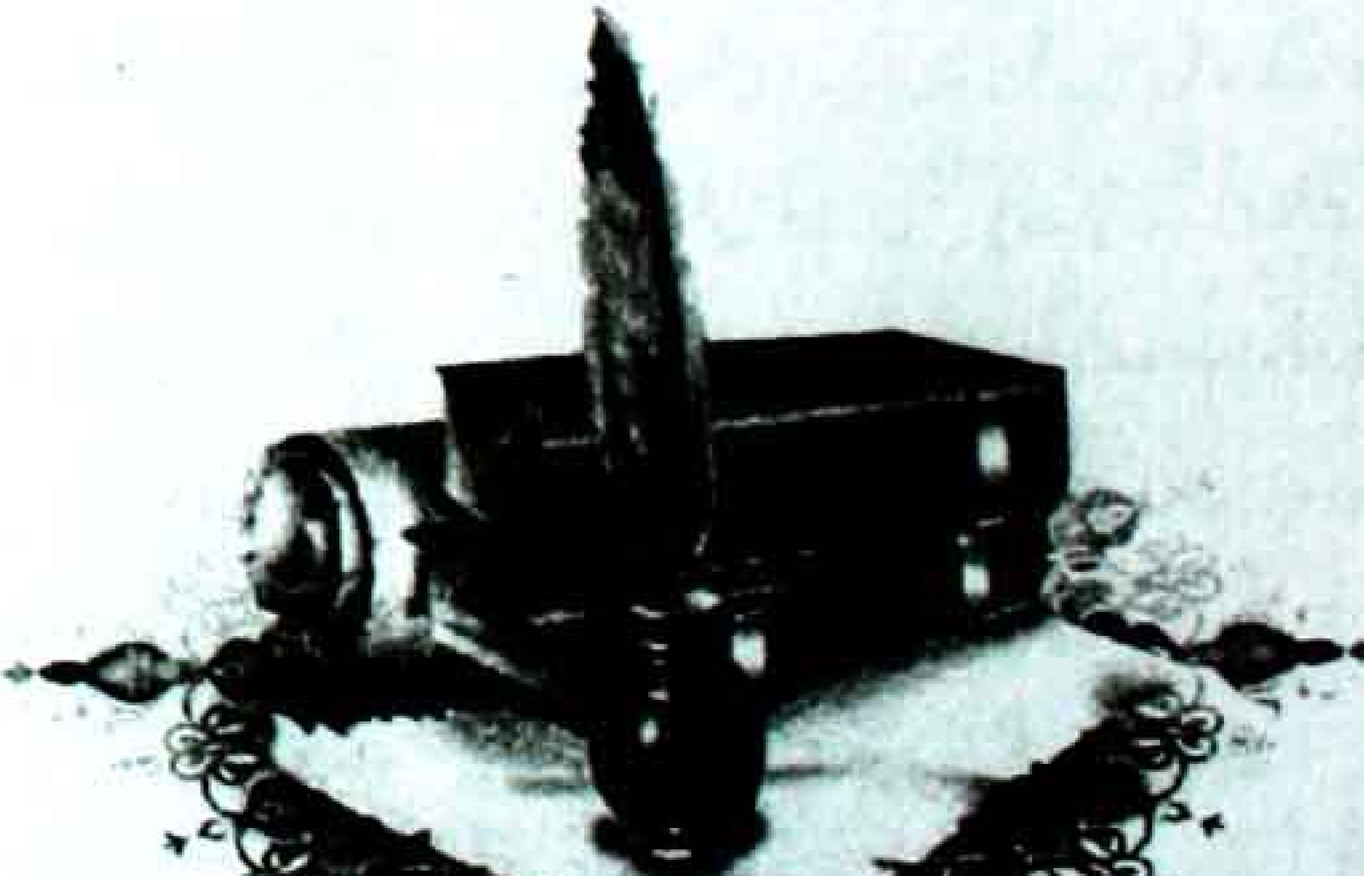

ڈاکٹر
حافظ افتخار احمد خان

marfat.com

رسالہ تہلیلیہ کے ادبی محاسن

ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان

زیر نظر مقالہ تین حصوں میں منقسم ہے جن میں i۔رسالہ تہلیلیہ کا تعارف ii۔رسالہ کے بارے علماء و محققین کی آراء کا جائزہ اور iii۔رسالہ تہلیلیہ کا منہج وادبی محاسن قابل ذکر ہیں۔زیر نظر رسالہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ (۱) کے قلم کا شاہکار بے نظیر ہے یہ مختصر مگر جامع ترین رسالہ آپؒ کے تبحر علمی وفکری کا نہ صرف آئینہ دار بلکہ آپؒ کے علمی وادبی منہج واسلوب کا غماز بھی ہے اسی طرح یہ رسالہ آپ کے سلسلہ تالیف وتحریر کا فاتحہ بھی ہے علمی دنیا خاص کر میدان تصوف میں آپؒ کے مکاتیب اور سات رسائل بنیادی واساسی اہمیت کے حامل ہیں جن میں ایک زیر نظر رسالہ بھی ہے جو کلمہ طیبہ کی تحقیق، توضیح اور رسالت محمدیؐ کے اثبات پر مشتمل ہے۔جس طرح کلمہ طیبہ کے دو بڑے اجزاء ایک لا إله إلا الله اور دوسرا محمد رسول الله ہے اسی طرح اس رسالہ کے بھی دو بڑے حصے ہیں ایک توحید دوسرا رسالت پہلے حصہ کے بنیادی مباحث میں سے۔(۱)

۱۔ خبر "لا" کی بحث

۲۔ لفظ اللہ کی صرفی ولغوی بحث

۳۔ لفظ اللہ کے لطائف عجیبہ

۴۔ وجود باری تعالیٰ

۱۔شیخ مجدد الف ثانی کے احوال کے لیے ملاحظہ فرمایئے نزہۃ الخواطر للعلامۃ عبدالحی ۲/ ۲۷۹۔۲۸۶، رقم الترجمۃ ۰۰۷

marfat.com

۵۔ وجود باری تعالیٰ کے متعلق متکلمین اور صوفیہ کے افکار

۶۔ توحید باری تعالیٰ اور اس کے دلائل

۷۔ فضائل کلمہ طیبہ

جبکہ دوسرے حصہ کے اساسی مباحث میں سے (۲)

۱۔ دلائل نبوت

۲۔ رسالت محمدی

۳۔ معجزہ قرآن کریم

۴۔ فضائل نبی کریم ﷺ

قابل ذکر ہیں۔

رسالہ تہلیلیہ کے مفصل تعارف سے پہلے ضروری ہے کہ اس کے نام، اسباب اور سن تالیف کے متعلق علماء و محققین کی آراء کا بغور مطالعہ کر لیا جائے اس سلسلہ میں دو تین نکات قابل ذکر و بحث ہیں۔ رسالہ کے نام اور وجہ تسمیہ کے متعلق ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صاحب اپنی کتاب تہلیلیہ (تحقیق و تعلیق) میں رقمطراز ہیں: (۳)

''کلمہ طیبہ کی تفسیر ہونے کی وجہ سے اس کو تہلیلیہ کہہ دیا گیا ہے......

اس کا ایک نام ''تحقیق در کلمہ طیبہ'' ہے حضرت عبدالاحد وحدت گل نے ''تحقیق معنی الکلمة الطیبة لا إله الا الله'' لکھا ہے، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے تاریخی نام معارف لا الــه إلا الله محــمـد رسول الله صلی الله علیه وسلم لکھا ہے۔ (اسی

marfat.com

طرح یہ بھی کہا گیا ہے) چونکہ یہ رسالہ عربی زبان میں ہے اس لیے

اس کا اصل نام "تحقیق الکلمة الطیبة" ہے جسے فارسی میں

"تحقیق در کلمہ طیبہ" لکھ دیا گیا۔"

جبکہ سن تالیف کے حوالہ سے حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمہ اللہ کی رائے ہے: (۴)

"رسالہ تہلیلیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد نے یہ رسالہ اس وقت لکھا ہے جبکہ آپ حضرت مخدوم سے عوارف وفتوحات اور فصوص کے حقائق ودقائق حل کر رہے تھے۔ آپ نے اس رسالہ کی ابتداء "فإن قلت لابد من تقدیر خبر لا" سے کی ہے یہ عبارت غمازی کر رہی ہے کہ ہنوز تحصیل علم کا سلسلہ جاری تھا۔"

اسی طرح بعض افراد کا خیال یہ ہے کہ:

"یہ رسالہ آپ نے اپنے والد کی وفات کے بعد لکھا ہے کیونکہ آپ نے صفحہ چھ پر لکھا ہے: "قال شیخی و والدی قدس سرہ فی رسالته" آپ نے اپنے والد کا ذکر قدس سرہ سے کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رحلت فرما چکے تھے۔"

مذکورہ تاویلات واقوال اور وجہ تسمیہ محل نظر ہے وہ اس لیے کہ شاید علماء ومحققین لفظ تہلیل کے متعلق زیادہ غور وخوض نہ کر سکے۔ لفظ تہلیل عربی زبان کا لفظ ہے جس کے بنیادی حروف ھ ل ل ہیں اور تہلیل باب تفعیل سے مصدر ہے جو کہ (رفع الصوت) آواز بلند کرنے اور (قول لا إله إلا الله) لا إله إلا الله کہنے کو کہتے ہیں (۵) چونکہ یہ رسالہ کلمہ

marfat.com

طیبہ کی توضیح وفضائل پر مشتمل ہے اسی لیے اس کو رسالہ تہلیلیہ کہا جاتا ہے۔

دوسری گذارش اس سلسلہ میں یہ ہے کہ رسالہ تہلیلیہ کو فارسی ترکیب کہا گیا ہے یہ بات بھی محلِ نظر ہے اس لیے کہ ''رسالة'' بھی عربی زبان کا لفظ ہے اور ''تھلیلیة'' بھی عربی زبان کا ہے اور یہ خالصتاً عربی ترکیب ہے اور ترکیب بھی وصفی یعنی رسالہ موصوف ہے اور ''تھلیلیة'' صفت ہے۔ شیخ مجدد ؒ نے اس کو جو نام دیا وہی مناسب اور موزوں ہے اور ہے بھی اسم با مسمیٰ اسی طرح رسالہ کے سن تالیف کے حوالہ سے ابوالحسن زید فاروقیؒ کی رائے بھی محلِ نظر ہے۔ جس میں آپؒ نے فرمایا: ''فان قلت لابد من تقدیر خبر لا'' (مجدد الف ثانی کی) یہ عبارت غمازی کر رہی ہے کہ ہنوز تحصیل علم کا سلسلہ جاری تھا اس جملہ کے ترجمہ (اگر آپ کہیں کہ (کلمہ طیبہ میں) لا کی خبر کو مقدر ماننا ضروری ہے) میں جب ہم غور وخوض کرتے ہیں تو کسی لفظ سے بھی یہ مفہوم نہیں نکلتا کہ اس وقت شیخ مجدد الف ثانیؒ تحصیل علم میں مصروف تھے لہٰذا اس جملہ سے تحصیل علم کا استشہاد موزوں نہیں شاید شیخ زید فاروقی رحمہ اللہ سے سہو ہو گیا ہے۔ وہ اس لیے کہ یہ آپؒ کا اسلوب ہے جس کو بلاغت کی رو سے اسلوب خطابی کہا جاتا ہے۔ جس کی بین مثال آپ کے مکاتیب ورسائل ہیں جس میں آپ نے إعلم، أیها الأخ، فافهم اور إن قلت جیسے کلمات استعمال کیے ہیں۔ (٦)

اور اسی طرح بعض افراد کا یہ خیال کہ:

''آپ نے یہ رسالہ اپنے والد کی وفات کے بعد لکھا ہے۔'' اس کے ثبوت کے لیے اسی رسالہ کے صفحہ نمبر ۶ پر لکھی ہوئی عبارت ''قال

marfat.com

شیخی و والدی قدس سرہ فی رسالتہ " سے استشہاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپؒ نے اپنے والد کا ذکر "قدس سرہ" سے کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رحلت فرما چکے تھے۔ جب ہم مذکورہ قول وعبارت کے ترجمہ: "میرے شیخ اور والد (محترم) قدس سرہ نے اپنے رسالہ میں کہا ہے" میں غور وفکر کرتے ہیں تو کسی بھی لفظ سے مفہوم نہیں نکلتا کہ آپؒ نے یہ رسالہ اس وقت تحریر کیا جب آپؒ کے والد گرامی وفات پا چکے تھے یا یہ کہ "قدس سرہ" کے کلمات صرف اور صرف اس انسان یا شخصیت کے لیے ہی استعمال کیے جا سکتے ہیں جو اس فانی دنیا سے رحلت فرما گئے ہوں اور یہ کہ زندہ انسانوں کے لیے استعمال نہیں کیے جا سکتے؟

شیخ مجدد الف ثانیؒ نے کلمہ طیبہ کے حوالہ سے گفتگو کا آغاز سوالیہ انداز میں فرض کرتے ہوئے کیا اور فرمایا:

"فان قلت لابد من تقدیر خبر ل"(۷)

"اگر آپ کہیں کہ (کلمہ طیبہ میں) لا کی خبر کو مقدر ماننا ضروری ہے"۔

اس کے بعد اس پر جو سوالات اٹھائے جا سکتے تھے اٹھائے اور جواب بھی دیا اور ساتھ ہی ساتھ اپنی رائے کی وضاحت بھی فرمائی مثال کے طور پر صفحہ ایک کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"قلنا نختار الأول کما ھو المشھور فی تقدیر خبر لا ونمنع بطلان تالیہ فان عدم امکان الہ اخر وان کان

marfat.com

مـمايجب أن نعتقده ولكن لايجب أن تدل كلمة التوحيد علـى كـل مـاهو كذلك فمن الجائز أن يكتفي فيها على الـدلالة بـأن لـيـس فـي الوجود اله إلا الله سبحانه لـمـا هو المقصد والعمدة في هٰذا المطلب"(۸)

''جواب میں ہم کہیں گے کہ لا کی خبر کو مقدر ماننے کی صورت میں ہم صورت اوّل کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے اور ہم اس نتیجے (کہ یہ کلمہ دوسرے خدا کے عدم امکان پر دلالت نہیں کرتا لہٰذا باطل ہے) کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اگرچہ کسی دوسرے خدا کے ناممکن ہونے کا عقیدہ رکھنا ہمارے لیے ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ کلمہ توحید (اس مطلب کے علاوہ) ایسے تمام مطالب پر بھی دلالت کرے پس ہم اسی پر اکتفاء کر سکتے ہیں کہ کلمہ توحید اللہ تعالیٰ کے سوا کسی معبود کے موجود نہ ہونے پر دلالت کرے کیونکہ اس مسئلہ میں ہمارا اصل مقصد اور منشاء یہی ہے''۔

پھر اس جواب پر مزید سوال اٹھایا کہ:

"فإن قلت لاحاجة إلى اثبات خبر لافي لغة بني تميم على مانقله ابن الحاجب من أنهم لايثبتون خبرها"(۹)

''اگر آپ کہیں کہ قبیلہ بنو تمیم کے مطابق ''لا'' کے لیے خبر کا ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ ابن حاجب لکھتے ہیں: قبیلہ بنو تمیم لا کے

marfat.com

لیے خبر کا ہونا ضروری نہیں سمجھتے"۔

اس کا جواب بڑے ہی عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں یوں دیا۔ (۱۰)

"قلنا هو غير معتمد عند المحققين حتى قال الاندلسی: لاأدرى من أين نقله و لعله قاسه" وقال: والحق ان بنی تمیم یحذفونه وجوبا اذا كان جوابا عن السؤال وقامت قرينة دالة عليه واذالم تقم فلا يجوز حذفه رأسا إذلادليل عليه" فبنو تميم إذن كأهل الحجاز في إيجاب الاتيان به"

"تو ہم کہیں گے کہ یہ قول محققین کے نزدیک غیر معتبر ہے، یہاں تک کہ اندلسی نے کہا ہے: "مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ بات کہاں سے نقل کی، شاید کہ انہوں نے خود ہی قیاس کرلیا ہے"

(اس کے بعد) اندلسی فرماتے ہیں: "حقیقت یہ ہے کہ بنو تمیم ۱۱ کی خبر کو لازمی طور پر اس وقت حذف کرتے ہیں جب کسی سوال کا جواب ہو اور ایسا قرینہ بھی موجود ہو جس کے ذریعے خبر کے مفہوم کا پتا چل سکے لیکن اگر کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو خبر کو حذف کرنا قطعی طور پر جائز نہیں ہے کیونکہ اس وقت اس کا کچھ پتا نہیں چل سکے گا۔ پس خبر کے وجود کو ضروری سمجھنے میں بنو تمیم اہل حجاز کی طرح ہیں۔

اس کے بعد اہل دانش کا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں متحیر ہونے کا راز ذکر کیا ہے اور پھر بڑی تفصیلی گفتگو لفظ "اللہ" پر کی ہے اور ان کے اختلاف کو اس سوال کی

marfat.com

شکل میں ذکر کیا ہے: (۱۱)

"أسریانی هو أم عربی ، اسم أو مشق ومِمّ اشتقاقه

وماأصله أو غیر مشق، علم أوغیر علم"

کیا لفظ اللہ سریانی زبان کا ہے یا عربی؟ نیز آیا یہ لفظ اسم ذات ہے یا صفت؟ مشتق ہے یا غیر مشتق؟ اگر مشتق ہے تو یہ کس لفظ سے مشتق ہے؟ اگر مشتق نہیں ہے تو علم ہے یا غیر علم؟

اسی طرح آپ کا یہ رسالہ بے شمار منہجی اور ادبی خصائص واوصاف سے متصف ہے جن میں دعائیہ کلمات سے آغاز واختتام (۱۲)

اسلوب خطابی

قدرت تامه علی قواعد اللغة

وسعت مطالعه

مرقع نحو و صرف

منهج استدلالی

قدرة تامة علی کلام اللغة وأسالیه

دقة بالغة

ایجاز شدید

مرقع مباحث منطقیة

استشهاد بالایات والاحادیث

marfat.com

النقد الساذج

استخدام الكلمات المألوفة

التراكيب المتينة

انسجام بين الصيغ والمعاني

كلمات جزلة کا استعمال

الأسلوب التقابلي

التطبيق بين الاقوال والاستدلال بها

مصادر اصلیہ سے استشہاد واستدلال

التوافق بين اللفظ والصورة

الاستدلال بالسيرة الطيبة قابل ذکر ہیں۔

طوالت کے پیش نظر تمام نکات کا ذکر ممکن نہیں چند ایک محاسن ومناہج قابل ذکر ہیں:

قرآنی آیات واحادیث نبویہ سے استشهاد

شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے اسلوب ومنہج کے نمایاں ترین اوصاف میں سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ اپنی نصوص کو قرآنی آیات واحادیث نبویہ سے مزین فرماتے ہیں (۱۳) مثال کے طور پر لفظ اللہ کے بعض لطائف تحریر فرماتے ہوئے آپؒ نے پہلے (ولله جنود السموت والأرض) پھر (له ما فى السموات وما فى الأرض) اور آخر میں (لا اله إلا هو) سے استشہاد کیا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات

marfat.com

کے واحد و یکتا ہونے پر دلائل دیتے ہوئے آیت مبارکہ (لو کان فیھما الھۃ إلا اللہ لفسدتا) سے استدلال کیا اسی طرح آپؒ احادیث نبویہ سے کثرت سے استشہاد کرتے ہیں اس کی بہترین مثال فضائل کلمہ طیبہ کی تحریر ہے جس میں آپؒ نے صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی اور سنن ابن ماجہ اور دیگر مشہور و معروف کتب احادیث سے روایات کو یکجا کر دیا ہے جو اس بات کی غماز ہے کہ آپؒ کی نظر بنیادی مصادر اسلام پر بڑی گہری ہے۔ اور یہ آپؒ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اقوال کے مابین مقارنہ اور ان سے استدلال

شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ قرآنی آیات و احادیث نبویہ سے استشہاد کے ساتھ ساتھ اُقوال، آثار اور ابیات سے بھی استشہاد کرتے ہیں (۱۴) اور ان کے درمیان مقارنہ کرتے ہیں اس کی عمدہ مثال آپؒ کی وہ تحریر ہے جو آپؒ نے وجود باری تعالیٰ پر لکھتے ہوئے تحریر فرمائی اور اعلم أن توحید العوام (واضح ہو کہ عوام اہل اسلام کا عقیدہ توحید یہ ہے کہ) سے گفتگو کا آغاز کیا پھر توحید کے متعلق صوفیہ کی آراء کا خلاصہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ عربی و فارسی ابیات اور علماء کے اقوال سے استشہاد بھی کیا اور اپنے مخصوص انداز میں تعلیق بھی لگائی ملاحظہ فرمائیے: (۱۵)

"ولما لم یکن ھذا التقید موجودا حقیقیا فی نفس الأمر بل معدوما صرفاً کما کان اذا لأعیان ماشمت رائحۃ الوجود...... والعمدۃ فی إدراک ھذا المطلب الشریف عندھم ھو الوجدان الصحیح و المکاشفات

marfat.com

الحقانیة"

"مگر چونکہ یہ قید (ہستی) حقیقت میں موجود نہیں ہے بلکہ پہلے کی طرح معدوم محض ہے اس لیے کہ اعیان نے وجود (حقیقی) کی بوتک نہیں سونگھی، اور موجود حقیقی خدائے واحد وقہار کے سوا اور کوئی نہیں ہے اس لیے اس (ہستی) کو وجود کے "مرتبہ تنزل" سے موسوم کیا جاتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہ کوئی تنزل متصور ہے اور نہ ترقی بلکہ وہ ہر قید سے آزاد ہے یہاں تک کہ مطلق کی قید سے بھی آزاد ہے، البتہ وہ احکام کے مراتب کا جامع ہے اور ہر مرتبے کے مخصوص اُحکام ہیں جن سے آگے کوئی بڑھ نہیں سکتا۔ جو شخص ان مراتب کا لحاظ نہیں رکھے گا وہ بے دین ہو جائے گا اسی مقصد کے لیے (الہامی) کتابیں نازل ہوئیں اور اس کی توضیح وحفاظت کے لیے رسول بھیجے گئے اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ اس اہم مضمون کو سمجھنے کا معتبر ذریعہ وجدان صحیح اور درست مکاشفہ ہے۔"

اسی طرح آپؒ نے وحدت الوجود کے متعلق جو تحریر فرمایا وہ بھی اقوال وابیات سے استشہاد واستدلال کی بہترین مثال ہے۔

لغوی ونحوی مباحث

جو شخص بھی رسالہ تہلیلیہ میں نظر دوڑاتا ہے وہ شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ کی وافر معلومات سے حیران ہو جاتا ہے اس لیے آپؒ کی وسیع ثقافت علمی فن کے تمام مجالات

marfat.com

اور علم کے تمام میادین کا احاطہ کرتی ہے اسی لیے ہم آپؒ کو دیکھتے ہیں کہ آپؒ دقیق علمی و فنی مباحث پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں جیسا کہ آپؒ نے لغوی ونحوی مباحث پر گفتگو فرمائی ہے اس حوالہ سے آپؒ کے اسلوب ومنہج کی نمایاں ترین سمات میں سے وہ معلومات ہیں جو آپؒ نے تقدیر خبر ''لا'' کے متعلق فراہم کی ہیں مثال کے طور پر کلمہ طیبہ پر گفتگو کا آغاز سوالیہ انداز میں اس طرح کررہے ہیں:

''فان قلت لا بدمن تقدير خبر لا......''(۱۶)

اگر آپ کہیں کہ (کلمہ طیبہ میں) لا کی خبر کو مقدر ماننا ضروری ہے۔ پس اگر اصل عبارت یہ قرار دی جائے:

''لا إلـه موجود إلا الله ''تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ دوسرے خدا کا وجود ممکن نہیں اور اگر ایسے ہو: ''لا إلـه ممكن إلا الله ''تو یہ مستثنیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ) کے واجب الوجود ہونے پر دلالت نہیں کرتا لہٰذا دونوں باطل ہیں؟

پھر جواباً تحریر فرماتے ہیں:

''لا'' کی خبر کو مقدر ماننے کی صورت میں ہم صورت اوّل کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے اور ہم اس نتیجے (کہ یہ کلمہ دوسرے خدا کے عدم امکان پر دلالت نہیں کرتا لہٰذا باطل ہے) کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اگرچہ کسی دوسرے خدا کے ناممکن ہونے کا عقیدہ رکھنا ہمارے لیے ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ کلمۂ توحید (اس مفہوم کے علاوہ) ایسے تمام مفاہیم ومطالب پر بھی دلالت کرے پس ہم اسی پر اکتفا کرسکتے ہیں کہ کلمہ توحید اللہ تعالیٰ کے سوا کسی معبود کے موجود نہ ہونے پر دلالت کرے کیونکہ اس مسئلہ

marfat.com

میں ہمارا اصل مقصد اور منشاء یہی ہے۔

اپنے ہی اس جواب پر مزید سوال اٹھاتے ہوئے رقمطراز ہیں: (۱۷)

"فإن قلت لاحاجة إلى إثبات خبر "لا" في لغة بني تميم على مانقله ابن الحاجب من أنهم لايثبتون خبرها؟"

اگر آپ کہیں کہ قبیلہ بنوتمیم کے مطابق "لا" کے لیے خبر کا ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ ابن حاجب لکھتے ہیں: "قبیلہ بنوتمیم "لا" کے لیے خبر کا ہونا ضروری نہیں سمجھتے۔"

اس کا جواب بہت ہی ایجاز واختصار مگر جامع ومدلل انداز میں دینے کے ساتھ ساتھ اس کی تائید وتوثیق مشہور ومعروف نحوی ومفسر ابو حیان اندلسی کے قول سے فرمائی آپ فرماتے ہیں: (۱۸)

"قلنا هو غير معتمد عند المحققين حتى قال الاندلسي: لا ادري من أين نقله ولعله قاسه ......فلايجوز حذفه رأسًا اذلادليل عليه"

"ہم کہیں گے کہ یہ قول محققین کے نزدیک غیر معتبر ہے، یہاں تک کہ اندلسی نے کہا ہے "مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ بات کہاں سے نقل کی، شاید کہ انہوں نے خود ہی قیاس کرلیا ہے...... حقیقت یہ ہے کہ بنوتمیم "لا" کی خبر کو لازمی طور پر اس وقت حذف کرتے ہیں جب کسی سوال کا جواب ہو اور ایسا قرینہ بھی موجود ہو جس کے ذریعے خبر کے مفہوم کا پتا چل سکے لیکن اگر کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو

marfat.com

خبر کو حذف کرنا قطعی طور پر جائز نہیں ہے کیونکہ اس وقت اس کا کچھ
پتا نہیں چل سکے گا۔''

پس خبر کے وجود کو ضروری سمجھنے میں بنو تمیم اہل حجاز کی طرح ہیں۔ مختصراً یہ کہ اسی طرح کی دقیق علمی بحوث آپؒ نے لفظ ''اللہ'' پر گفتگو کرتے ہوئے بھی تحریر فرمائی ہیں۔

دقت بالغہ اور ایجاز شدید

جب بھی آپؒ کسی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں جس کا تعلق اصل و بنیادی موضوع سے ہو آپؒ اس کا حق ادا کرنے کی سعی و کوشش میں مسلسل مصروف عمل رہتے ہیں حتی کہ اس کے تمام جوانب کا احاطہ کرتے ہیں اور کوئی چیز بھی بغیر تحقیق و تفتیش کے ذکر نہیں فرماتے حتی کہ وہ وقائع و اخبار اور دلائل جو قدیم مصادر میں ہوں جن تک رسائی آسانی سے ممکن نہ ہو کو بھی ذکر کرتے ہیں تا کہ آپؒ کی تحریر جامع و کامل ہو اور فراہم کردہ معلومات میں کسی قسم کا جھول نہ ہو اس سلسلہ میں سب سے اہم بات جو قابل توجہ ہے وہ آپؒ کی دقت رسی اور ایجاز شدید کا وصف بے نظیر ہے اس کی عمدہ و بہترین مثال آپؒ کی وہ تحریر ہے جو آپؒ نے خصوصیت ذات الٰہی کے حوالہ سے تحریر فرمائی ملاحظہ فرمائیے ص ۴۴۔۴۶ کی عبارت

ذکرِ مصادر و مراجع میں آپؒ کا منہج و اسلوب

شیخ مجدد الف ثانیؒ اپنی وافر معلومات اور وسعت علمی کی بدولت ایسا کرتے رہتے ہیں جو قاری کی توجہ کھینچ لیتا ہے اس لیے آپؒ مسلسل اس سعی و کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ قاری کو نئی سے نئی اور مفید معلومات فراہم کی جائیں اس غرض و ہدف کی تکمیل کے

marfat.com

لیے آپؒ مصادر قدیمہ اور حدیثہ کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں ایسا ہی آپؒ نے اس مختصر مگر جامع رسالہ میں کیا آپؒ نے جن امہات المصادر سے استفادہ کیا ان میں صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، مسند امام احمد بن حنبلؒ، شرح السنہ، انوار التنزیل حاشیہ سید سند، حاشیہ جرجانی، مفاتیح الغیب، شرح المواقف، شرح المقاصد، مسند معاذ بن جبل، معالم التنزیل، الفصوص، کلیات عراقی، مکتوبات شیخ عارف عبد القدوس، سنن ابی داود، مسند الدارمی، مستدرک علی الصحیحین، تصانیف ابن عربی اور کنز الحقائق قابل ذکر ہیں (۱۹) جبکہ ان مصادر کے ذکر میں آپؒ کا منہج و اسلوب یکساں نہیں ہے۔ جس کو درج ذیل نکات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(i) مصدر اور مؤلف کا اکٹھا ذکر (۲۰)

(ii) مصدر کا ذکر مؤلف کے ذکر کے بغیر (۲۱)

(iii) مؤلف یا قائل کا ذکر مصدر کے ذکر کے بغیر (۲۲)

(iv) اقوال سے استشہاد قائل اور مصدر کے ذکر کے بغیر (۲۳)

اور اسی طرح آپؒ مصادر و مراجع کا ذکر کرتے ہوئے جلد اور صفحہ نمبر تحریر نہیں فرماتے اور نہ ہی قرآنی آیات کو ایرد کے دوران سورت کا نام اور آیت نمبر ذکر کرتے ہیں اور نہ ہی احادیث مبارکہ تخریج کرتے ہیں اور مزید یہ کہ نہ ہی آپؒ اعلام، اماکن، قبائل اور بلدان سے تعارف کرواتے ہیں۔ (۲۴)

مختصراً یہ کہ آپؒ مختلف مباحث پر بات کرتے ہوئے سب سے پہلے دین اسلام کے بنیادی و اساسی مصادر قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے استشہاد و استدلال

marfat.com

کرتے ہیں اور اس کے بعد حسب ضرورت صرف، نحو، منطق، فلسفہ اور علم الکلام کے مصادر سے بھی استفادہ کرتے ہیں جو آپؒ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے اپنے مکتوبات میں تصوف حق کی دعوت واشاعت کے ساتھ ساتھ بدعت وخرافات کی بیخ کنی بھی کی ہے جو کہ ایک مجدد کے لیے بہت ہی ضروری بلکہ لازم وملزوم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فکر مجدد کو سمجھنے اور اس کی ترویج واشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

فہرس الھوامش

(۱) ملاحظہ فرمایئے: تھلیلیہ ص۴۱۔۵۴، تحقیق ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس، تصوف فاؤنڈیشن

(۲) ملاحظہ فرمایئے: تھلیلیہ ص۵۴۔۵۹

(۳) انظر تھلیلیۃ، مقدمہ ص۱۹، ۲۰، ۲۱، والجنات الثمانیۃ ص: ۳۵

(۴) مصدر سابق ص۲۰، ۲۱، زبدۃ المقامات ص۱۳۱، ۲۴۰، ومقامات معصومی ۵۴/۲

(۵) لسان العرب مادہ ھ ل ل

(۶) دیکھیے المکتوبات المجددیۃ، تحقیق مفتی محمد علیم الدین ص۱۰، ۱۸، ۲۵ اور مزید ملاحظہ فرمایئے ارمغان امام ربانی ۲۱۶/۲۔۲۴۱

(۷) تھلیلیہ ص۴۱، تحقیق ہمایوں عباس شمس

(۸) المصدر السابق والصفحۃ ایضاً

(۹) مصدر سابق وصفحہ ایضاً

(۱۰) مصدر سابق ص۴۱، ۴۲

(۱۱) مصدر سابق ص۴۲، س۹۔۱۱

marfat.com

(۱۲) اس رسالہ کے شروع میں تمہیدی و دعائیہ کلمات بعض قلمی نسخوں میں نہیں ہیں قلمی نسخوں میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد کلمہ طیبہ سے آغاز ہوتا ہے یہ دعائیہ کلمات مطبوعہ نسخہ میں ہیں۔ (رسالہ تہلیلیہ ص ۶۳، حاشیہ نمبر؟)

(۱۳) قرآنی آیات سے استشہاد کے لیے ملاحظہ فرمائیں التہلیلیہ ص ۴۴، ۴۵، ۴۸، ۴۹، ۵۸ جبکہ احادیث سے استشہاد کے لیے ملاحظہ فرمائیں مصدر سابق ص ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۵۴، ۵۵، ۵۸۔

(۱۴) ابیات سے استشہاد و استدلال کے لیے دیکھیے تہلیلیہ ص ۴۹ س ۳۔۵ ص ۵۱ س ۱۴۔۱۶، ص ۵۲ س ۹۔۱۱

(۱۵) تہلیلیہ: ص ۴۹، ۵۰

(۱۶) مصدر سابق ص ۴۱، ۴۲

(۱۷) مصدر سابق والصفحہ ایضاً

(۱۸) مصدر سابق والصفحہ نفسھا ایضاً

(۱۹) مصدر سابق ص ۴۲ س ۵، ص ۴۴ س ۵، ص ۴۶ س ۱۲، ۱۳، ص ۴۷ س ۳، ۶، ۹، ۱۲، ۱۵

(۲۰) تہلیلیہ: ص ۴۲ س ۵، ص ۴۹ س ۶، ۱۲، ص ۵۲ س ۱۴

(۲۱) مصدر سابق ص ۴۶ س ۶، ص ۴۷ س ۱۵

(۲۲) مصدر سابق ص ۴۱ س ۱۸، ص ۴۲ س ۱، ص ۴۴ س ۵، ص ۵۸ س ۴

(۲۳) مصدر سابق ص ۴۴ س ۱۹، ص ۴۶ س ۲، ص ۴۸ س ۴، ۷، ص ۵۰ س ۱۸، ص ۵۶ س ۱۶

(۲۴) تہلیلیہ: ص ۴۴ س ۲۰، ص ۴۵ س ۲، ۳، ۱۸، ۱۹، ص ۴۶ س ۱۳، ۱۶، ص ۴۷ س ۳ و ما بعدھا، ص ۵۴ س ۱۷، ص ۵۸ س ۳، ۹۔۱۱، ۱۷ و غیرھا۔

marfat.com

میرزا عبدالرحیم خانِ خاناں رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت

marfat.com

میرزا عبدالرحیم خانِ خاناںؒ کے نام حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت

ڈاکٹر محمد اکرم ورک

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ (۹۷۱-۱۰۳۴ھ/1563-1624ء) نے "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ" کے اصول کے مطابق جن سیاسی شخصیات کو خاص طور پر خطوط صادر فرمائے اور ان کی اصلاح کی راہ سے بادشاہ، امراء اور دیگر عمائدین حکومت کی اصلاح کا قصد فرمایا، ان میں ایک بڑا نام میرزا عبدالرحیم خانِ خاناں کا ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے طرزِ عمل سے ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے کہ داعی کا ایک اہم ہدف یہ ہونا چاہیے کہ وہ معاشرے میں صاحبانِ اقتدار میں سے سلیم الفطرت انسانوں کی کھوج میں خصوصی محنت کرے، کیونکہ ایسے لوگوں کو تھوڑی سی محنت سے جادۂ مستقیم پر گامزن کیا جاسکتا ہے، اور پھر ان کی وساطت سے دیگر لوگوں کی اصلاح کچھ مشکل نہیں رہتی۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز نے میرزا عبدالرحیم خانخاناںؒ کے نام تیرہ مکتوب ارسال فرمائے جن کی تفصیل یہ ہے۔

دفتر اوّل میں مکتوب نمبر: ۲۳-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۱۹۱-۱۹۸-۲۱۴-۲۳۲-۲۶۸

اور دفتر دوم میں مکتوب نمبر: ۸-۶۲-۶۶۔

زیرِ نظر سطور میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ان خطوط کے جن پہلوؤں پر

marfat.com

خاص طور سے روشنی ڈالی جائے گی، وہ تین پہلو ہیں:

(i) دعوتی اہمیت

(ii) معاشرتی اہمیت

(iii) سیاسی اہمیت

موضوع پر براہِ راست گفتگو سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مکتوب الیہ کا مختصر تعارف قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

میرزا عبدالرحیم خانِ خاناںؒ کے والد کا نام میرزا بیرم خاں تھا، جو شہنشاہ ھمایوں کا سپہ سالارِ اعظم، سلطنت مغلیہ کا زبردست وفادار اور بازوئے شمشیر زن تھا۔ میرزا عبدالرحیم خانِ خاناںؒ بیرم خان کے ہاں ۱۴ صفر المظفر ۹۶۴ھ بمطابق ۱۵۵۶ء بروز جمعرات لاہور میں امیر جمال خاں میواتی کی صاحبزادی کے بطن سے متولد ہوئے۔ ابھی چار برس کی عمر تھی کہ آپ کے والد کو گجرات کے قریب پٹن شہر میں ۹۶۸ھ میں قتل کر دیا گیا، وارثوں نے آپ کو آگرہ منتقل کر دیا، جہاں آپ شاہی ماحول میں پرورش پاتے رہے، ذرا ہوش سنبھالی تو تعلیمی سلسلے کا آغاز کیا۔ اپنے وقت کے نامور علماء وفضلاء خاص کر علامہ فتح اللہ شیرازی، قاضی نظام الدّین بدخشی، مولانا محمد امین اندجانی، حکیم علی گیلانی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے علوم ظاہری و باطنی و فوائد کثیرہ حاصل کیے۔ گجرات کے معروف بزرگ شیخ وجیہ الدینؒ بن شیخ نصر اللہ علویؒ سے روحانی طریقہ اخذ کیا۔

امیر کبیر محمد شمس الدین غزنویؒ کی صاحبزادی سے نکاح کیا۔ مغل بادشاہ اکبر کے دورِ حکومت میں اعلیٰ حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ گجرات، سندھ اور دکن کے بعض علاقے

marfat.com

آپ کے ہاتھوں فتح ہوئے۔ اکبر نے آپ کو خان خاناں (امیر الامراء) کا لقب دیا اکبر نے اپنے بیٹے جہانگیر کی تعلیم و تربیت کے لیے آپ کو ۹۷۲ھ میں اپنے پاس رکھ لیا۔ ایک متبحر اور قابل اعتماد عالم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ عربی، فارسی، ترکی، ہندی اور سندھی لغات کے بھی زبردست ماہر تھے۔ انھوں نے ۹۹۷ھ میں ''تزک بابری'' کا ترکی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ اپنے دور میں صاحب القلم والسیف کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اپنے دور میں آپ جیسا متنوع الصفات اور جامع الفضائل شخص شاید ہی کوئی ہو، ۱۰۲۶ھ میں دہلی میں انتقال فرمایا، اور مقبرہ ہمایوں کے برابر مدفون ہوئے۔[۱]

دورِ حاضر میں جب اسلامی تحریکات کے مقاصد اور پس منظر پر بات کی جاتی ہے تو جو سوالات خاص طور پر اربابِ علم و دانش کے ہاں زیرِ بحث آتے ہیں ان میں سے ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا اسلامی تحریکات کا اصل ہدف معاشرتی اصلاح ہے یا اسلامی ریاست کا قیام۔ حضرت مجددؒ کی دعوتی اور تحریکی زندگی کے مطالعے سے جو چیز نکھر کر ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک داعی کا اصل ہدف اصلاحِ معاشرہ ہے ،حصولِ اقتدار اور نظمِ اجتماعی اس کے دعوتی مشن کا ہدف نہیں بلکہ نتیجہ ہے۔ میرزا عبدالرحیم خانِ خاناںؒ کے نام حضرت مجددؒ کے خطوط کو ان کے اسی وژن کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ذیل کی سطور میں ہم اپنے قارئین کی توجہ چند ایسے ہی نکات کی

۱۔ مآثر الامراء ، نزہۃ الخواطر، ۳۰۴/۵

marfat.com

طرف مبذول کروائیں گے۔

خانِ خاناںؒ کے نام خطوط کی دعوتی اہمیت:

سماجی تبدیلی کے لئے دعوت کا مرکزی ہدف طبقہ عوام ہے یا اشرافیہ۔ یعنی تبدیلی اوپر سے نیچے کی طرف سفر کرتی ہے یا نیچے سے اوپر کی طرف، یہ سوال جس قدر اہم ہے اسی قدر سنجیدہ تجزیے کا متقاضی بھی ہے۔ دورِ حاضر میں بہت سی اسلامی تحریکوں کی تگ و دو اور طرزِ عمل کو اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے، اور اسی پس منظر میں ان کے اثرات و نتائج کی وسعت کا اندازہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریکِ دعوت کو اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپؒ نے ایک طرف تو طبقۂ عوام کی تعلیم و تربیت اور اصلاحِ احوال کی طرف بھرپور توجہ فرمائی اور دوسری طرف کرسی اقتدار کی بجائے امراء اور اشرافیہ کو اپنی دعوت کا ہدف بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپؒ کی کوششوں کے نتیجے میں معاشرے کے سرکردہ لوگوں نے اپنی دینی دلچسپیوں کا اظہار کیا تو عوام نے اپنے دینی مزاج کی وجہ سے ان کے طرزِ عمل کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس پر اپنی مسرت اور شادمانی کا اظہار بھی کیا۔

دعوتِ دین میں مدعو کے لئے خیر خواہی اور دلسوزی شرطِ اوّل ہے۔ داعی کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ مدعو کے دل پر دستک دے، اور نہ صرف اس کی عزتِ نفس کا پوری طرح لحاظ رکھے، بلکہ اس کے ہر اچھے عمل پر اس کی حوصلہ افزائی بھی کرے، اور پھر جہاں ضرورت ہو اس کی اخلاقی تربیت سے بھی صرفِ نظر نہ کرے۔

marfat.com

اعلیٰ حکومتی عہدوں پر فائز اربابِ بست وکشاد خاص قسم کے پروٹوکول (Protocol) کے عادی ہوتے ہیں، اور یہ پروٹوکول ان کی نفسیات میں رچ بس کر ان کی عادت سے بڑھ کر فطرت کا حصہ بن جاتا ہے، ایک داعی کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ اپنے مدعو اور مخاطب کی نفسیات اور پس منظر (Back Ground) کا پوری طرح لحاظ رکھے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط میں ہمیں اس اسلوب کی جھلکیاں جگہ جگہ ملتی ہیں۔ مثلاً آپ اپنے خطوط کا آغاز کسی نہ کسی دعائیہ جملہ سے فرماتے ہیں ایک خط میں خانِ خاناںؒ کو اپنی دعاؤں سے نوازنے کے ساتھ ساتھ ان کے کمالات کا اعتراف ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

> ”اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ایسی قیل وقال سے نجات دے جو حال سے خالی ہے اور اس علم سے نجات عطا فرمائے جو عمل سے محروم ہے۔۔۔۔اے ظہورِ کمالات کے لائق برادرِ عزیز! اللہ تعالیٰ تمہیں قوت سے فعل کی طرف لائے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، تو اس شخص پر افسوس جس نے اس میں کچھ نہ بویا اور زمینِ استعداد کو خالی رکھا اور تخمِ اعمال کو ضائع کردیا۔“[1]

ایک مکتوب میں حضرت مجددؒ، خان خاناں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱۔ مکتوبات: دفتر اول، حصہ اوّل، مکتوب نمبر: ۲۳

marfat.com

کہ ایسی کتب کے مطالعہ سے احتراز کرنا چاہیے جو صوفیاء کے مکشوفات والہامات پر مبنی ہوں، کیونکہ ہر قاری کے لئے اصل حقائق تک آسانی سے رسائی ممکن نہیں۔ اس لئے اربابِ اختیار کو فتوحاتِ مکیہ (ابن عربیؒ) کی بجائے فتوحاتِ مدنیہ (احادیثِ نبویہ) کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ آپ مکتوب الیہ کو دعا دیتے ہوئے فرماتے ہیں: فتوحاتِ مکیہ مفتاح فتوحاتِ مدنیہ باد۔

''فتوحاتِ مکیہ فتوحاتِ مدینہ کی کلید ہو''

سلاطین، امراء اور حکومتی عہدیداروں کا احتساب اور ان کو نصیحت کرنا جان جوکھوں کا کام ہے، لیکن یہ کام جس قدر مشکل ہے اسی قدر ضروری بھی ہے اس لئے کہ عوام الناس معاشرے کے سرکردہ افراد اور ان کے طرزِ عمل سے نہ صرف براہِ راست متأثر ہوتے ہیں بلکہ ان کو نمونۂ عمل (Role Modle) بھی بنا لیتے ہیں۔ اس لئے ایک داعی کو ہر طرح کے تحفظات سے بلند ہو کر بڑی حکمت کے ساتھ یہ فریضہ انجام دینا چاہیے۔ کیونکہ اعلیٰ منصب پر فائز کسی ایک انسان کی اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے بہت سارے انسانوں کی اصلاح کا سامان کر لیا ہے۔ حضرت مجددؒ نے دعوت کے اس اسلوب کو جس حکمت کے ساتھ برتا ہے، وہ داعیانِ اسلام کے لئے خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔ میرزا عبدالرحیم خانِ خاناںؒ صاحبِ ثروت اور سلطنت مغلیہ کے رکن رکین

۱۔ مکتوبات: دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر: ۱۹۸

marfat.com

ہونے کے باوصف اہل اللہ اور درویشوں کے خدمت گاروں میں تھے مگر ان کے اندازِ تحریر سے تحکم اور تکبر کی بو آتی تھی۔ حضرت مجددؒ ایک مکتوب میں ان کو تواضع اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے فقراء کی بہت خدمت کی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی فقراء کے آداب کا لحاظ بھی بہت ضروری ہے، تاکہ اس پر ثمرہ اور نتیجہ برآمد ہو۔ اور اس کے بغیر تو خار دار درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے، یعنی کچھ فائدہ نہیں ہے، ہاں حضور ﷺ کی امت کے متقی لوگ تکلف سے بری ہیں اور متکبروں کے ساتھ تکبر کرنا بھی ایک قسم کا صدقہ اور نیکی ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ کو ایک شخص نے متکبر کہا تو انھوں نے فرمایا: میرا تکبر خدا کے لیے ہے۔

اس گروہ فقراء کو ذلیل خیال نہ کریں کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے: "رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ" (بہت سے پراگندہ بال، گرد آلود، دروازوں سے دھکیلے جانے والے (باطن میں ایسا بلند مقام رکھتے ہیں کہ) اگر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری کرتا ہے۔)

.... اگرچہ یہ باتیں تلخی نما ہیں۔ لیکن آپ کی خوشامد

marfat.com

اور چاپلوسی کرنے والے بہت ہیں، آپ اسی پر اکتفاء کریں۔ فقراء سے آشنائی اور ملاقات سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے پوشیدہ عیوب اور مخفی کمینی حرکات سے واقف اور مطلع ہو۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس طرح کی باتوں سے آزار اور تکلیف دینا مقصود نہیں، بلکہ یہ باتیں خیر خواہی اور دلسوزی کے طور پر ہیں۔"[۱]

تکبر دراصل ایک روحانی اور اخلاقی مرض ہے جس کا علاج تواضع اور انکساری ہی سے ممکن ہے۔ تواضع، غرباء کا اظہارِ حال اور امراء کے لئے باعثِ کمال ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں:

تواضع زگردن فرازاں نکوست گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی پرسوز نصیحت کے جو اثرات مکتوب الیہ پر مرتب ہوئے اس کی نشاندہی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوسرے مکتوب سے ہوتی ہے۔ جب خانِ خاناںؒ نے اس پرخلوص نصیحت کے نتیجے میں تواضع اختیار کرتے ہوئے اپنے رویے کو بالکل تبدیل کر لیا تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خط میں ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"چونکہ آپ نے فقراء کے آداب کا لحاظ رکھا ہے اور باتوں میں تواضع اختیار کی ہے۔ اس کے مطابق: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ،

۱۔ مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۶۸

marfat.com

(جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے۔ اللہ اسے بلندی اور رفعت اختیار کرتا ہے۔) امید ہے آپ کا یہ عجز وتواضع آپ کی دینی ودنیوی رفعت کا سبب بنے۔[۱]

شیطان کے بڑے جالوں میں سے ایک جال یہ ہے کہ وہ امورِ شرعیہ کے بارے میں انسان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈال کر اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی تو یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اسلامی احکام خلافِ عقل ہیں، عصری تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہیں، اور ان پر عمل کرنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ حضرت مجددؒ نے خان خاناںؒ کے نام ایک تفصیلی خط اس مضمون کا صادر فرمایا:

کہ امورِ شرعیہ میں پوری آسانی اور سہولت کا لحاظ رکھا گیا ہے مقیم ومسافر، مریض وتندرست اور مرد وزن دونوں کے دائرہ کار اور نفسیات کے مطابق تعلیمات دی گئی ہیں۔ اب اس اہتمام کے بعد بھی جو شخص عمل نہ کرے وہ حقیقتِ ایمان سے محروم ہے۔[۲]

اس میں کیا شک ہے کہ اسلام دینِ فطرت ہونے کے ساتھ ساتھ دینِ عقل بھی ہے لیکن کون سی عقل معیارِ حق ہوگی؟ یہ ایک اہم سوال ہے، حقیقت یہ ہے کہ عقل ایک ایسا کمزور اور بے بس راہنما ہے جس کو انسانی خواہشات اور جذبات نے ہمیشہ اپنا تابع

۱۔ مکتوبات: دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر: ۶۹

۲۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۱۹۱

marfat.com

مہمل بنا کر رکھا ہے، اور عقل نے ہمیشہ انسانی جذبات و خواہشات کے حق میں دلائل تراشے ہیں اور خواہشاتِ نفس اور جذباتی رویوں کو عقلی رویے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ عقل جج نہیں، وکیل ہے۔ جیسا مقدمہ اسے دیا جائے گا اسی کے مطابق وہ وکالت کرے گی۔ یہ ایک ایسی دو دھاری تلوار ہے جو دونوں طرف چلتی ہے اس سے جس طرح دینی حقائق کو ثابت کیا جا سکتا ہے اسی طرح باطل بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ وکیل کی وکالت و ذہانت پر موقوف ہے کہ وہ مقدمہ کے کس پہلو کی تائید یا تردید کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ اپنی عقل کا ترازو لے کر آگے بڑھے اور احکام شرعیہ کے حق و باطل ہونے کا فیصلہ کرنے بیٹھ جائے۔ معیارِ حق عقل نہیں بلکہ وحی ہے۔ اس لیے ایک مکتوب میں حضرت مجددؒ، خان خاناں کے نام تحریر فرماتے ہیں:

> ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ تمام احکام شرعیہ کو عقلی پیمانے پر ناپے اور دلائل عقلیہ کے مطابق کر دے: وہ شانِ نبوت کا منکر ہے اور اس کے ساتھ کلام کرنا کم عقلی و بے وقوفی ہے۔'' [1]

عقل پرستی کا مرض ہر دور میں رہا ہے، مغربی فکر و فلسفے کے زیر اثر یہ دورِ حاضر کا بڑا فتنہ ہے۔ اسلام عقل کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے اور تفکر فی الخلق پر زور دیتا ہے، اسلام کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ اگر کسی حکم کی حکمت وقتی طور پر انسان کی سمجھ میں نہ بھی آئے تب بھی وہ

۱۔ مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۱۱۴

marfat.com

اس پر پختہ ایمان اور یقین رکھے۔ ورنہ ایسے شخص کا ایمان اپنی عقل پر ہوگا نہ کہ نبوت و رسالت پر۔ اسی پس منظر میں شیخ مجددؒ نے اسلامی حدود و تعزیرات اور اسلامی احکام کو عقل کے ترازو میں تولنے والے شخص کو شانِ نبوت کا منکر قرار دیا ہے۔ گویا دین یہ ہے کہ

عقل قربان کن بپیشِ مصطفیٰ

خان خاناںؒ کے نام خطوط کی معاشرتی اہمیت:

دورِ حاضر میں داعیان اسلام کی دعوت کے غیر مؤثر ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا افرادِ معاشرہ کے ساتھ براہِ راست تعلق نہ ہونے کے برابر ہے، ہمارے ہاں طبقۂ عوام کے مسائل سے آگاہی حاصل کرنا اور پھر ان کے حل کی عملی کوشش، دعوتِ دین کے دائرہ سے قطعی باہر سمجھی جا رہی ہے۔ یہ طرزِ عمل رسول اللہ ﷺ کے منہاج دعوت سے بہت بڑا انحراف ہے۔ سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق خدا سے محبت اور خدمتِ خلق دعوتِ دین کے سب سے کارگر ہتھیار ہیں۔ پہلی وحی کے بعد جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپؐ کے اضطراب کو دیکھتے ہوئے حضرت خدیجہؓ نے آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی:

"كَلَّا وَاللهِ لَا يُخْزِيكَ اللهُ اَبَداً اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ" (بخاری، باب بدء الوحی)

"ہرگز نہیں! اللہ کی قسم، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، ناداروں کی خبر

marfat.com

گیری کرتے ہیں اور مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔"[1]

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ الفاظ قبل از اعلان نبوت رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا بڑا خوبصورت اور جامع بیان ہیں، جس سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ خدمتِ خلق پہلے ہے اور دعوتِ دین بعد میں۔ اس وقت عیسائی مبلغین اور مشنریز پوری دنیا میں خدمتِ خلق کے نام پر اپنے باطل نظریات کے پرچار میں مصروف ہیں۔ غور کیا جائے تو برصغیر میں صوفیاء کرام نے بلا امتیازِ رنگ و نسل اور مذہب، لوگوں کی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں کامیاب ٹھہرے۔ خانقاہی نظام میں لنگر کا تصور اس اسلوبِ دعوت کی خوبصورت مثال ہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی منہج میں بھی اس اسلوب کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ نہ صرف ذاتی حیثیت میں آپ نے مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا بلکہ اصحابِ ثروت کو بھی اس طرف توجہ دلائی۔ ہم ان سطور میں صرف چند مثالیں پیش کرنے پر ہی اکتفاء کریں گے جن سے واضح ہوتا ہے کہ ایک طرف اگر شیخ مجددؒ کی اپنے ارادت مندوں کی روحانی ترقی پر گہری نظر تھی تو دوسری طرف وہ ان کے روزمرہ زندگی کے مسائل سے بھی پوری آگہی رکھتے تھے۔ حضرت مجددؒ، خانِ خاناںؒ کے نام اپنے ایک مکتوب میں ایک ضرورت مند کی سفارش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"سیادت مآب سید ابراہیم آپ کے بلند آستانہ سے قدیمی تعلق و

۱۔ صحیح بخاری، رقم الحدیث:۳

marfat.com

نسبت رکھتا ہے اور آپ کے دعا گوؤں میں شامل ہے۔ آپ کے ذمہ کرم پر لازم ہے کہ اس کی دستگیری فرمائیں۔ تاکہ اس فقر اور بڑھاپے کے وقت اپنے اہل وعیال میں فراغت اور سکون سے اپنا وقت گزاریں اور آپ کے دونوں جہان کی سلامتی کی دعا میں مشغول رہیں۔ [1]

حضرت مجدد علیہ الرحمہ ایک دوسرے مکتوب میں رقمطراز ہیں:

''میاں شیخ عبدالمومن بزرگ زادہ ہیں اور تحصیل علم سے فارغ ہو کر طریقۂ صوفیاء کا سلوک فرماتے ہیں۔ اور سلوک کے ضمن میں عجیب وغریب احوال مشاہدہ کرتے ہیں۔ ضرورتِ انسانی از قسم اہل وعیال ان کو حیران وبے اختیار ناچار کر دیتی ہے۔ اس فقیر نے ناچارگی اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے آپ کی جناب کی طرف ان کی رہنمائی کی ہے۔ ''مَنْ دَقَّ بَابَ الْكَرِيْمِ انْفَتَحَ'' جس نے کریم کا دروازہ کھٹکھٹایا وہ کشادہ حال ہو گیا۔ [2]

۱۔ مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۶۹

۲۔ مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۲۳۲

marfat.com

حضرت مجددؒ ایک اور مکتوب میں خان خاناں کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرنے کے بعد ایک حاجت مند کی سفارش بایں الفاظ فرماتے ہیں:

> ''دو ضروری اور اہم کام بے اختیار آپ کو تکلیف دینے کا باعث بنے ہیں۔ ایک رنج و آزار کا گمان رفع کرنے کا اظہار، بلکہ آپ سے اور اخلاص کا ہونا۔ اور دوسرا ایک محتاج آدمی کی طرف اشارہ جو فضیلت اور نیکی سے آراستہ ہے اور معرفت اور شہود سے مزین ہے، جو نسب کے لحاظ سے کریم اور حسب کے اعتبار سے شریف ہے۔''[1]

خانِ خاناںؒ کے نام خطوط کی سیاسی اہمیت:

میرزا عبدالرحیم خانِ خاناںؒ سیاسی اعتبار سے معمولی آدمی نہ تھے نہ صرف اپنی خاندانی خدمات کی وجہ سے بادشاہ پر ان کے گہرے اثرات تھے بلکہ اپنی فطری بہادری، بلند فکری، علماء و صوفیاء سے محبت اور فقراء و مساکین کی دادرسی کی وجہ سے ہر طبقہ میں مقبولیت کی اس سطح پر تھے جس سے زیادہ کا سوچا بھی نہیں جاسکتا، لیکن اس کے باوجود حضرت مجددؒ نے ان کی طرف جو خطوط صادر فرمائے ان میں اس بات کا ادنیٰ سا شائبہ بھی نہیں ہے جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہو کہ آپؒ خان خاناں کی اس حیثیت سے اقتدار یا ذاتی منفعت کے خواہاں ہوں۔ حضرت مجددؒ نے جس انداز میں اپنے ذاتی طرزِ عمل سے اقتدار سے

۱۔ مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۶۷

marfat.com

لاتعلقی کا اظہار فرمایا اس نے حکمران طبقے، امراء اور اشرافیہ میں آپ کی دعوت کے نفوذ میں اہم کردار ادا کیا۔ غور کیا جائے تو شیخ مجددؒ کے خطوط کا مرکزی نقطہ مکتوب الیہ کی اصلاح اور پھر ان کی وساطت سے درباری امراء اور دیگر متعلقین کی اصلاح ہی تھی۔ آپؒ نے اس مقصد کے لئے ایسا اسلوب اختیار فرمایا کہ مکتوب الیہ کی نظر میں دنیا کا حقیر ہونا پوری طرح واضح ہو جائے اور اس کی وساطت سے دوسرے امراء کی اصلاح اور ان کے دلوں میں اسلامی احکام کی حرمت و عزت کے تصور کو پختہ کیا جائے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مجددؒ کی اخلاص وللّٰہیت پر مبنی ان کوششوں کے نتیجے میں ایک موقع پر میرزا عبدالرحیم خانِ خاناںؒ گورنری کا عہدہ چھوڑنے پر تیار ہو گئے۔ خان خاناںؒ کی شخصی وجاہت، مقام و مرتبہ اور عہدہ واقتدار کے باوجود حضرت مجددؒ نے احقاق حق میں کبھی مداہنت، چشم پوشی یا مصلحت کوشی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ایک موقع پر خان خاناںؒ کو واضح اور دوٹوک انداز میں تحریر فرمایا:

> "نجات کا راستہ اہل سنت و جماعت کی متابعت ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس گروہ کو اور زیادہ کرے) اقوال میں بھی، افعال میں بھی، اور اصول و فروع میں بھی۔ کیونکہ نجات پانے والا فرقہ صرف یہی ہے۔ باقی تمام فرقے زوال اور ہلاکت کے کنارے کھڑے ہیں۔ آج کسی کے علم میں یہ بات آئے یا نہ آئے لیکن کل (قیامت) کو ہر ایک جان لے گا، مگر اس وقت جاننا بے سود ہوگا۔"[1]

۱۔ مکتوبات، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر: ۶۹

marfat.com

حضرت مجددؒ نے ہمیشہ یہ کوشش فرمائی کہ خان خاناں کی شخصی حیثیت سے فائدہ اُٹھا کر دربارِ شاہی سے وابستہ دیگر لوگوں کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ حضرت مجددؒ نے اپنے ایک مکتوب میں میرزا عبدالرحیم خانِ خاناںؒ کو اس طرف توجہ دلائی کہ

آپ کے ایک فاضل شاعر دوست کے بارے معلوم ہوا ہے کہ انھوں نے اپنا لقب ''کفری'' اختیار کر رکھا ہے جو کہ کسی مسلمان کے شایان شان نہیں۔ پھر آپؒ نے خانِ خاناںؒ کو تحریر فرمایا کہ اس شاعر کو میری طرف سے پیغام پہنچادیں کہ اس طرح کا فرانہ تخلص بدل کر کوئی ایسا اسلامی لقب اختیار کریں جو جامع برکات ہو۔[۱]

خلاصۂ کلام یہ کہ خان خاناں کے نام حضرت مجددؒ کے مکتوبات سے جو نکات نکھر کر سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ایک داعی اپنے مشن میں اسی وقت کامیاب ہوسکتا ہے جب اس کی کوششیں اخلاص پر مبنی ہوں۔ اور یہ کہ دنیوی فوائد سے بے رغبتی داعی کے پیغام کو طبقۂ امراء میں مقبول بنا دیتی ہے۔ نیز حضرت مجددؒ کے زیر مطالعہ خطوط سے یہ چیز بھی سامنے آتی ہے کہ ایک داعی کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ لوگوں کی روحانی ترقی پر نظر رکھے بلکہ اسے لوگوں کے دکھ درد میں بھی شریک ہونا چاہیے اور ان کے ساتھ اس طرح گھل مل کر رہنا چاہیے کہ ان کے سماجی مسائل اس کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکیں۔ اگر وہ

۱۔ مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر: ۲۳

marfat.com

لوگوں کی براہِ راست مدد کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو تو اصحابِ خیر کو ان کے مسائل کی طرف متوجہ کرے، اس انداز سے وہ لوگوں کے دل میں جگہ بنا سکتا ہے اور آسانی کے ساتھ دلوں کی زمین کو دعوت کے بیج کی تخم ریزی کے لئے ہموار کر سکتا ہے۔

marfat.com

روئیداد

۳۴ ویں سالانہ

قومی امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کانفرنس

marfat.com

روئیداد

۳۴ ویں سالانہ قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس

ترتیب: محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

تاریخ تجدید میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی وہ واحد ہستی ہیں جن کے مجدد ہونے پر کامل اتحاد ہے یہاں تک کہ آپ کے اسم مبارک کا بہت سے لوگوں کو علم نہیں۔ موافق ہو یا مخالف سب آپ کو مجدد الف ثانی کے پر افتخار لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار صدر مجلس پروفیسر آغا **پیر نثار احمد جان سرہندی مجددی** فرزند جلیل حضرت آغا پیر محمد اسحاق جان سرہندی نے ۳۴ ویں سالانہ امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس منعقدہ ۳۰ جنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار ۱۰ بجے دن بمقام ایوان اقبال ایجرٹن روڈ، لاہور میں کیا۔ کانفرنس کا باقاعدہ آغاز زینت القراء حافظ **قاری محمد رفیق نقشبندی** نے تلاوت قرآن حکیم سے کیا، علامہ قاری نصیر احمد شرقپوری نے انتہائی دلنشین آواز میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کیا اور جناب اصغر علی نقشبندی نے شہرہ آفاق شاعر حضرت علامہ اقبال کا کلام بحضور امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ملک کے نامور صحافی روزنامہ جرأت، تجارت کے چیف ایڈیٹر، مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے صدر جناب **جمیل اطہر سرہندی** نے افتتاحی کلمات پیش کرتے ہوئے کہا کہ تاریخی حقائق کا علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

نے تکفیری مہم نہیں چلائی بلکہ اصلاحی مہم سے کام کیا ہے۔ بیمار کو بیمار ثابت کرنا اور اس کے مرض کی صحیح تشخیص یہی حکمت ہے مگر بیمار کا علاج کرنا اس کے مرض کے اصل اسباب کو دور کرنا اور اس کو صحت مند بنانا اصل حکمت ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیمار ملت کو صحت مند بنایا اور ہندوستان کے مسلمانوں کو ہسپانیہ کے حشر سے دوچار ہونے سے بچانے میں کامیاب ہوئے۔ حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کی شخصیت کے حوالے سے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مجدد الف ثانی سوسائٹی کے صدر نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بڑی ہمہ گیر ہے اس کے اثرات بھی عالمگیر ہیں جوں جوں تحقیق کا مقام وسیع ہو رہا ہے نئے نئے رُخ سامنے آرہے ہیں اور آپ کی عظمت وشوکت کا نقش پختہ تر ہوتا جارہا ہے۔ بے شک آپ الف ثانی یعنی ہزارہ دوم کے مجدد ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض اپنی صدی سے گزر کر اب دوسری صدیوں میں داخل ہو رہا ہے تقریباً ۴۰۰ سو برس گزر چکے ہیں مگر پاک وہند کے افق پر مجددی آفتاب پوری آب وتاب سے چمک رہا ہے۔ آپ ہی کی مساعی کا ثمرہ ہے کہ آج اسلام اور مسلمان برصغیر میں پہچانے جاسکتے ہیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے ملی تشخص کو ابھارا ورنہ ہندوؤں نے بت اور جین دھرم کو اپنے اندر جس طرح جذب کرلیا تھا کہ ان کا نام ونشان تک باقی نہ رکھا۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ مسلمانوں کو بھی اسی طرح اپنے اندر جذب کرلیا جائے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب بظاہر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے انہیں عطا کیا لیکن درحقیقت یہ مولا جل شانہٗ کا عطیہ تھا اور اللہ کے نیک بندوں نے آپ کو حضرت مجدد کہنا شروع کردیا اکثر افراد اب آپ کا اصل نام تو جانتے ہی نہیں انہیں حضرت مجدد کے

marfat.com

نام سے ہی یاد کرتے ہیں۔ حضرت مجدد کے احیائے دین کا ہی اثر ہے کہ ہندوستان کے مسلمان ہندوؤں میں ضم ہونے سے بچ گئے۔ اجل علماء حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تحریک احیائے اسلام کے گرویدہ ہوئے اور اب تک چلے آرہے ہیں۔

محترم جناب جمیل اطہر سرہندی نے سوسائٹی و سنٹر کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر اپنی بساط کے مطابق پچھلے پینتیس سال سے یہ خدمت انجام دیتے آرہے ہیں اور اس سارے کام کا سہرا ہمارے روحانی پیشوا سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے آج ان کی روح پھر خوش ہوگی کہ ان کے پیروکاران کے نام لیوا اس مقصد اور نصب العین کے لیے ایک کے مرتبہ پھر لاہور کی اس سرزمین میں اکٹھے ہوئے ہیں جو کہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بڑی عزیز تھی اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بڑی محبوب تھی۔ سوسائٹی اپنے دوسرے کاموں کے علاوہ ہر سال قومی کانفرنس منعقد کراتی ہے اور اس میں جو مقالات پڑھے جاتے ہیں انہیں کتابی صورت میں شائع کرتی ہے اس دفعہ ''ارمغانِ امام ربانی کے نام سے (جلد سوم)'' شائع ہوئی ہے جسے ہمارے ساتھی ،بہت مربی اور محسن جناب ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس نے اسے مرتب کیا ہے اور اسی طریقے سے ہم نے ایک اور کتاب ''تصوف روح دین'' شائع کی ہے یہ بھی شیر ربانی اسلامک سنٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب کی تحریر ہے۔

آخر میں دعوت فکر دیتے ہوئے نے کہا کہ پاکستان کو ایک اسلامی مملکت ان تصورات کے مطابق جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں دیے جو حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے ہمیں دیے جو حضرت قائداعظم نے ہمیں دیے پاکستان کو اسلام

marfat.com

کا ایک قلعہ بنانے کے لیے عزم صمیم کے ساتھ یہاں سے اٹھیں گے اور اس پیغام کو ان تمام لوگوں تک پہنچائیں گے جو اس کانفرنس میں شریک نہیں ہو سکے تا کہ حقانیت کا اور صداقت کا یہ پرچم سربلند رہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا کرے (آمین)۔

دنیائے تحقیق کی نامور شخصیت ممتاز تاریخ دان **جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی** نے اپنے تحقیقی مقالہ بعنوان ''احیائے دین کے لیے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی کوششیں اور ان کے ثمرات'' پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ پاکستان و ہند میں اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کی سعیٔ پیہم، کرب و مخلصانہ بے چینی اور آپ کے تیار کردہ ''جرگہ مردان دولت اسلام'' کی مسلسل جدوجہد سے آخر جہانگیر بادشاہ کو اسلام کی حقانیت کا احساس ہونے لگا تو اس نے نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری اور ملک کے مفتی میراں صدر جہان سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ چار دین دار علماء کی ایک جماعت ہر وقت دربار میں اس کے ساتھ رہے جو اُسے مسائل شرعیہ سے آگاہ کرتی رہے اگر کوئی اور مصلح ہوتا تو اس خوشخبری کو اپنی کامیابی سمجھ کر پھولے نہ سماتا لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کو اللہ تعالیٰ نے ایسی فراست اور دینی بصیرت عطا فرمائی تھی اور چونکہ آپ اکبری عہد کے فتنوں اور علمائے سو کے عبادت خانہ میں اجتماع اور اس کے مضمرات سے آگاہ تھے اور جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ آپ کے نزدیک ہندوستان کی ملت اسلامیہ کے انتشار کا اصل سبب انہی علمائے سوء کی حب جاہ تھا اس لیے آپ نے اس کے منفی اثرات کا فوری نوٹس لیا اور نہایت مغموم ہو کر نواب مرتضیٰ خان

marfat.com

فرید بخاری کو ان امور سے خبردار کرتے ہوئے لکھا: ''یہ بات سننے میں آئی ہے کہ بادشاہ اسلام نے دیندارانہ فطرت کی خوبی سے جو ان میں پائی جاتی ہے آپ کو حکم دیا ہے کہ چار دین دار علماء مہیا کریں جو ہر وقت دربار شاہی میں حاضری پر احکام شرعی بیان کرتے رہیں تاکہ کوئی امر خلاف شرع واقع نہ ہو.......... مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر کیا خوشخبری ہو سکتی ہے۔ اور ماتم زدوں کے لیے اس سے اچھی بشارت کیا ہو سکتی ہے؟...... غرض مند دیوانہ ہوتا ہے چنانچہ عرض ہے کہ دیندار علماء بلاشبہ بہت کم ہیں جن کے دلوں میں مرتبہ اور سرداری کی محبت نہ ہو اور جن کا مدعا اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ شریعت کو ترویج اور ملت اسلامیہ کی تائید و تقویت ہو، حب جاہ کی صورت میں ان علماء میں سے ہر ایک الگ الگ پہلو اختیار کرے گا اور اپنی فضیلت اور بزرگی کا اظہار کرے گا اور اختلافی باتیں بیان کرے گا۔ اور اس طریقہ کو بادشاہ کے قرب کا ذریعہ بنائے گا اس صورت میں تبلیغ دین کی مہم ابتری اور خرابی کا شکار ہو گی۔ گذشتہ زمانے (عہد اکبری) میں بھی علماء کے اختلافات عالم اسلام کو بلا اور فتنے میں مبتلا کر چکے ہیں۔ ایسی ہی صورت اب بھی پیش آ سکتی ہے۔ اس طرح دین کی ترویج کیا ہو گی بلکہ دین کی تخریب ہو گی۔ اللہ سبحانہ کی اس سے پناہ اور علماء سو کے فتنے سے بھی خدا کی پناہ اس مقصد کے لیے اگر صرف ایک عالم کو منتخب کریں تو بہتر ہو گا۔ اگر علمائے آخرت میں سے کوئی میسر آ جائے تو یہ کتنی بڑی سعادت ہو گی۔ کیوں کہ ایسے عالم کی صحبت کبیرت احمر ہے۔ اور اگر ایسا نیک و پرہیز گار عالم نہ مل سکے تو صحیح سوچ بچار کے بعد اسی طبقہ ہی سے بہتر کا انتخاب کر لیں...... جس طرح عوام کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے ان کی بربادی کا باعث بھی یہی علماء ہی ہیں۔ بہترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں اور بدترین مخلوق بھی علماء ہی ہیں۔ لوگوں کی ہدایت

marfat.com

اوران کی گمراہی انہیں سے وابستہ ہے"

سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کے محبوب ساتھی ،مرکز تحقیق فیصل آباد کے صدر پاسبان مسلک اہل سنت، مفکر اسلام **پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی** صاحب نے انتہائی نازک اور اہم موضوع "دور حاضر میں صوفیہ کا کردار" کے حوالے سے دعوت فکر دیتے ہوئے کہا کہ اگر چہ مملکت اسلامی ہو، مسلمان حکمران ہو، نسل درنسل مسلمان ہو مگر ان کے سامنے بھی کلمہء خیر کا طریقہ جو مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنایا وہ آج بھی اپنانا ہوگا۔ آج بھی وہی حالات ہیں۔ آج بھی مسلمان حکمران ہیں ۔آج بھی عقیدت مندی کی انتہاء ہے۔ آج بھی چادریں چڑھائی جارہی ہیں اور پھول برسائے جارہے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ شریعت کے بنیادی مسائل پر تساہل ہو رہا ہے، اس لیے آج کے صوفیا کو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہوئے ان مسائل کو سامنے لانا ہوگا جو مسائل دین کی اساس ہیں اگر یہ نہیں کریں گے تو ہم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا اعتراف نہیں کریں گے جس گدی سے مدینہ نظر نہیں آتا وہ گدی ہمارے لیے قابل قبول نہیں ۔ یہ تو نشان منزل ہے مرکز وہ ہے جو مدینہ منورہ ہے ۔اس مرکز سے وہ نظر نہیں آئے تو یوں سمجھ لیجئے کہ بات اپنی ذات کے فائدے کے لیے ہے یہ نشان ہے جو ہمیں راہ بتاتے ہیں یہ راہنما ہیں جو ہاتھ پکڑ کر مدینہ لے جاتے ہیں، ان ہاتھوں کی قدر کیجئے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سب کو ادھر کا رُخ دکھارہے ہیں کہ وہی ہے مرکز وہی ہے نجات اور وہی ہے کامیابی کا ذریعہ۔ آیئے آج بھی اُسی پر عمل کریں۔

نوجوان محقق جی سی یونیورسٹی فیصل کے شعبہ عربی سے وابستہ جناب

marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد خاں نے اپنے مخصوص انداز اور خوبصورت لب و لہجہ میں ''رسالہ تہلیلیہ کے ادبی محاسن'' پر مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ جب بھی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کسی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں جس کا تعلق اصل و بنیادی موضوع سے ہو آپؒ اس کا حق ادا کرنے کی سعی و کوشش میں مسلسل مصروف عمل رہتے ہیں حتیٰ کہ اس کے تمام جوانب کا احاطہ کرتے ہیں اور کوئی چیز بھی بغیر تحقیق و تفتیش کے ذکر نہیں فرماتے حتیٰ کہ وہ وقائع و اخبار اور دلائل جو قدیم مصادر میں ہوں جن تک رسائی آسانی سے ممکن نہ ہو کو بھی ذکر کرتے ہیں تا کہ آپؒ کی تحریر جامع و کامل ہو اور فراہم کردہ معلومات میں کسی قسم کا جھول نہ ہو اس سلسلہ میں سب سے اہم بات جو قابل توجہ ہے وہ آپؒ کی دقت رسی اور ایجاز شدید کا وصف بے نظیر ہے اس کی عمدہ و بہترین مثال آپؒ کی وہ تحریر ہے جو آپؒ نے خصوصیت ذات الٰہی کے حوالہ سے تحریر فرمائی۔ مختصراً یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مختلف مباحث پر بات کرتے ہوئے سب سے پہلے دین اسلام کے بنیادی و اساسی مصادر قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے استشہاد و استدلال کرتے ہیں اور اس کے بعد حسب ضرورت صرف، نحو، منطق، فلسفہ اور علم الکلام کے مصادر سے بھی استفادہ کرتے ہیں جو آپؒ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے اپنے مکتوبات میں تصوف حق کی دعوت و اشاعت کے ساتھ ساتھ بدعت و خرافات کی بیخ کنی بھی کی ہے جو کہ ایک مجدد کے لیے بہت ہی ضروری بلکہ لازم و ملزوم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فکر مجدد کو سمجھنے اور اس کی ترویج و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب **پروفیسر راغب الیاس شاہ الہاشمی** نے اپنے شیخ و مربی سرور ملت

marfat.com

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کے عظیم کارناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے ساری زندگی سیرت مجدد الف ثانی کو اپنائے رکھا اور دین حنیف کی تاریخی خدمات کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ نے افکار مجدد کی اشاعت میں شب و روز محنت کی اور اس کے فروغ کے لیے مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کو قائم کیا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ شیخ کے قائم کردہ اداروں کی زندگی اور مشن کی ترقی کے لیے اپنے بھرپور کردار کرتے رہیں یہی شیخ سے وفاداری ہے اور اسی میں ہماری فلاح و نجات ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ اسلامی فکر، تاریخ و ثقافت سے وابستہ عظیم محقق **پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد سجاد** نے اپنے وقیع مقالہ ''سماجی فلاح و بہبود: حضرت مجدد الف ثانی'' کے افکار کی روشنی میں'' پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ مکتوبات امام ربانی کے مطالعہ سے جو تعلیمات ہمیں ملتی ہیں اس میں آپ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ معاشرے کے اندر وہ افراد جو بے سہارا ہو جاتے ہیں خصوصاً بیوہ خواتین، آپ نے انہیں دوبارہ نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ایک مکتوب میں جو ایک صاحب حیثیت کو لکھا گیا فرماتے ہیں:،، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مخلوق خدا اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کو وہ پیارا ہے جو اس کی عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ مخلوق کے رزق کا کفیل ہے پس مخلوق اس کے عیال کی طرح ہے جو آدمی کسی کی عیال کے ساتھ غم خواری کرے اور اس کے بوجھ کو برداشت کرے تو یہ شخص اس عیال والے کا محبوب ہو جائے گا کہ اس نے اس کا بوجھ ہلکا کر دیا اور اس کی مشقت کو اپنے اوپر ڈال لیا اس بنا پر تکلیف دینے کی جرآت کرتا ہوں کہ خط جو پہنچانے والے ہیں نیک آدمی

marfat.com

ہیں قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں اس کی مالی مدد کریں کہ سخی لوگوں کو سخاوت کے لیے بہانہ کافی ہے،،

فاضل محقق نے آخر میں ان خیالات کا اظہار کیا کہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں اور خود عمل کر کے بھی کہ جو لوگ غریب ہیں مسکین ہیں، بیوہ ہیں ان کی خدمت کی اور یہی تعلیمات ہمارے سامنے رکھی ہیں دکھی انسانیت کی خدمت کرنا لوگوں کو تعلیم دینا ان کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا یہ بھی اس کی فلاح ہے اور جو لوگ معاشرہ میں کمزور ہیں ان کی مدد کرنا بھی فلاح ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

شعبۂ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج پیپلز کالونی گوجرانوالہ سے وابستہ جناب **پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم ورک** نے ''میرزا عبدالرحیم خانِ خاناں'' کے نام حضرت مجدد الف ثانیؒ'' کے خطوط کی دعوتی، سماجی اور سیاسی اہمیت'' پر فاضلانہ انداز میں کلام کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ان خطوط کے جن پہلوؤں پر خاص طور سے روشنی ڈالی جائے گی، وہ تین پہلو ہیں (i) دعوتی اہمیت (ii) معاشرتی اہمیت (iii) سیاسی اہمیت۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ''تحریکِ دعوت'' کو اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپؒ نے ایک طرف تو طبقۂ عوام کی تعلیم و تربیت اور اصلاحِ احوال کی طرف بھرپور توجہ فرمائی اور دوسری طرف کرسئ اقتدار کی بجائے امراء اور اشرافیہ کو اپنی دعوت کا ہدف بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپؒ کی کوششوں کے نتیجے

marfat.com

میں معاشرے کے سرکردہ لوگوں نے اپنی دینی دلچسپیوں کا اظہار کیا تو عوام نے اپنے دینی مزاج کی وجہ سے ان کے طرزِ عمل کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس پر اپنی مسرت اور شادمانی کا اظہار بھی کیا۔ خطوط کی معاشرتی اہمیت کے پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے فاضل مقالہ نگار نے کہا کہ دورِ حاضر میں داعیانِ اسلام کی دعوت کے غیر مؤثر ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کا افرادِ معاشرہ کے ساتھ براہِ راست تعلق نہ ہونے کے برابر ہے، ہمارے ہاں طبقۂ عوام کے مسائل سے آگاہی حاصل کرنا اور پھر ان کے حل کی عملی کوشش، دعوتِ دین کے دائرہ سے قطعی باہر سمجھی جارہی ہے۔ یہ طرزِ عمل رسول اللہ ﷺ کے منہاجِ دعوت سے بہت بڑا انحراف ہے۔ سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقِ خدا سے محبت اور خدمتِ خلق دعوتِ دین کے سب سے کارگر ہتھیار ہیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خطوط کے سیاسی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آپؒ نے خانِ خاناں کی طرف جو خطوط صادر فرمائے ان میں اس بات کا ادنیٰ سا شائبہ بھی نہیں ہے جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہو کہ آپؒ خانِ خاناں کی اس حیثیت سے اقتدار یا ذاتی منفعت کے خواہاں ہوں۔ حضرت مجددؒ نے جس انداز میں اپنے ذاتی طرزِ عمل سے اقتدار سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا اس نے حکمران طبقے، امراء اور اشرافیہ میں آپ کی دعوت کے نفوذ میں اہم کردار ادا کیا۔ غور کیا جائے تو شیخ مجددؒ کے خطوط کا مرکزی نقطہ مکتوب الیہ کی اصلاح اور پھر ان کی وساطت سے درباری امراء اور دیگر متعلقین کی اصلاح ہی تھی آپؒ نے اس مقصد کے لئے ایسا اسلوب اختیار فرمایا کہ مکتوب الیہ کی نظر میں دنیا کا حقیر ہونا پوری طرح واضح ہو جائے اور اس کی وساطت سے دوسرے امراء کی اصلاح اور ان کے دلوں میں اسلامی احکام کی حرمت وعزت کے تصور کو پختہ کیا جائے۔

marfat.com

گفتگو کو سمیٹتے ہوئے ڈاکٹر درک صاحب نے کہا کہ خلاصۂ کلام یہ کہ خان خاناں کے نام حضرت مجددؒ کے مکتوبات سے جو نکات نکھر کر سامنے آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ایک داعی اپنے مشن میں اسی وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب اس کی کوششیں اخلاص پر مبنی ہوں اور یہ کہ دنیوی فوائد سے بے رغبتی داعی کے پیغام کو طبقۂ امراء میں مقبول بنا دیتی ہے نیز حضرت مجددؒ کے زیرِ مطالعہ خطوط سے یہ چیز بھی سامنے آتی ہے کہ ایک داعی کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ لوگوں کی روحانی ترقی پر نظر رکھے بلکہ اسے لوگوں کے دکھ درد میں بھی شریک ہونا چاہیے اور ان کے ساتھ اس طرح گھل مل کر رہنا چاہیے کہ ان کے سماجی مسائل اس کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکیں اگر وہ لوگوں کی براہِ راست مدد کرنے کی پوزیشن میں نہ ہو تو اصحابِ خیر کو ان کے مسائل کی طرف متوجہ کرے، اس انداز سے وہ لوگوں کے دل میں جگہ بنا سکتا ہے اور آسانی کے ساتھ دلوں کی زمین کو دعوت کے بیج کی تخم ریزی کے لئے ہموار کر سکتا ہے۔

مفسرِ قرآن **پروفیسر قاری مشتاق احمد** صاحب نے "شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مکتوباتِ امامِ ربانی کی روشنی میں اور نظریہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا جائزہ" کے دقیق موضوع پر فاضلانہ اور حکیمانہ انداز میں اہم نکات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ دبستانِ طریقت کے آفتاب و ماہتاب ہیں گو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ وحدت الوجود کے حوالے سے شیخ اکبر کے ناقد ہیں اور ان کے مقابل نظریہ وحدت الشہود کے پرزور مبلغ ہیں لیکن وہ حضرت شیخ اکبر کے علم و فضل کے معترف ہیں ان کے مکاشفات پر تنقید کے ساتھ بعض امور میں

marfat.com

تعریف وتثویب بھی فرماتے ہیں لیکن ان کے عارف کامل اور مقبول بارگاہ رب العزت ہونے کے برملا قائل ہیں اور ان کا باہمی اختلاف مجتہدین شریعت کا سا ہے۔ قبلہ پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب نے فرمایا کہ تقابلی مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے کشف میں خطا واقع ہوئی ہے اور بعض امور پر ان کا موقف کتاب و سنت سے متصادم یا ناموافق ہے۔ جس پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے خوب گرفت کی ہے اور حق و باطل میں غلط و صحیح میں امتیاز کردیا ہے ظاہر ہے ہر علم والے سے بڑھ کر ایک علم والا ہے یونہی تمام اصحاب کشف یکساں نہیں اور مکشوفات میں خطا غلبہ سکر یا غلبۂ محبت کی وجہ سے اور دولت اخلاص میں ہرگز کمی نہیں اور جس حقیقت تک رسائی ہوئی وہ فضل ربی، عنایت الٰہی اور خصوصی مہربانی ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے کہا کہ بندہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ادنیٰ مرید ہے اور تمام سلاسل کے مشائخ کا محبّ و نیاز مند ہے اور یونہی حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح عقیدت ووابستگی رکھتا ہے لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ حق حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اور آپ کی شخصیت حقائق شریعت و دین کی ترجمان ہے اور شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی کشفی خطائیں ان کے مرتبہ ومقام کو ہرگز متاثر نہیں کرتیں کشف اولیاء یا الہام غیر انبیاء شرع میں معتبر نہیں مانا گیا اس لیے کہ انبیاء اصحاب وحی ہیں اور وہ لاریب حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جس میں کسی خطا کی گنجائش نہیں اور وہ صاحب کشف خطاء سے محفوظ رہے گا جو پابند شرع وسنت ہے اسی لیے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بلند اور ان کی تحقیق شک وشبہ سے پاک ہے اور دین متین کی نورانیت سے لبریز ہے اور اصحاب سلوک کے لیے نعمت غیر مترقبہ اور ہدایت کا مینارۂ نور ہے اور حصول مطلوب و مقصود کا کامل ذریعہ ہے۔

marfat.com

''مقام صحابہ: حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے افکار کی روشنی میں'' کے اہم موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے صاحب اخلاق واخلاص، انتخابِ سرورِ ملت، مشیر اعلیٰ حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور، ممتاز محقق و دانشور ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس (چیئر مین جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد) نے کہا کہ آپ ﷺ کی صحبت میں گذارے گئے لمحات کو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ دنیا و مافیہا سے افضل جانتے ہیں۔ لکھتے ہیں: ''واصحاب کرام بدولت صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات، از اولیاء امت، افضل آمدند کہ ہیچ ولی بہ مرتبہ صحابی نرسد، اگرچہ اویس قرنی باشد (ترجمہ) اور اصحاب کرام حضرت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کی صحبت ہی کی بدولت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں اور کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اگرچہ اویس قرنی ہی کیوں نہ ہوں''۔

فاضل مقالہ نگار نے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صحبت کے آثار کا انکار کرنے والے کو جاہل قرار دیا ہے۔ صحبت نبوی کی برکت سے صحابہ کے نفوس کا تزکیہ ہو گیا تھا اور ان کا نفس امارہ پن سے آزاد ہو چکا تھا۔ صحابہ کرام نے ہی دین کو صحیح اور اصل شکل میں ہم تک پہنچایا۔ اگر ہم اس بات کو مشکوک بنانا چاہتے ہیں کہ دین اپنی اصل شکل میں ہم تک پہنچا ہے تو اس کے لیے صرف صحابہ کی عظمت اور ان کی قربانیوں کا انکار کر دینا کافی ہوگا

ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں: ''امام ذہبی وغیرہ نے حضرت علی سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ لوگ مجھے ان دونوں

marfat.com

(شیخین) پر فضیلت دیتے ہیں لہٰذا جو بھی مجھ کو ان پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری ہے اور اس کے لیے وہ سزا ہے جو ایک مفتری کی ہوتی ہے۔ اور دار قطنی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ میں جس کو پاؤں گا کہ وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر پر مجھ کو فضیلت دیتا ہے تو میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے ایک مفتری کو لگنے چاہئیں۔ اس قسم کی اور بہت سی روایات خود حضرت علی سے اور آپ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام سے اس کثرت اور تواتر سے آئی ہیں جس میں کسی کو انکار کی مجال نہیں حتی کہ عبدالرزاق کا کہنا ہے:

أفضل الشيخين بتفضيل عليّ ایاهما علی نفسه والالما فضّلتهما کفی بی وزرا ان احبه ثم أخالفه. "میں شیخین کو اس لیے فضیلت دیتا ہوں کہ خود حضرت علی نے اپنے اوپر ان کو فضیلت دی ہے ورنہ میں ان (شیخین) کو کبھی فضیلت نہ دیتا۔ میرے نزدیک یہ گناہ ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ کروں اور پھر ان کے فرمان کی مخالفت کروں"

آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو ماننا ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ جو اس اجماع کے خلاف خیال کرے وہ احمق ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ قرآن و حدیث سے وابستہ جناب ڈاکٹر عبدالحمید عباسی نے اپنے حصے میں آئے موضوع "حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بحیثیت خادمِ قرآن" پر اپنی تحقیقات پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر بھی کی ہے اگر اس تفسیری ذخیرہ کو ان کے تفسیری

marfat.com

تفردات کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا ان میں سے چند ایک پر روشنی ڈالتے ہوئے فاضل مقالہ نگار نے کہا کہ حروف مقطعات کے بارے میں مفسرین کا نظریہ یہ ہے کہ یہ اسرار الٰہی میں سے ایک سر ہے اور ان کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اس نظریہ کی تردید کی ہے اور اس بات کا دعوی کیا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حروف مقطعات اور ان کے اسرار کی تاویل ظاہر کی ہے، مگر ان کی تفسیر و بیان عام لوگوں کے لیے ممکن نہیں''۔ ''اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی خاص نوعیت کے لوگ ان حروف کے معانی سے آشنا ہو سکتے ہیں''

آستانہ عالیہ دربار حضرت خواجہ سلطان باہو سرکار علیہ الرحمہ کے فیض یافتہ جناب **ڈاکٹر سلطان الطاف علی** ''پاکستان کے تناظر میں مجدد کی تعلیمات پر عمل کی ضرورت'' پر پُرمغز مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جس دور میں قدم رکھا اس میں مسلمان مکمل انتشار کا شکار ہو چکے تھے۔ دین کئی فرقوں میں بٹ چکا تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ ان میں متعصبانہ مباحث جاری رہتے۔ سلاسل طریقت میں بھی امتیاز و تقابل کا رجحان ہو چکا تھا۔ شیخ احمد سرہندی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل طریقت و مشائخ میں یگانگت رکھنے کے لیے سلاسل طریقت اربعہ میں بیعت کا رجحان پیدا کرتے ہوئے سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا اور خرقہ خلافت بھی انہی سے حاصل کیا۔ طریقہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اس کا سلوک تمام کیا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد حج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوئے اور دہلی پہنچے تو وہاں حضرت خواجہ باقی

marfat.com

باللہ قدس سرہٗ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ طریقہ کبرویہ مولانا یعقوب صرفی سے حاصل کیا۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے سب طریقوں میں سلسلہ قادریہ کو افادہ کے لیے سلوک کا حصہ رکھا۔ ایک روز آپ نے اپنی علالت کے دوران مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آج شب میں نے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ میرے حال پر نہایت مہربانی اور عنایت فرماتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کو میرے منہ میں ڈال کر فرماتے ہیں کہ میرے اس شعر

افلت شموس الاولین و شمسنا ابدا علی افق العلیٰ لا تغرب

''گذشتہ تمام بزرگوں کے آفتاب غروب ہو چکے ہیں لیکن ہمارا آفتاب کبھی اُفق اعلیٰ پر غروب نہ ہوگا)'' حال لکھوتم کو اس سے ضعف سے صحت ہوگی۔

منہاج یونیورسٹی میں شعبہ علوم اسلامیہ سے وابستہ منہاج القرآن کے مدیر اعلیٰ جناب **ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری** اپنے بیش قیمت خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جو کلمہ طیبہ ہم پڑھتے ہیں، جو نماز اور روزہ رکھتے ہیں ان اعمال کے پیچھے اگر قربانی وایثار وتقوی وفراست ہے تو وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں کی ہے اس لیے کہ دین بدل رہا تھا دین کے شعائر بدلے جا رہے تھے علماء میدان چھوڑ چکے تھے، صوفیہ بدعمل ہو چکے تھے اس وقت اللہ نے اس نفس کو خبردار کیا جن کی استقامت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصطفوی کردار نظر آتا ہے اور ابراہیمی کردار بھی نظر آتا ہے آپ علیہ الرحمۃ ایک چٹان کی طرح صراطِ مستقیم پر کھڑے ہو گئے اور علماء کو بلایا اور عوام کو

marfat.com

مخاطب کیا اور بادشاہ وقت کو مخاطب کیا چاروں طبقات کو بروقت اپنی تعلیمات سے مستفید فرمایا۔

راقم الحروف نے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

یاد کریں اس دور کو جب سلاطین ہند (مغلیہ سلطنت) کا ڈنکا شرق وغرب میں بجتا تھا، کس قدر جاہ وجلال والے تھے جن کی ہیبت سے پوری دنیا لرزہ براندام تھی مگر بدقسمتی سے مسلمان ہونے کے باوجود باغی الاسلام تھے۔ مذاہب باطلہ کے دلدادہ اور ارادت مند حاکم وقت نے قوت کا منفی استعمال کیا اور تمام قوتیں مذہب اسلام کے چہرہ کو داغدار کرنے کے لیے صرف کر دیں۔ اگر بغور جاننے کی کوشش کریں تو سلاطین ہند کا یہ دور یاد دلا رہا تھا، اس دور کی جب روئے زمین پر نمرود کا دربار سب سے بڑا دربار تھا اور اس دربار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بے خوف حق تعالیٰ کا پیغام سنا رہے تھے ،اس دور کی جب فرعون کے دربار میں حضرت کلیم اللہ علیہ السلام الہامی پیغام پہنچانے کی ذمہ داری نبھا رہے تھے دوسری طرف اس دور کے رئیس الرؤسا ''قارون'' کو اپنے رب سے کیا ہوا وعدہ یاد دلا رہے تھے۔ اس دور کی جب حضرت امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء عرب قبائل کے درندہ صفت سرداروں کو تن تنہا دعوتِ حق دے رہے تھے اور طائف کے بازار میں خون کے دشمنوں کو نغمہ توحید سنا رہے تھے۔ اسی طرح وقت، سلاطین ہند کے سامنے اولوالعزم پیغمبروں کی سنت کو زندہ کرنے کے لیے کسی اولوالعزم ولی کامل، مردحق کے وجود کا تقاضا کر رہا تھا ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو دربار رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہو۔ شریعت محمدی کا نفاذ جس کی منزل ہوتی، ایسا وجود درکار تھا جو حضرت صدیق اکبرؓ کے عشق، حضرت عمرؓ کی جرأت، حضرت عثمان غنیؓ کی حیاء اور علی المرتضیٰ شیر خدا کے علم کا

marfat.com

پرتو ہوتا۔ چنانچہ ایک ہزار (۱۰۰۰) سال قبل دہنِ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دی گئی گواہی اور پیش گوئی کے مصداق کا ظہور ہوا جسے آج لوگ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے کردار نبوت کو اپناتے ہوئے تمام مصائب کا تن تنہا مقابلہ کیا اور حکمت و دانائی، صبر و استقلال سے ایک ماہر ترین طبیب کی طرح تمام طبقات ریاست کو لاحق بیماریوں کا جائزہ لیا اور ان کی بروقت تشخیص کر کے دائمی علاج فرمایا۔

اور عصر حاضر میں جبکہ روشن خیال آزاد مسلم معاشرے اور جہاں کہیں بھی اسلام یعنی قرآن اور ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو ناقابل عمل سمجھنے یا سمجھانے کی کاوشیں کی جا رہی ہیں حضرت امام ربانی کے عطا کیے گئے نسخہ کیمیا (مکتوبات امام ربانی میں دی گئی تعلیمات) سے ہی ان مہلک الایمان امراض کا علاج ممکن ہو سکتا ہے۔

صدر مجلس نے آخر میں اپنے قیمتی ملفوظات پیش کرتے ہوئے فرمایا:

حضرات گرامی! آپ نے بے شمار عقدہ لاینحل حل فرمائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج دنیا میں نہیں آخرت میں ہوئی تھی۔ حضرات خضر و الیاس ارواح ہیں۔ ہندوستان میں بھی انبیائے کرام تشریف لائے تھے مگر پیروکاروں کی تعداد بہت کم رہی بعض کی قبور مبارکہ کی نشان دہی فرمائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے عبقری وقت مسلم قوم پر آپ کے احسانات گنوانے کے بعد فرماتے ہیں: ”آپ کی ذات کی جلالت شان یہاں تک پہنچی کہ بلاخوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ سے محبت رکھنے والا مومن متقی اور آپ سے عداوت رکھنے والا فاجر و شقی ہے“ آپ کا فکر و فلسفہ سلطنت کے لیے ایک مقوی ٹانک ہے۔ سلطنت مغلیہ جب تک آپ کے فکر و فلسفہ پر عمل پیرا رہی تب تک سلطنت مغلیہ کی وسعت قوت و شوکت میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا مگر اورنگزیب عالمگیر کی وفات

marfat.com

کے بعد اُن کے جانشینوں نے آپ کے فکر و فلسفہ کو ترک کر دیا جس کے نتیجہ میں عظیم سلطنت مغلیہ کے جسم سے قوت و طاقت کا سارا خون نچڑ گیا اور سلطنت تباہی و بربادی کی طرف تیزی سے گامزن ہوگئی کیونکہ یہ نظریہ ہی ہے جو سلطنت کے بے جان جسم میں طاقتور روح ڈالتا ہے۔ یہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی جس کی وجہ سے علامہ اقبال کے فکر و فلسفہ کا رخ تبدیل ہوگیا۔ علامہ صاحب اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''جاوید نامہ'' میں مشہور مغربی مفکر نطشہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

کاش بودے در زمانِ احمدے تا رسیدی بر سرورِ سرمدی

کاش نطشہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں ہوتا تو ان سے سرور سرمدی حاصل کرتا۔

خطبۂ صدارت کے آخر میں حضرت پیر صاحب نے اپنی محبتوں سے اراکین اور منتظمین تقریب کو نوازتے ہوئے فرمایا کہا ایک دفعہ پھر درگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی کانفرنس و شیر ربانی اسلامک سنٹر کے اراکین کو خوش و خرم رکھے انہیں شدائد زمانہ سے محفوظ رکھے مقالہ نگار حضرات اور شرکائے کانفرنس تمام شاد و آباد رہیں اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی روح پُر فتوح سے فیض یاب ہوں آمیں بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

صدارتی خطبہ کے بعد صدر مجلس شہزادہ امام ربانی نے انتہائی عاجزی سے دعائے خیر فرمائی۔ یوں یہ تقریب اپنے حسن کے تمام مراحل خوش اسلوبی سے طے کرتی ہوئی پایہ تکمیل تک پہنچی۔ معزز مہمان گرامی اور شرکائے مجلس کے لیے لنگر مجددیہ کا انتظام کیا گیا تھا جو اختتام مجلس پر ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

marfat.com

یاد رہے کہ جس جگہ یہ کانفرنس منعقد ہوئی اسے ایوان اقبال کہا جاتا ہے۔ یہ ایک دیدہ زیب وسیع وعریض اور پرشکوہ عمارت ہے جس میں ایک بہت بڑا کانفرنس / سیمنار ہال دیکھنے کے قابل ہے۔ جب ایک انسان پہلی مرتبہ اس عمارت کے صدر دروازے سے داخل ہوتا ہوا ہال کے اندر جانے کے لیے زینے طے کر رہا ہوتا ہے تو وہ یوں محسوس کرتا ہے کہ کسی الگ ہی دنیا میں آ گیا ہے جیسے کوئی بہت عالی شان دربار کا ماحول سجا ہو۔ ہر طرح آرام دہ نشستوں کا ہالہ دکھائی دیتا ہے۔ ایک ہزار سے زائد نشستوں پر مشتمل اس ہال کے تقریباً ایک دہائی سے زیادہ داخلی دروازے ہیں جس کی وجہ سے شرکائے مجلس اپنی نشستوں تک باآسانی پہنچ سکتے ہیں۔ شرکت کے لیے آنے والا ہر شخص اپنے اندر اطمینان محسوس کرتا ہے جیسے وہ سب سے معزز مہمان ہے۔ آرام دہ کرسیاں سامع کو تھکاوٹ کا احساس نہیں ہونے دیتی وہ انہماک سے تقریب کو ملاحظہ کرتا ہے۔ سٹیج کا منظر بھی عجیب ہوتا ہے کہ دائیں بائیں بیٹھے سامعین وشرکاء کی نظر سٹیج پر پوری طرح پڑتی ہے۔ کوئی چیز نظارہ میں مانع اور رکاوٹ نہیں ہوتی۔ ہال کی چھت اور گیلری نظر کو خوب خیرہ کرتی ہیں۔ ایک لمحہ کے لیے انسان کی نظریں رک جاتی ہیں اور اس کے آرکیٹیکچر کے بارے میں ذہن میں باتیں آتیں جاتی ہیں... کس نے اس کو ڈزائن کیا ہوگا؟ کیا خوبصورت سوچیں اس کی تعمیر میں حصہ ڈال رہی ہوں گی؟

سٹیج کے پیچھے موضوع تقریب کی مناسبت سے ڈیزائن شدہ فلیکس جب لوہے کے وسیع وعریض سٹینڈ پر آویزاں ہوتا ہے تو نظریں ایک بار پھر لذت محسوس کرتی ہیں اور ماحول کی رعنائی بام عروج کی طرف سفر طے کرتی نظر آتی ہے۔

جہاں سارا سال اس ہال میں مختلف مذہبی، معاشرتی، سماجی وفلاحی، سیاسی اور

marfat.com

تعلیمی موضوعات کے حوالے سے مختلف ادارے تقریبات کا انعقاد کرتے رہتے ہیں وہاں مجدد الف سوسائٹی لاہور بھی برصغیر پاک و ہند کی عظیم روحانی وعبقری شخصیت کے حوالے سے عظیم الشان قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے۔ یہ ادارے کی طرف سے اس ہال میں دوسری باقاعدہ تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ پہلی تقریب کا انعقاد مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ کے جہان امام ربانی کی پہلی سات جلدوں کی تکمیل کے موقع پر حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کی خواہش اور تحریک پر سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے 24 اپریل 2005 کو منعقد کروایا تھا۔ زیر نظر تحریر اس ہال میں دوسری مرتبہ منعقدہ 34ویں سالانہ قومی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس جو کہ 30 جنوری 2011 کو منعقد ہوئی اس کی روئیداد پر مشتمل ہے۔

اس روز جب کہ ملک کی بہت بڑی سیاسی جماعت کا ناصر باغ المشہور گول باغ نزد لاہور کچہری میں بہت بڑے جلسہ کا انعقاد ہو رہا تھا ایوان اقبال کی طرف آنے والی ہر شاہ راہ انتظامیہ (پولیس) کی طرف سے بند کر دی گئی تھی اور لوگوں کا آنا انتہائی دشوار ہو گیا تھا ایسے حالات میں کانفرنس ہال کا خاطر خواہ بھر جانا اور ملک کے طول وعرض سے شمولیت کے لیے آنے والے حضرات نے جس جذبہ کا اظہار کیا وہ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ عاشقان حضرت امام ربانی کے لیے کوئی رکاوٹ رکاوٹ نہیں ہوتی وہ تو اپنے محسن کے احسان کے سامنے ان رکاوٹوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔

اللہ کے فضل و کرم اور مکین گنبد خضرا ﷺ کے اس عظیم عاشق صادق قیوم زمانی حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ عنایت سے کانفرنس ہر جہت سے معنی خیز رہی

marfat.com

فاضل مقالہ نگاراں، مہمانِ خصوصی اور سب سے بڑھ کر شہزادہ امام ربانی حضرت پیر نثار احمد جان سرہندی زیدہ مجدہ کا اس تقریب میں آنا یہ سب مقبولیت کی نشانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس روز آغاز سے اختتام تک اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور اور دیگر رضا کار اور حلقہ مسعودیہ کے معزز نمائندگان نے جس تنظیم کا مظاہرہ کیا وہ بھی مثالی تھا۔ یقیناً ان سب کامیابیوں اور حسن کے پیچھے مسعود و سرور ملت جیسے بزرگوں کی نگاہ اور فیض شامل حال ہوتا ہے۔ اللہ کریم جل شانہٗ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کو ان بزرگوں کے پاکیزہ مشن کو خلوص دل سے آگے بڑھانے کی سعادت عطا فرماتا رہے۔

(امین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعلمین ﷺ)

marfat.com

سابقہ کانفرنسز

میں پیش کیے جانے والے

مقالات کے عنوانات

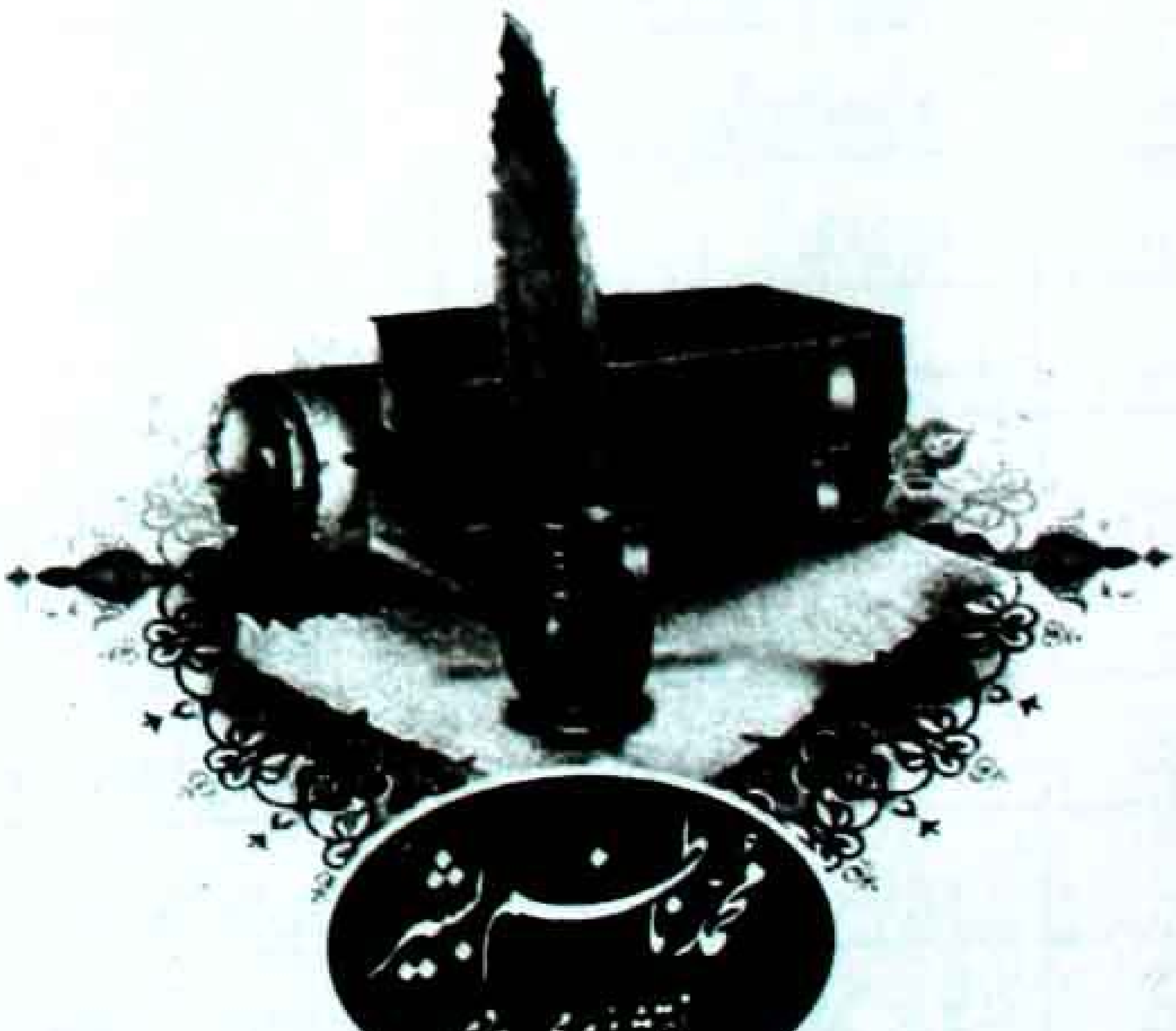

marfat.com

﴿1﴾

نام مجموعہ مقالات: شیخ سرہند

ترتیب وتدوین: جمیل اطہر

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۔	حضرت امام ربانی	جمیل اطہر سرہندی
۳۔	صاحب اسرار	جمیل اطہر سرہندی
۴۔	بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی	جمیل اطہر سرہندی
۵۔	مسلم قومیت کا داعی	جمیل اطہر سرہندی
۶۔	اکبر کا دین الٰہی	جمیل اطہر سرہندی
۷۔	وحدت الوجود سے وحدت الشہود تک	جمیل اطہر سرہندی
۸۔	مجدد سے قائد تک	جناب زیڈ اے سلہری
۹۔	سرمایہ ملت کا نگہبان	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
۱۰۔	نفس گرم کی تاثیر	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔	گرمئی احرار	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۱۲۔	مکتوبات کے آئینے میں	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۱۳۔	احیائے دین کا نور	سید انور علی ایڈووکیٹ

marfat.com

۱۴۔	نرالی شان کا مجدد	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۵۔	دانائے راز	پروفیسر انیس احمد شیخ
۱۶۔	ولولہ حق	عبدالکریم ثمر
۱۷۔	تجدید دین	پروفیسر محمد عارف اظہر
۱۸۔	خواجہ باقی باللہ کی نظر میں	پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور
۱۹۔	آفتاب درخشاں	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
۲۰۔	اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۲۱۔	بہترین جہاد	پروفیسر سعید احمد خاں
۲۲۔	صراط مستقیم	پروفیسر حافظ اعتبار احمد خاں
۲۳۔	مرید سے مراد تک	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی

﴿2﴾

نام مجموعہ مقالات: افکار حضرت مجدد الف ثانی اور عصر حاضر

ترتیب وتدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد ومقام: ۱۷۔ اپریل ۲۰۰۴ بروز ہفتہ بوقت ۴ بجے سہ پہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

marfat.com

۲۔	دو قومی نظریہ اور تحریک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے اوّلین بانی	مجیب الرحمٰن شامی
۴۔	فکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کے آئینے میں	مفتی محمد صدیق ہزاروی
۵۔	حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی نظر میں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۷۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی

﴿3﴾

نام مجموعہ مقالات: ارمغانِ امام ربانی (جلد اول)

ترتیب وتدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۲۴۔اپریل ۲۰۰۵ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دن ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ	حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

۲۔	جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کا اجمالی جائزہ، اظہار تشکر و امتنان	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۔	تعارف امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۴۔	تعارف جہان امام ربانی	علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی
۵۔	امام ربانی مجدد الف ثانی	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور سے رابطہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۷۔	شریعت، طریقت اور حقیقت امام ربانی کی نظر میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور ترویج شریعت	پروفیسر محمد احسان ہاشمی
۹۔	امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت فقیہ اسلام	علامہ مفتی صدیق ہزاروی
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی کے تفسیری نکات	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۱۱۔	حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول ﷺ	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۲۔	عقیدہ ختم نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد
۱۳۔	نقشبندی مشائخ اور تحفظ ناموس رسالت	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی

marfat.com

۱۴۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی نگارشات	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۱۵۔	بلوچستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ممتاز خانقاہیں	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۱۶۔	خانوادۂ مجددیہ سے قائداعظم کے اجداد کی عقیدت	سید صابر حسین شاہ بخاری
۱۷۔	حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور مستشرقین	ڈاکٹر سلطان شاہ
۱۸۔	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک احیاء دین	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۹۔	سرہند شریف، اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۰۔	خطبہ صدارت	مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر محمد مکرم احمد

﴿4﴾

نام مجموعہ مقالات: فکر امام ربانی

ترتیب وتدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد ومقام: ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۷ بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	آئینہ فاروق اعظم (امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ)	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی

marfat.com

۲۔	دو قومی نظریہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظام تبلیغ	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۴۔	حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارنامے اور عصر حاضر	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۵۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے روابط	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۶۔	حضرت مجدد کا تصور اجتہاد	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۷۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمایہ ملت کی نگہبانی	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۸۔	اشاعت مسلک اہل سنت اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اولاد و احفاد	صاحبزادہ سید محمد نوید الحسن شاہ المشہدی
۹۔	صدارتی خطبہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

﴿5﴾

نام مجموعہ مقالات: نذر مجدد

ترتیب و تدوین: سرور ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ انعقاد و مقام: ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار

marfat.com

۱۔	دربار رسالت مآب ﷺ میں حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۲۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات عالیہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۳۔	مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہل سنت	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۴۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اہداف ۔نظریات یا شخصیات	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۵۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا	علامہ مفتی محمد صدیق ہزارویؒ
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ جہاد	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۷۔	مجاہدین اسلام کو حضرت مجدد کے نصائح	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۸۔	حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی	علامہ ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی
۹۔	حضرت مجدد کے خسر شیخ تھانیسری کی جلاوطنی اور شہادت	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۰۔	وحدۃ الشہود گرہ کشائے وحدۃ الوجود	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۱۔	مکتوبات امام ربانی کے ماخذ	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۱۲۔	شیخ سلطان اور مجددیت	محمد خلیل مجددی

marfat.com

۱۳۔	صدارتی خطبہ	مفتی محمد معظم احمد

﴿6﴾

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد دوم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد ومقام: ۱۴ر فروری ۲۰۱۰ء بروز اتوار سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اور دوقومی نظریہ	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۲۔	تعلیمات مجددیہ کی ضرورت اور عصر حاضر	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۳۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنی طرف دعوت نہیں دی، اتباع سنت اور اکابر اہلسنت کی طرف متوجہ کیا	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۴۔	عالمی سطح پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا اثر ورسوخ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۵۔	تکفیر مسلم میں حضرت مجدد علیہ کی کمال احتیاط	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۶۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے اوراد ووظائف	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۷۔	معارف (اعظم گڑھ) میں تذکارِ مجدد	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دعوتی منہج واسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک

marfat.com

۹۔	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات	ڈاکٹر محفوظ احمد
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا عربی اسلوب نگارش (عربی مکاتیب کی روشنی میں)	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۱۱۔	رسالہ تہلیلیہ کا اسلوبِ نگارش	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی
۱۲۔	مکتوباتِ امام ربانی کے فکری اور عملی پہلو	پروفیسر محمد عظیم فاروقی
۱۳۔	روئیداد	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

﴿7﴾

نام مجموعہ مقالات: ارمغان امام ربانی (جلد سوم)

ترتیب وتدوین: پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

تاریخ انعقاد ومقام: ۳۰ رجنوری ۲۰۱۱ء بروز اتوار ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	علوم شرعیہ کی ترویج میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں اوران کے ثمرات	ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۲۔	عوارف المعارف: مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد

marfat.com

۳۔	لطائف المدینہ: حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے احوال کا ایک اہم ماخذ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۴۔	عمدۃ الاسلام: حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پسند فرمودہ کتاب	ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
۵۔	اصلاح باطن وتزکیہ نفس مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
۶۔	اثبات النبوۃ کے ادبی محاسن	ڈاکٹر حافظ افتخار احمد خان
۷۔	میر نعمانؒ کے نام خطوط میں تعلیم وتربیت اور اصلاح احوال کے حوالے سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا منہج واسلوب	ڈاکٹر محمد اکرم ورک
۸۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق تربیت	پروفیسر راغب الیاس شاہ
۹۔	ایصال ثواب: مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں	پروفیسر محمد عظیم فاروقی

مکاتیب

۱۰	ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کے مکاتیب میاں محمد صادق قصوری کے نام
۱۱	ڈاکٹر محمد مسعود احمدؒ کے مکاتیب صاحبزادہ بدر الاسلام صدیقی کے نام

marfat.com

☆ مذکورہ بالا کتب سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ اشاعتی ادارہ ''**شیر ربانی پبلی کیشنز**'' کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی ہیں۔

برائے رابطہ:

شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور

(جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ، ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور)

موبائل

0300-4299321

nazim_bashir72@Yahoo.com

marfat.com

مکاتیب

ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب

بنام

پروفیسر محمد اقبال مجددی

marfat.com

ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب بنام پروفیسر محمد اقبال مجددی

مکتوب، کسی فرد کے شب و روز کے معمولات کا مظہر ہوتا ہے۔ الفاظ کی اس دنیا میں مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کی دلچسپی کے امور ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم کسی زمانہ کے تاریخی احوال، اور شخصیت کا تجزیاتی مطالعہ کرنے کے لیے مکاتیب کا سہارا لیتے ہیں۔ اگر قلم و قرطاس حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت کے ہاتھ میں آ جائے تو مکاتیب کے الفاظ انقلاب کی صدا بھی دینے لگ جاتے ہیں۔ بہر صورت کئی جہات سے مکاتیب کا مطالعہ ایک علم افروز سرگرمی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (۱۳۴۸ھ/۱۹۳۰ء۔۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء) علمی اور روحانی حلقوں کی ایک قد آور اور نامور شخصیت تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہما کی حیات و خدمات پر کام کرنے والے محققین آپ سے رہنمائی حاصل کرتے۔ اس مقصد کے لیے بہترین ذریعہ خط تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب علمی نکات اور فکری رہنمائی کے حوالہ سے قوم کا اثاثہ ہیں۔ جن اہل علم کے پاس یہ مکاتیب موجود ہیں۔ ذاتی خطوط کے علاوہ۔ وہ قوم کی امانت ہیں۔ اس تصور کے پیش نظر حضرت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ کے ادارہ سے مکتوبات مسعودی علیحدہ بھی شائع ہوئے اور ارمغان امام ربانی کی دوسری اور تیسری جلد میں بھی شامل ہیں۔

اس چوتھی جلد میں شامل مکاتیب، فکر مجدد پر کام کرنے والوں کے لیے معلومات کا بیش بہا مواد لیے ہوئے ہیں۔ مکتوب الیہ پروفیسر محمد اقبال مجددی (پ: ۱۹۵۰ء) شعبہ تاریخ، اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور سے طویل عرصہ منسلک رہے ہیں۔ زمانہ

marfat.com

طالب علمی ہی سے آپ تحقیقی ذوق کے حامل رہے چنانچہ یہ مراسلت بھی ان کے اسی دور کی یادگار ہے۔ کتب شناسی کا ملکہ اسی دور میں پیدا ہو گیا۔ حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری (ف:۱۹۹۹ء) کی صحبت نے اس ذوق کو مہمیز لگائی۔ آپ کا اپنا وسیع کتب خانہ ہے، جس میں نادر و نایاب کتب کی کثیر تعداد موجود ہے۔ مقامات مظہری، حدیقۃ الاولیاء، اور مقامات معصومی کے ذریعہ اردو کے دینی ادب میں تدوین سازی کا رجحان ساز تحقیقی کام انجام دیا۔ اسی طرز خاص پر آپ تذکرہ زادالمعاد پر بھی کام کر رہے ہیں۔ آپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایک علمی منصوبہ میں بطور معاون کام بھی کیا علاوہ ازیں ایران کے علمی منصوبہ "دانش نامہ زبان و ادب فارسی در شبہ قارہ میں اڑھائی سو مقالات تحریر کیے۔ قدرت نے پروفیسر اقبال مجددی کی ذات کو معلومات کا خزینہ بنایا ہے۔ وہ مجددی سلسلہ کے چلتے پھرتے موسوعہ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ دونوں علمی شخصیات کے مابین خط و کتابت سے سلسلہ مجددیہ کے حوالے سے بہت سی نئی معلومات، کتابوں پر تبصرے، اور مجدد شناسی کی نئی جہتیں سامنے آئی ہیں۔ ان ۳۵ ☆ خطوط کے علمی مباحث کی اہمیت تو مسلم تھی ہی، جناب پروفیسر اقبال مجددی نے ان خطوط پر حواشی بھی تحریر کر دیئے جن سے ان خطوط کے مطالعہ کی اہمیت اور بڑھ گئی حواشی میں آپ نے خطوط کے مبہم نکات اور دیگر اہم و ضروری مباحث پر بھی معلومات فراہم کی ہیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر کام کرنے والے اہل علم کے لیے یہ مکاتیب بہت اہم ثابت ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

☆ ایک خط پروفیسر محمد اقبال مجددی زید مجدہ کا بنام مسعود ملت رحمۃ اللہ ہے

marfat.com

﴿۱﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

ضلع حیدر آباد سندھ ۷۸۶

۸ دسمبر ۱۹۷۰ء

محترم المقام دام عنایتکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوازش نامہ موصول ہو کر باعث فرحت وانبساط ہوا۔ یہ معلوم ہو کر مزید خوشی ہوئی کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مخالفین پر کام کر رہے ہیں، یہ احقر بھی حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر تقریباً آٹھ سال سے مواد فراہم کر رہا ہے دوسرے علمی کاموں کی وجہ سے اس طرف ہمہ تن متوجہ نہ ہو سکا۔ بہرکیف آپ سے بھی مدد حاصل کی جائے گی۔

عبداللہ خویشگی قصوری (۱) کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابوں کو ملاحظہ فرمالیں شاید کوئی نئی بات مل جائے۔ حدائق الحنفیہ (فقیر محمد جہلمی)، ابجد العلوم (نواب صدیق حسن خاں) نزہۃ الخواطر (عبدالحی لکھنوی) ہدیۃ العارفین واسماء المؤلفین وآثار المصنفین (اسماعیل پاشا بغدادی) عربی ادب میں ہندوستان کا حصہ (ڈاکٹر زبید احمد)، تذکرہ علمائے ہند (رحمان علی) وغیرہ۔ (۲)

حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ نے جوبات شیخ عبدالحق دہلوی کے اعتراضات کے متعلق کہی ہے وہی عبداللہ خویشگی کے متعلق کہی جاسکتی ہے انہوں نے تحریر فرمایا

marfat.com

ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کہ بتحریر اعتراضات زبان بیصرفہ گویاں درطعن دلیر ساختہ سخن بطور علماء ظاہر فرمودہ اند، کلام حضرت مجدد بطور علماء باطن است آں از عالمے دیگر واین از مقامے دیگر اعتراض کجا است (۳)

غالباً مکتوبات شریف پر اسی قسم کے اعتراضات کے اندیشے کے تحت ۱۰۰۹ھ میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو رخصت کرتے ہوئے خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا:

اگر سخن گوئید بطور علماء گوئید نہ بطور صوفیہ واگر احیاناً بطور صوفیہ گفتہ شود بہ اغلاق بگوئید کہ جز مخاطب دیگرے نہ فہمد وازاں جا چیزے فرا نہ گیرد کہ موجب ذلت او گردد۔ (۴)

عبداللہ خویشگی کے آخری دور میں ۱۰۹۳ھ میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے متعلق علماء حجاز کے سامنے ایک فتویٰ پیش کیا گیا، محمد البرزنجی (۵) نے خوب دل کھول کر کفر کے فتوے لگائے مگر شیخ محمد بیگ المکی (٦) نے ایک رسالہ لکھ کر مسکت جواب دیا، رسالے کا نام تھا "عطیۃ الوھاب الفاصلۃ بین الخطأ والصواب"...... یہ باتیں ضرور آپ کے علم میں ہوں گی، احقر نے احتیاطاً لکھ دیا ہے۔

مجھے اس کا صحیح اندازہ نہیں کہ اورنگ آباد حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے مخالفین کا مرکز تھا۔ (۷) اگر دیکھا جائے تو مخالفین و موافقین ہر بڑے شہر میں موجود تھے مثلاً دھلی، آگرہ، احمد آباد، لاہور وغیرہ، یہ مخالفت مخلصانہ بھی تھی اور معاندانہ بھی عالمانہ اور صوفیانہ رقابت بھی اس میں کارفرما تھی اور سیاسی مصالح کی بنا پر بھی مخالفت کی گئی تھی۔

marfat.com

تبادلے کی وجہ سے تمام کتابیں بند پڑی ہیں ورنہ اس مسئلے پر تفصیل سے عرض کرتا، کتابیں کھولنے پر ان شاء اللہ مزید کچھ عرض کر سکوں گا۔ احقر حال ہی میں کوئٹہ سے یہاں آیا ہے۔

چونکہ آپ مخالفین پر کام کر رہے ہیں اس لیے بعض چیزیں جو میرے علم میں ہیں عرض کر دوں ممکن ہے کوئی کام کی چیز نکل آئے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ مطالعہ فرما چکے ہوں۔

حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے صاحب زادے خواجہ محمد یحیٰی (۸) آپ کے پوتے خواجہ محمد فرخ (۹) اور عبدالاحد (۱۰) علیہم الرحمہ نے بھی مخالفین کے رد میں تحریر فرمایا تھا۔ سندھ کے مشہور عالم مخدوم معین (۱۱) ٹھٹھوی نے بھی شیخ عبدالحق دہلوی کے اعتراضات کے جواب میں ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی ہے جو قلمی صورت میں مولانا محمد ہاشم جان (۱۲) مدظلہ کے پاس موجود ہے۔ پیر نظام الدین شکارپوری (۱۳) نے بھی ایک رسالہ بعنوان رد شبہات تحریر کیا تھا۔ مخالفین میں جدید لکھنے والوں میں ڈاکٹر اطہر حسین رضوی (۱۴) ہیں جنہوں نے اپنی انگریزی کتاب میں بہت کچھ لکھا ہے جس کا مسکت جواب مختصراً معارف میں شائع ہو گیا ہے۔ (۱۵) امریکہ سے بھی ایک صاحب کا مقالہ شائع ہوا تھا جس میں حضرت مجدد کو شیعہ سنی رقابت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی (۱۶) نے رد مخالفین میں ایک رسالہ لکھا تھا (۱۷) احقر کو اس کی تلاش تھی، اب تک نہ مل سکا۔ اس کے علاوہ حضرت مجدد کی ایک

marfat.com

تصنیف اثبات الواجب (۱۸) کی تلاش ہے اس کا ذکر اسماعیل پاشا بغدادی (۱۹) نے کیا لیکن یہ بھی نہ مل سکی۔ آپ کے علم میں ہو تو ضرور مطلع فرمائیں..... ایک بات اور دریافت کرنی ہے عہد شاہجہانی کے مؤرخوں نے صوفیہ و علماء کی فہرست میں نہ حضرت مجدد کا ذکر کیا ہے نہ آپ کے صاحب زادگان اور خلفاء کا۔ بلکہ اگر کسی ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جس کا تعلق حضرت مجدد سے رہا ہو تو اس تعلق کو ظاہر نہیں کیا گیا۔ مورخین کی اس خاموشی کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ شاہجہاں کو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا عقیدت مند بتایا جاتا ہے، یہ بات شہزادگی کے زمانے تک تو ٹھیک ہے لیکن دورِ شاہی میں یہ عقیدت نظر نہیں (۲۰) آتی گو اس وقت حضرت مجدد وصال فرما چکے تھے مگر آپ کے صاحبزادگان و خلفاء سے تعلق خاطر اس عقیدت کی توثیق کر سکتا تھا۔ اس کے برخلاف شیخ آدم بنوری (۲۱) کیساتھ جو کچھ ہوا وہ آپ کے علم میں ہوگا۔ (۲۲)

آج ذرا فرصت تھی تو یہ طویل عریضہ پیش کر رہا ہوں ورنہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے تاخیر کا اندیشہ تھا۔ امید ہے کہ علمی مراسلت جاری رکھیں گے۔ مجھے خود آپ سے ملاقات اور آپ سے مکاتبت کا اشتیاق تھا۔ خدا نے یہ صورت پیدا کر دی فالحمدللہ علی ذالک۔ احباب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۲﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

ضلع حیدرآباد سندھ ۷۸۶

۱۷ر دسمبر ۱۹۷۰ء

صدیق محترم دام عنایتکم

وعلیکم السلام ورحمۃ ربکم المنعام..... نوازش نامہ موصول ہوکر باعث مسرت ہوا۔ کرم فرمائی کا ممنون ہوں۔ یہ آپ نے صحیح فرمایا کہ جس نے معاندانہ جذبے کے تحت اعتراضات کیے ہوں شاہ غلام علی صاحب کا ارشاد اس پر صادق نہیں آتا مگر پھر بھی یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ فقیہانہ اور عارفانہ زاویۂ نگاہ میں بڑا فرق ہے۔ دونوں میں امتزاج وہی پیدا کرسکتا ہے جو بیک وقت عارف وفقیہ ہو اس احقر نے عبداللہ خویشگی کی تصنیفات کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا، آپ کی تحقیقات سے استفادہ کیا جائے گا۔(۲۳)

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے متعلق بعض علماء نے کہا تھا کہ انہوں نے معترضین کے رد میں ایک مختصر رسالہ تصنیف فرمایا تھا، یہ بات اس لیے قابل یقین ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ نے اسی زمانے میں اختلاف فرمایا تھا۔ البتہ یہ بات کہ آپ نے محمد البرزنجی کا جواب لکھا ہے سراسر غلط ہے۔(۲۴) غالباً احقر نے یہ بات نہیں لکھی۔

عہد شاہجہانی کے جن مؤرخین کی طرف احقر نے اشارہ کیا تھا ان سے وہ

marfat.com

مؤرخین مراد تھے جنہوں نے شاہی نگرانی یا سلطنت کے زیر اثر کتب تاریخ مدون کیں۔

مجمع الاولیاء (۲۵) کا عکس راقم کے پاس محفوظ ہے بیشک اس میں مجدد الالف الثانی لکھا ہے۔ طبقات شاہجہانی (۲۶) میں حضرت مجدد اور آپ کے صاحب زادگان کا ذکر ہو تو اقتباس نقل کر کے ارسال فرمادیں۔ یہ میری معلومات میں اضافہ ہوگا۔ جزاکم اللہ نیز کلمات صادقین (۲۷) کا اقتباس اگر مختصر ہو تو نقل کروا کر ارسال فرمادیں۔

محمد البرزنجی کے فتاوی کفر اور اس کے جوابات پر مشتمل ایک قلمی مجموعہ احقر کے پاس ہے جو نہایت خستہ حالت میں ہے یہ نسخہ ۴ر شوال ۱۱۹۴ھ کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے حکم سے حضور اللہ نے نقل کیا تھا۔

ابتداء ان سوالات سے ہوئی ہے جو حضرت مجددؒ کے متعلق ہندوستان سے حجاز بھیجے گئے۔ کل ۳۳ سوالات ہیں، محمد البرزنجی نے ان کے جوابات دیے اور ۱۷ کفر کے فتوے صادر فرمائے۔ آخر میں خود لکھتے ہیں۔

وقد بیّنا ادلۃ ذلک کلہ مفصلۃ فی رسالتنا قدح الزند وقدح الزند فی(۲۸) ردّ جہالات سرھند و دفع التعویل علی نفع التاویل (۲۹)وغیرھما من رسالتنا

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

والحمدللہ قالہ بفمہ و کتبہ بقلمہ فقیر رحمۃ ربہ وراجی ثوابہ العظیم محمد بن عبدالرسول الحسینی الشھرزوی البرزنجی المدنی الشافعی الخ

marfat.com

محمد البرزنجی کے جوابات پر ان علماء نے تصدیقات لکھی ہیں

(۱) محمد عبداللہ القواسی المغربی المالکی (۳۰) (۲) شیخ قاسم آفندی الرومی الحنفی (۳۱) (۳) شیخ محمد ابی السروری البہوی الحنفی (۳۲)

پھر اس فتوے کا مختصر رد شیخ محمد بیگ نے تحریر فرمایا ہے جس کے لیے جامع نے یہ عنوان قائم کیا ہے۔

هذا الجواب رد اجمالا لكلام السيد محمد البرزنجي من الشيخ محمد بيگ. (۳۳)

اس مختصر رد کے بعد جامع نے شیخ محمد بیگ کا وہ رسالہ نقل کیا ہے جس کا احقر نے ذکر کیا تھا۔ یعنی "عطیۃ الوہاب الفاصلۃ بین الخطا والصواب" (۳۴)......اس پر دس علماء حجاز کی شاندار تصدیقات ہیں جو آپ کے علم میں ہوں گی۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ پر "دعویٰ نبوت" کا الزام سراسر اتہام ہے (۳۵) جس طرح مکتوبات شریف کی غلط تعبیرات سے لوگوں نے یہ مطلب نکالا کہ آپ نے "دعوی تجدید دین فرمایا تھا، (چنانچہ صاحب قاموس المشاہیر نے لکھا ہے کہ آپ نے مجدد ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے) دعوی نبوت کا الزام بھی مکتوبات شریف کے سطحی مطالعہ کا نتیجہ ہے بلکہ محمد البرزنجی کے سامنے تو مکتوبات شریف کے محرف اقتباسات تھے (۳۶) سیاق وسباق سے بے خبر۔ ایسی حالت میں جو کچھ لکھتا کون ٹوک سکتا تھا۔ مکتوبات شریف کی تینوں مجلدات کا عربی ترجمہ بہت بعد میں ہوا (۳۷) ہے، ممکن ہے اس ترجمے کا ایک مقصد غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہو..... معترضین کے اعتراضات پر بحث کرتے ہوئے یہ

marfat.com

حقیقت بھی سامنے رہے تو مناسب ہے کہ بعد مکاں، بعد زماں اور بعد فکر و خیال کو صحیح رائے قائم نہ کرنے میں بڑا دخل ہے۔

کاسر المخالفین (۳۸) کے مصنف کا احقر کو علم نہیں، رسالہ رد شبہات (۳۹) کا ذکر حضرت مولانا محمد ہاشم جان سرہندی نے کیا تھا۔ یہ رسالہ ان کے پاس ہے۔

مکتوب گرامی کل موصول ہوا، فرصت میسر تھی اس لیے جواب پیش کر رہا ہوں۔ محترم حکیم صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔ آپ حضرات سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے۔ مولا تعالیٰ آپ کی علمی تحقیقات سے سب کو مستفیض فرمائے۔ آمین۔

والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۳﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

(ضلع حیدرآباد سندھ) ۷۸٦

۱۴ر جنوری ۱۹۷۱ء

محترم المقام دام عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی محررہ ۲۳ر دسمبر ۱۹۷۰ء موصول ہو گیا تھا، فرصت میسر نہ آسکی اس لیے جواب میں تاخیر ہو گئی، معذرت خواہ ہوں۔ آپ نے جو سوالات تحریر فرمائے۔ بے بضاعتی کے شدید احساس کے ساتھ ان کے جوابات تحریر کر رہا ہوں۔ آپ کا مکتوب گرامی بھی واپس بھیج رہا ہوں تا کہ جوابات پڑھتے وقت سوالات سامنے رہیں۔

(۱) حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ کے اعتراضات کے متعلق حضرت شاہ غلام علی علیہ الرحمہ نے دل لگتی بات فرمادی ہے ''آں از عالمے دیگر واین از مقامے دیگر، اعتراض کجاست؟'' (۴۰)...... شیخ عبدالحقؒ نے مکتوبات شریف کے ان مقامات پر خاص طور پر اعتراض فرمایا ہے جہاں بادی النظر میں جناب رسالت مآب ﷺ میں گستاخی یا بے اعتنائی مترشح ہوتی ہے، جہاں اولیاء اللہ کے احوال مقامات پر تنقید فرمائی ہے۔ دراصل حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اقوال واحوال کو سمجھنے کے لیے اسی قدر روحانی بلندی کی ضرورت ہے جو آپ کو میسر تھی اور ہم اس سے محروم ہیں۔ بہر کیف دو باتیں ذہن میں

marfat.com

آتی ہیں۔

(ا) شیخ عبدالحق نے جو اعتراضات فرمائے ہیں وہ بظاہر صحیح معلوم ہوتے ہیں...... اعتراض صرف شیخ ممدوح ہی کو نہ تھا بلکہ اسی بنا پر دوستوں کی ایک جماعت حضرت مجددؒ سے کبیدہ خاطر تھی جس کا ذکر شیخ عبدالحق نے فرمایا ہے۔(۴۱) معاندین کا گروہ الگ رہا۔ جو کافی طاقت ور تھا۔ اور جس نے دربار شاہی میں بات اٹھائی (۴۲) اور پھر جو کچھ ہوا اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔

(ب) شیخ عبدالحقؒ نے نفسانیت کے تحت اعتراضات نہیں فرمائے بلکہ اخلاص و دل سوزی کے ساتھ اعتراض فرمایا ہے۔ وہ بھی جب خلش حد سے گزر چکی، خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کا وصال ہو چکا، طعن و تشنیع کے لیے لوگوں کی زبانیں کھل گئیں۔ اور احباب نے شیخ عبدالحق کو مجبور کیا کہ کچھ نہ کچھ لکھا جائے۔ یہ تمام حقائق خود حضرت شیخ نے اپنے رسالے میں تحریر فرمائے ہیں۔

اخلاص و محبت کا اندازہ بعض اشعار اور جملوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً سرنامہ ہی یہ شعر نظر آتا ہے جو آئینہ دار محبت ہے

درد دل دارم بسے از خوئے آں زیبا نگار

فرصتے یا رب کہ دل را پیش وے خالی کنم (۴۳)

ایک جگہ فرماتے ہیں:

میرا گمان آپ کے متعلق نیک ہے اور مجھے جتنی محبت و خلوص آپ سے ہے شاید ہی کسی کو ہو...........اس فقیر کو آپ بھی عزیز ہیں اور آپ کا طریقہ بھی عزیز ہے۔

marfat.com

آخر میں یہ دعائیہ کلمات خاص طور پر قابل توجہ اور جان اخلاص ہیں:

اے خدا یہ شخص اپنے کمالات سے متعلق ایسی باتیں کرتا ہے، اگر وہ سچا ہے تو اس کے سچے اور صادق ہونے کی کسی دلیل سے بطور الہام ہمیں مطلع فرما اور ہمارے شکوک وشبہات دور فرما...... (۴۴)

نوٹ: جس الہام کی تمنا کی ہے اس کی تکمیل کی خبر شاہ غلام علی کی تحریر سے ملتی ہے۔ جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

(۲) اخبار الاخیار کے خصوصاً جدید (اردو) نسخوں میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے حالات اور دیگر باتیں جعلی معلوم ہوتی ہیں۔ (۴۵) اخبار الاخیار ۹۹۹ھ کی تالیف ہے۔ اس وقت حضرت مجددؒ کی عمر شریف ۲۷ سال کے لگ بھگ ہوگی (۴۶) اور شاید تعلقات اور حالات کی وہ نوعیت نہ تھی جو اس جعلی تحریر کے متقاضی ہے۔ البتہ بعض فارسی مطبوعہ نسخوں میں بطور تتمہ (۴۷) خواجہ حسام الدین علیہ الرحمہ کے نام حضرت شیخ عبدالحقؒ کا جو مکتوب نظر آتا ہے وہ صحیح ہے حضرت شاہ غلام علی نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے (۴۸) لیکن اس تتمہ کا اضافہ بھی بعد کی چیز ہے۔ احقر نے کوئٹہ میں حضرت مولانا سالم (۴۹) صاحب کے پاس اخبار الاخیار کا ایک قدیم نسخہ (اواخر بارہویں ہجری) دیکھا تھا جس کے آخر میں حضرت مجددؒ کے بارے میں کوئی تحریر نہ تھی۔

(i) میرے علم میں کوئی ایسا ماخذ نہیں جس میں کسی معاصر نے حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ کے رجوع کرنے کا ذکر کیا ہو۔ البتہ ایک اہم ماخذ کا حوالہ ضرور نظر سے گذرا ہے۔ ابوالبیان محمد داؤر پسروری نے اپنی تالیف سیرت امام ربانی

marfat.com

میں لکھا ہے۔

شیخ فتح محمد فتحپوری چشتی اپنی کتاب مناقب العارفین (۵۰) میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالحق کے صاحب زادے مولانا نورالحق (۵۱) سے معلوم ہوا کہ شیخ صاحب نے آپ کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ لکھا تھا جب ان کو حسن خاں کی تحریف کا واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے معذرت کا مکتوب لکھا۔ (مطبوعہ امرتسر ۱۹۲۵ء ص:۱۹۸)

حسن خاں کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حضرت مجدد کا مرید تھا۔ منحرف ہو کر مکتوبات شریف کے بعض مسودات اپنے ساتھ لے گیا اور ان میں تحریف و ترمیم کر کے مختلف علماء سے تردیدات لکھوائیں۔

صاحب مناقب العارفین چونکہ شیخ نورالحسن کے معاصرین میں سے ہیں اور ان سے روایت فرماتے ہیں اس لیے یہ روایت مستند سمجھی جا سکتی ہے۔ احقر نے کتاب مذکور تلاش کی مگر نہ مل سکی۔ آپ لاہور کے کتب خانوں میں تلاش کریں شاید مل جائے۔

(ii) ملا معین ٹھٹھوی کی کتاب (۵۲) مولانا محمد ہاشم جاں مدظلہ نے عنایت فرمانے کا وعدہ کیا تھا جو ابتک وفا نہ ہو سکا۔

(iii) ردشبہات (۵۳) بھی مولانا کے پاس ہے وہ بھی احقر نے مطالعہ نہیں کیا۔

(v) شاہ غلام علی علیہ الرحمہ نے رجوع کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ اپنے رسالے میں شیخ عبدالحقؒ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

> ونیز نوشتہ اند کہ یک بار در بارۂ شما بجناب الٰہی سبحانہ متوجہ بودم کہ ایں مقامات کہ ایشان میگویند حق است یا اصلے ندارد آیہ شریفہ کہ در دفع

marfat.com

اشتباہ خفیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نازل شدہ، دربارۂ شما در باطن فقیر وارد شد۔(۵۴)

غالباً یہ وہی الہام ہے جس کی شیخ عبدالحقؒ نے آرزو کی تھی۔

حضرت شاہ غلام علی، خواجہ حسام الدینؒ کے نام حضرت شیخ عبدالحقؒ کے مکتوب کا یہ اقتباس فرماتے ہیں:

''غبارے کہ فقیر را بحضرت شیخ احمد بود رفع شد و غشاوۂ بشریت درمیاں نماند''
پھر آگے چل کر اس عبارت کی یوں تشریح فرماتے ہیں۔

قول ایشاں ''غشاوۂ بشریت درمیان نماند'' اشارت می نماید کہ تحریر اعتراضات از بشریت و نفسانیت بود نہ از راہ حقیقت سبحان اللہ این ست احوال علماء و اولیاء رحمہم اللہ۔ وائے بر حال و قال حساد معاند نافہم (۵۵)

(vi) احقر کو علم نہیں کہ شیخ عبدالحق رہ کے رجوع کا ذکر سب سے پہلے کس نے کیا۔ غالباً صاحب مناقب العارفین نے کیا ہوگا۔ یا ممکن ہے کہ اس سے پہلے کسی نے کیا ہو کیوں کہ وہ خط جس میں رجوع کا ذکر ہے خواجہ حسام الدین کے نام ہے جن کا وصال سنہ م (۱۰۴۳ھ) میں ہوا۔ یہ بات محقق ہے کہ رجوع فرمایا ہے اس لیے یہ کہنا مناسب نہیں کہ رجوع کا ذکر نے کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے غلط راہ پر ڈالا۔ ہاں اس واقعہ پر اگر حاشیہ آرائی ہے تو اس پر تنقید کی جا سکتی ہے۔

marfat.com

(۳) شیخ محمد مراد نقشبندی کی کتاب (۵۶) کا احقر کو علم نہیں، غالباً اسی مصنف کی ایک کتاب مناقب الحضرات (۵۷) کا مائیکروفلم احقر نے لندن سے منگایا تھا، جو شیخ آدم بنوریؒ کے حالات میں ہے ممکن ہے کہ ضمناً اعتراضات کا رد کیا ہو۔ مصروفیت کی وجہ سے احقر ابتک مطالعہ نہ کر سکا۔ (ہاں یاد آیا مناقب الحضرات اس مصنف کی تصنیف نہیں)

(۴) ملا محمد گجراتی کے رسالہ (۵۸) کا بھی کچھ علم نہیں۔ البتہ ابوالبیان محمد داؤد پسروری نے محمد صالح گجراتی کے ایک رسالہ اشجاہ، (۵۹) کا ذکر کیا ہے۔ شخص مذکور نے محمد عارف اور عبداللہ سواتی (۶۰) وغیرہ سے روپیہ لے کر محمد البرزنجی سے مکتوبات شریف کا رد لکھوایا۔ ابوالبیان مذکور نے شیخ قشاشی (۶۱) کے ایک رسالہ اسرار المناسک (۶۲) کا بھی ذکر کیا ہے جو غالباً شیخ آدم بنوری کے رد میں لکھا گیا تھا۔

(۵) طبقات شاہجہانی کے اقتباس کا انتظار رہے گا۔ تذکرہ نویسوں نے جہانگیر اور شاہ جہاں (۶۳) کی عقیدت مندی کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے حقیقت اس کے برخلاف معلوم ہوتی ہے۔ جہاں گیر نے تزک میں نہایت بدتمیزی سے حضرت مجدد کا ذکر کیا ہے (۶۴) پھر دوسری جگہ رہائی کا اور خلعت وغیرہ دینے کا ذکر کیا ہے (۶۵)۔ رہائی کے بعد اس نے بڑی چالاکی سے آپ کو لشکر میں رکھا۔ یہ بھی ایک طرح کی قید اور نظر بندی تھی۔ صاحب زبدۃ المقامات کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں۔

marfat.com

دراں ایام کہ حضرت ایشان رحمہ اللہ سبحانہ در قید رفاقت عسکر سلطان وقت بودند وحرف خلاص ازاں بلیہ درمیاں بود۔ (مطبوعہ کانپور ۱۳۰۷ھ، ص: ۸۴)

لشکر سے چھٹکارا ملا۔ تو سرہند شریف آکر خلوت گزیں ہو گئے۔ عمومی مجالس بلکہ خصوصی مجالس کا سلسلہ بھی یک لخت بند ہو گیا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے جہاں گیر نے کوئی خفیہ پابندی عائد کر دی تھی۔ دشمنوں کی بن آئی تھی مگر تاریخ نے حضرت مجدد کے حق میں فیصلہ سنا دیا ہے۔ جہاں گیر کے دربار میں طلبی کے وقت شاہجہاں نے درخواست کی تھی کہ سجدہ تعظیمی کر لیں اور آپ نے انکار فرمایا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ انکار اس پر گراں گزرا ہو اور دورِ شاہی میں اسی بنا پر خاندان مجددیہ سے بے اعتنائی برتی ہو غالباً شیخ آدم بنوری کے ساتھ بھی اس نے کچھ اچھا سلوک نہیں کیا (۶۶)۔ پھر حضرت خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد سعید سے مواصلت نہ کرنا بھی احقر کے اندیشہ کو تقویت پہنچاتا ہے مکتوبات معصومی اور مکتوبات سعیدی میں کوئی مکتوب شاہ جہاں کے نام نہیں۔ اگر عقیدت ہوتی تو ضرور بیعت ہوتا اس کے برخلاف بقول صاحب دبستان مذاہب اس نے دوسرے بزرگوں کی طرف رجوع کیا...... بہرکیف یہ احقر شاہان مغلیہ سے تعلقات کی نوعیت تاریخ کی روشنی میں پرکھنا چاہتا ہے۔

(۷) علی اکبر اردستانی (۶۷) نے حضرت مجدد کی جن تیس ہزار ابیات کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق اصل کتاب کا مطالعہ کر کے تحریر کر سکوں گا، اگر آپ متعلقہ اقتباس تحریر فرما دیں تو بہتر ہے۔

آپ چونکہ حضرت مجدد کے مخالفین کے بارے میں لکھ رہے ہیں اس لیے چند

marfat.com

معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ ناگوار خاطر نہ ہوں۔

کسی شخصیت پر الزامات و اعتراضات کی تردید کا ایک بڑا مقصد یہ ہوتا ہے شکوک و شبہات دور ہو جائیں اس لیے دور جدید کے تقاضوں کے پیش نظر ضروری ہے کہ اسلوب نگارش مؤرخانہ ہو مبلغانہ نہ ہو۔ یعنی تحریر سے طرف داری یا جانب داری مترشح نہ ہوتی ہو۔ جب شخصیت سے کمال تعلق ہو تو یہ بات بہت ہی مشکل ہو جاتی ہے۔ حضرت مجددؒ پر معارف (اعظم گڑھ) میں احقر کے مقالات شائع ہوئے، (۶۸) بعد میں یہ خامی خود اپنے مقالے میں محسوس کی گو احباب نے تعریف ہی تعریف کی۔ حضرت خواجہ باقی علیہ الرحمہ نے شیخ تاج الدین (۶۹) کو ایک مکتوب شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ جس شخص کا نفس مریض ہو اور شرارت اور فتنہ پر آمادہ ہو تو وہ خاص شفقت کا محتاج ہے۔ جس طرح مریض جسمانی تیمار داروں کی شفقت کا محتاج ہے (۷۰)۔ اس لیے مخلص معترضین اور شریر معاندین کا علاج اگر اسی انداز سے کیا جائے تو مثمر ہو سکتا ہیں قرآن حکیم نے جو حکمت و موعظت، کی بات فرمائی ہے تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے طریقہ اظہار کی معقولیت سے ہی حق اپنی تاثیر دکھا سکتا ہے ورنہ بسا اوقات اسی خامی کی وجہ سے باطل، حق کو شکست دیتا نظر آتا ہے۔

آپ سے چونکہ تعلق خاطر ہو گیا ہے اس لیے اتنا کچھ لکھنے کے باوجود گرانی محسوس نہیں کرتا بلکہ فرحت و انبساط کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ مولی تعالی آپ کے ذوق علمی کو قائم رکھے اور دوسروں کو مستفیض فرمائے۔ آمین۔

احباب کو سلام کہدیں۔ خصوصاً حکیم (۷۱) صاحب اور ڈاکٹر محمد اسلم (۷۲)

marfat.com

صاحب کو۔ احقر نے ان کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا تھا۔ جواب سے محروم ہوں۔ تقاضا کردیں اپنی خیریت اور حالات وکوائف سے مطلع کرتے رہا کریں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: آپ کا مکتوب گرامی جو ساتھ بھیج رہا ہوں اس کو واپس کردیں۔ ضرورۃً بھیج رہا ہوں ورنہ یہ آئین محبت کے خلاف ہے۔

marfat.com

﴿۴﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

(ضلع حیدرآباد سندھ) ۷۸۶

۱۷ر فروری ۱۹۷۱ء

محترم المقام

سلام مسنون۔ نوازش نامہ محررہ ۲۸ر جنوری ۱۹۷۱ء موصول ہو گیا تھا۔ عنایت و کرم کا ممنون ہوں مصروفیت کی وجہ سے جلد جواب نہ پیش کر سکا، معذرت خواہ ہوں۔

(۱) آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ معاصر تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ شیخ آدم بنوریؒ امی تھے۔ اس سلسلے میں قوسین میں زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن احقر کے پاس جو نسخے ہیں ان میں شیخ مذکورہ کے متعلق یہ بات نہیں لکھی (۷۳) البتہ محمد مراد بن حبیب بن سعدی (۷۴) نے اپنی تالیف ''مناقب آدمیہ و حضرات احمدیہ نقشبندیہ'' (مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری لندن) میں شیخ کے ذکر میں آپ کے علم لدنی کے سلسلے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

روزے شیخ ابوالمعالی مفتی انبالہ کہ می گفت برائے امتحان علم لدنی سیدی (شیخ آدم بنوری) مسئلہ مشکل را از کتب فقہیہ مطالعہ نمودہ ایشاں رفتم واز جواب وسوال مقدمات را در خزینۂ خیال ترتیب دادہ نشستم بمجرد اظہار مافی الاضمار اشکال وسوالہا را بیاں نمودہ تحقیق

marfat.com

سخن کردند حل مشکل نمودہ افادہ فرمودند ازیں معاینہ از امتحان خود تائب شدم۔ (مخطوطہ مکتوبہ ۱۱۴۰ھ، لاہور۔ ورق ۴۲)

(۲) صاحب مناقب نے شیخ آدمؒ کی تصانیف میں درود الہامیہ (۷۵) کا ذکر کیا ہے اور اس کے متعلق لکھا ہے۔

جامع ایں شیخ محمد امین است قدس سرہ کہ بامر حضرت سیدنا قدس سرہ رفتہ رفتہ کہ الہام می شد او جمع کردہ می رفت۔ (ورق ۔ ۳۷)

(۳) دائرۃ المعارف الاسلامیہ میں لکھا ہے۔

شروع میں امی محض تھے، فیض ربانی سے قرآن مجید حفظ کیا اور علم ظاہری بھی حاصل کیا۔ (مطبوعہ لاہور، جلد اول، ص ۲۷)

نہ معلوم اس بیان کا ماخذ کیا ہے اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تحصیل علم ظاہری بھی فرمائی۔ لیکن آپ نے شیخ آدم کے جس مکتوب کا حوالہ تحریر فرمایا ہے وہ سب سے زیاہ اہم ہے اگر وہ صحیح ہے یہی کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح درود الہامیہ کو شیخ محمد امین نے جمع کیا اس طرح دوسری کتابوں کو بھی مریدین و مخلصین نے جمع کیا ہوگا۔ (۷۶)

(۴) ممنون ہوں کہ آپ ؒنے راقم کی کتاب شاہ محمد غوث گوالیاری کا مطالعہ فرمایا اور اپنی معلومات سے بھی سرفراز فرمایا (۷۷)۔ بیل کے متعلق جس غلطی کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے بھی اسی زمانے میں اس طرف متوجہ فرمایا تھا۔ واقعی فاحش غلطی ہوگئی۔ دوسرے اڈیشن میں اصلاح کردی جائیگی۔ (۷۸)

marfat.com

معراج نامے (۷۹) کے بارے میں تو اب تک معلوم نہ ہو سکا۔ البتہ دوسری تصانیف کے قلمی نسخوں کا بعد میں علم ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ کتاب لکھتے وقت اتنی مہلت نہ ملی کہ مآخذ کا تفصیلی مطالعہ کیا جاتا۔ میرا قیام بالعموم ایسے مقامات پر رہا جہاں کتب خانوں کا نام ونشان نہیں، کچھ لگن ہے جو تھوڑا بہت لکھ لیتا ہوں۔ (۸۰)

(۵) شاہ وجیہ الدین علیہ الرحمہ کے ملفوظات کا قلمی نسخہ خود احقر نے پشاور جا کر مطالعہ کیا تھا (۸۱)۔ ابتدائی اوراق کی نقل محفوظ نہیں ورنہ تقابل کر کے تحریر کرتا۔

(۶) شاہ محمد غوث کا وصال ۹۷۰ھ میں ہوا۔ اس کے ایک دو سال بعد شیخ مجدد علیہ الرحمہ کی ولادت ہوئی ہے۔ اور اس سے قبل ہی شیخ ابوالحسن لاہوری (۸۲) کو خلافت مل چکی تھی مخالفت کا آغاز تقریبا ۱۰۱۲ سے ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ شیخ ابوالحسن اس وقت تک حیات ہوں اور انہوں نے مخالفت فرمائی ہو میں حتمی طور سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

(۷) پروفیسر خلیق احمد نظامی کے جس مقالہ (۸۳) کا آپ نے ذکر فرمایا ہے اگر وہ آپ کے پاس محفوظ ہو تو مطلع کریں۔

(۸) بقر عید کے موقعہ پر کراچی جانا ہوا۔ کوشش کر کے شیخ معین ٹھٹھوی کی کتاب حاصل کی۔

سرسری مطالعہ کے بعد جو باتیں معلوم ہوئیں وہ تحریر کرتا ہوں۔

(ا) کتاب کا نام بہجۃ النظار فی براءۃ الابرار ہے۔ 8x5 سائز کے ۳۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ حافظ عبدالخالق نے ۱۲۳۷ھ میں اس کی کتابت کی ہے۔

marfat.com

(ب) مصنف شیخ محمد معین علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ۱۱۲۳ میں ایک رسالہ ابحاث نظر سے گزرا جس میں حضرت مجدد کے مکاتیب شریف پر اعتراضات کئے گئے تھے۔ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں۔

از آں جا کہ بعضے اہل ایں دیار رسالہ اصل منسوب بنام نامی گرامی حضرت قدوۃ المحققین امام المتاخرین شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ می سازند، وانمودہ می آید کہ چوں جلالت نظر در اکثر مقدمات حکم بتکذیب ایں نسبت می کند چناں چہ در جمیع مقدمات اشارہ باں نمودہ خواہد شد مخاطبی کہ مصور ذہن ایں فقیر است غیر آں حضرت ملحوظ داشتہ۔ (ورق۔۶)

دراصل یہ کتاب شیخ عبدالحقؒ دہلوی کے اعتراضات کا مفصل ومبسوط جواب ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ کے رجوع فرمانے کا واقعہ عام نہ ہوا تھا اور ایسا اکثر ہوتا ہے کہ دشمن اپنے مطلب کی باتوں کی بہت تشہیر کرتے ہیں۔

(۹) ایک کتاب اور ملی ہے ممکن ہے کہ آپ کے پاس ہو۔ یہ حضرت مجدد پر اعتراضات کے جواب میں ان کے پوتے حضرت شیخ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعید کی تالیف ہے اس کا نام ہے۔

کشف الغطاء عن اذهان الاغبياء (۸۴)

اگر آپ کے مطالعہ سے نہ گزری ہو تو مطالعہ کر کے ضروری باتیں عرض کروں۔

(۱۰) حضرت شیخ محمد فرخ علیہ الرحمۃ نے رد اعتراضات کے ذیل میں اپنی دو تالیفات کا اور ذکر فرمایا ہے اگر یہ آپ کے پاس ہوں تو مطلع کریں، ان کے نام یہ ہیں۔

marfat.com

(ا) النجاة عن طريق الغواة . (ورق ۔۶۲)(۸۵)

(ب) جلاء الصلاء عن مرآت الكعبة الحسناء (ورق ۔۶۳)(۸۶)

(۱۱) ایک صاحب نے ان مصنفین کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ ان کے سنین وصال کیا ہیں اور ان کی تصانیف کون کون سی ہیں۔

(ا) مولانا نورالدین احمد آبادی (۸۷)

(ب) میرزا محمد خلیل بدخشانی (۸۸)

(ج) ابوالحسن داہری نقشبندی (۸۹)

اگر آپ کے علم میں ہوں تو تحریر فرمادیں۔

(۱۲) ہاں ایک بات دریافت کرنا بھول گیا۔ شیخ آدم بنوری کو شاہجہاں نے جو حکماً مکہ مکرمہ بھیج کر ملک بدر کیا تھا۔ تو اس کی معقول وجہ کیا تھی۔ تذکرہ نگاروں نے جو باتیں لکھی ہیں وہ دل کو نہیں لگتیں۔ اگر شاہجہاں واقعی حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا معتقد تھا تو اس کو لاہور میں آپ کی موجودگی سے خوش ہونا چاہیے تھا۔ پٹھان مریدین کی کثرت سے خائف ہو کر ملک بدر کردینا کونسی عقیدت کی نشانی ہے۔ بہرحال اس عقدہ لاینحل کو حل کریں۔ (۹۰)

زیادہ کیا عرض کروں۔ حکیم صاحب کو سلام کریں۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب سے ملاقات ہو تو ان کو سلام کہدیں۔ اور زیادیں کہ جواب کا انتظار ہے۔ والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: ڈاکٹر رضوی نے ہندوستان کے مجددین پر انگریزی میں ایک کتاب لکھی

marfat.com

تھی (۹۱) جو لکھنو (۹۲) سے شائع ہوئی تھی۔ مصنف نے حضرت مجدد کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے معارف (۹۳) میں ان اعتراضات کے جوابات دیے گئے تھے، آپ کی نظر سے گزرے ہوں گے۔ اگر یہ کتاب آپ کے پاس ہو تو مطلع فرمائیں۔

marfat.com

﴿۵﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

(سندھ) ۷۸۶

۲۷ / مارچ ۱۹۷۱ء

محترم و مکرم زید مجدکم

سلام مسنون

نامۂ سامی وصول ہو کر کاشف احوال ہوا استفسارات کے جوابات پیش کرتا ہوں

(۱) ملا معین ٹھٹھوی کی کتاب بھجۃ النظار کے مطالعہ سے سنہ تالیف کا اندازہ نہیں ہوتا البتہ قیاس یہ کہتا ہے کہ یہ ۱۱۲۳ھ کے لگ بھگ لکھی گئی ہوگی کیوں کہ سنہ مذکور میں رسالہ ابحاث مطالعہ کیا ہے اور یہ کتاب اسی کا جواب ہے۔ ابحاث کے مصنف کا حال بھی نہیں معلوم ملا معین نے حضرت مجدد کے رد میں کسی اور تصنیف کا ذکر نہیں کیا۔ عبداللہ خویشگی کا نام بھی کہیں نظر سے نہیں گزرا۔

(۲) شیخ محمد فرخ کی جس تالیف کا آپ نے ذکر کیا ہے ممکن ہے کہ یہ کوئی دوسری تالیف ہو۔ ویسے جو تصنیف میرے پیش نظر ہے اس میں اسی موضوع پر اپنی دو اور تالیفات کا ذکر کیا ہے۔ تینوں تالیفات کے نام لکھ چکا ہوں۔

شیخ محمد فرخ نے براہ راست شیخ عبدالحق کا ذکر نہیں کیا البتہ جن امور کا رد کیا ہے ان میں ایک دو باتیں وہ بھی ہیں جن پر شیخ دہلوی کو اعتراض تھا یعنی آنحضرت ﷺ

marfat.com

سے ہمسری وغیرہ۔

شیخ محمد فرخ نے لکھا ہے کہ ان کے والد بزرگوار شیخ محمد سعید علیہ الرحمۃ کے زمانے میں "تفضیل کعبہ بر سرورِ کائنات علیہ" کے سلسلے میں لوگوں نے مکتوبات شریف پر اعتراضات کئے اور ایک شورش برپا کردی حتی کہ اہل حرمین شریفین بھی مخالف ہو گئے اور انہوں نے "رسائل در جرح وقدح آں برنگاشتند" چنانچہ جب وہ رسائل حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے صاحب زادگان کے سامنے آئے تو انہوں نے شیخ محمد فرخ سے کہا کہ ان رسائل کا جواب لکھیں چنانچہ آپ نے مسکت جواب لکھا جس کا یہ اثر ہوا۔

فضلاء آں مقام بر احترام آن رادیدہ خیلے پسندیدند وآں قدر کہ نفرت بہم رساندہ بودند ہمہ بہ محبت وعقیدت مبدل گشت از اعیان حرمین شریفین کم کسے ماندہ باشد کہ اسلاک ایں طریقہ علیہ نہ گزیدہ (ورق۔۶۳)

خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے معاندین کے پاس یہ رسالہ بھیج دیا اور فرمایا

شما ھم چیزے نوشتہ آید وما ہم در جواب آن بذل مجھودی کردیم۔ بہتر آن است کہ اہل فضل جمع شوند ورسائل طرفین را ملاحظہ نمایند تا حق بمرکز خود قرار گیرد۔ (ورق ۶۳)

میرا خیال ہے کہ آپ کے پاس علمائے حجاز کے جو فتوے ہیں وہ اسی دور کے ہوں گے کیوں کہ جو فتوے میرے پاس ہیں وہ خواجہ محمد سعید وخواجہ محمد معصوم علیہما الرحمہ کی وفات کے بعد کے ہیں۔ ان فتووں کو بغور مطالعہ کر کے مطلع کریں۔ کتاب کے آخر میں

marfat.com

۱۲۴۹ لکھا ہے۔ شیخ محمد فرخ کا سنہ وفات معلوم نہیں (۹۴) اگر سنہ مذکور میں حیات تھے تو یہی ہوگا ورنہ کوئی اور۔ تتمہ کی اصل عبارت یہ ہے۔ ایں رسالہ بکشف الغطاء عن اذھان الاغبیاء نامیدہ شد واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۱۲۴۹ (ورق۔۶۶)

(۳) احقر نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ شاہجہاں کی عقیدت حضرات نقشبندیہ سے بالعموم اور حضرت مجدد علیہ الرحمہ سے بالخصوص مشکوک ہے مگر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ دور شاہجہانی کے بعض مؤرخوں نے احترام کے ساتھ ذکر کیا ہے، اس سلسلے میں آپ نے طبقات شاہجہانی کا حوالہ دیا تھا جس کی نقل احقر نے مانگی تھی مگر ابتک محروم ہوں آپ کا خیال صحیح ہے شاہجہاں حضرات مجددیہ کا اتنا عقیدت مند نہ تھا جتنا ظاہر کیا جاتا ہے ایام شہزادگی کا ایک واقعہ صاحب زبدۃ المقامات نے نقل کیا ہے پھر کوئی مستند بات نہیں ملتی۔

(۴) یوروشلم یونیورسٹی کے استاد (۹۵) کی کتاب (۹۶) کا علم آپ کو کس ذریعہ سے ہوا۔ مجھے اس کا علم نہیں۔ میرے ایک دوست بیروت میں ہیں کیا یہ کتاب وہاں مل سکے گی۔ کتاب کے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کریں تو کوشش کروں۔

(۵) مولانا نورالدین بن محمد صالح کا حال تذکرۂ علمائے ہند میں مل گیا تھا۔ آپ نے تکلیف کی، بہت بہت شکریہ، دوسرے حضرات کے متعلق کچھ معلوم ہوا ہو تو تحریر کریں۔

(۶) یہاں سندھ میں ایک فاضل یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سرہند شریف سے حضرات

marfat.com

مجددیہ نے کس زمانے میں ہجرت کی۔ بعض تذکروں میں ہجرت کا ذکر کیا ہے مگر بیانات میں بہت تضاد ہے۔ بندہ بیرد گی نے سرہند شریف کو اچھی طرح برباد کیا تھا مگر کسی تذکرہ نگار نے ہجرت کے لیے یہ سنہ متعین نہیں کیا (۹۷) حالانکہ اس زمانے میں ہجرت کا زیادہ احتمال ہے بہرکیف آپ روشنی ڈالیں۔ (۹۸)

(۷) شاہ فرید ثانی (۹۹) اور بایزید (۱۰۰) ثانی کے متعلق احقر کو کچھ علم نہیں۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ محترم حکیم صاحب اور پروفیسر محمد اسلم صاحب کو احقر کا سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۲﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

(سندھ) ۸۷۶

۲۴؍اپریل ۱۹۷۱ء

محترمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشف احوال ہوا۔ جو معلومات آپ نے فراہم کی ہیں ان کے لیے شکر گزار ہوں طبقات شاہجہانی میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے متعلق اقتباس کی ضرورت تھی۔ اگر ممکن ہو تو کبھی نقل کر کے بھیج دیں۔

شواہد التجوید (۱۰۱) کا احقر کو علم نہیں، خواجہ محمد نقشبند ثانی کا سنہ وفات ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی کسی تالیف سے نقل کیا ہے جو اس وقت ذہن میں نہیں، ممکن ہے کہ ۱۱۱۴ھ صحیح ہو۔ (۱۰۲)

''فاضل بریلوی اور ترک موالات'' (۱۰۳) کی بیس کاپیاں احقر کو ملی ہیں۔ کتابت تو اچھی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ سیاہی بہتر استعمال نہیں کی گئی یا چھاپتے وقت لاپرواہی سے کام لیا ہے آفسٹ کی کاپیاں لیتھو کی پلیٹوں پر شاید نہیں لگائی جا سکتیں، اس کے لیے تو کاغذ اور روشنائی بھی علیحدہ ہوتی ہے۔ بہرکیف مجھے بھی افسوس ہوا۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ حکیم صاحب اور برادرم اسلم صاحب کو احقر کی طرف سے سلام مسنون کہہ دیں۔ اپنی خیریت اور حالات و کوائف سے مطلع کرتے رہیں۔

احقر محمد مسعود احمد فقط والسلام،

marfat.com

﴿۷﴾

۲/۴۴/ ۲ این

پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر ۲۹

۱۹ / جولائی ۱۹۷۱ء ۷۸۶

محترم المقام

سلام مسنون!

مکتوب گرامی محررہ ۶/جولائی موصول ہوا احقر موسم گرما کی تعطیلات میں جون کے آخر میں یہاں آ گیا تھا۔ ۱۵/اگست تک قیام رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ نوازش نامہ ٹنڈو محمد خاں سے ہوتا ہوا یہاں پہنچا۔

احقر نے مقالہ حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلے میں جو کتابیات مرتب کی ہے اس میں آپ کے موضوع سے متعلق کچھ کتابیں ہوں گی مگر یہ ٹنڈو محمد خاں میں ہے۔ واپسی پر کچھ عرض کر سکوں گا (۱۰۴)۔ سردست جو باتیں اس وقت ذہن میں آ رہی ہیں عرض کرتا ہوں۔

(۱) بعض تذکروں اور تاریخوں کے مقدمے میں بھی متقدمین اور معاصرین کی تالیفات کا ذکر ہوتا ہے۔ کتابیات کی تدوین میں ان کو پیش نظر رکھیں۔

(۲) جو تذکرے اور تاریخیں از سر نو مدون کی گئیں ہیں یا جن کے ترجمے کئے گئے ہیں۔ ان پر جامع اور مرتب کی طرف سے بعض سیر حاصل مقدمے مل جاتے

marfat.com

ہیں۔ مثلاً تذکرۂ علماء ہند (ترجمہ اردو) وغیرہ اس طرف بھی توجہ رکھیں۔

(۳) مختلف اشخاص کے حالات کے ذیل میں بھی ان کی تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے یہاں سے بھی مواد فراہم کیا جا سکتا ہے۔

(۴) محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں (۱۰۵) صاحب نے حضرات مجددیہ کے بعض مجموعۂ مکاتیب شائع کیے ہیں۔ شاید آپ کی نظر سے گزرے ہوں گے۔

(۵) پنجاب یونیورسٹی لائبریری اور پنجاب پبلک لائبریری میں دنیا کے مختلف کتب خانوں کی فہرستیں مل جائیں گی۔ مثلاً انڈیا آفس لائبریری، لندن، برٹش میوزیم لندن، خدا بخش لائبریری، پٹنہ، سنٹرل اسٹیٹ لائبریری۔ حیدر آباد دکن، آزاد لائبریری، علی گڑھ، وغیرہ وغیرہ۔ یہ مجموعے تو غالباً آپ نے مطالعہ فرما لیے ہوں گے۔

(۶) محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب سے مراسلت فرمائیں وہ اس سلسلے میں کافی معلومات فراہم کر سکیں گے اور پیر حسام الدین راشدی (۱۰۶) سے بھی مراسلت فرمائیں۔

محترم حکیم صاحب اور مکرمی محمد اسلم صاحب کی خدمت میں سلام نیاز پیش کریں۔ والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۸﴾

۲/۴۴۲۔این

پی۔ای سی۔ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر۲۹ ۷۸۶

۲۴/جولائی ۱۹۷۱

برادر محترم

سلام مسنون نوازش نامہ محررہ ۱۹/جولائی موصول ہوا "ترجمان اہل سنت" کا متعلقہ شمارہ مل گیا ہے۔اس میں سے آپ اصل کتاب کے اقتباسات حذف کر کے باقی حصہ شامل فرمالیں اوراس کا خیال رکھیں کہ فلور محسوس نہ ہو۔

چٹان میں تبصرہ شائع ہوا ہے۔جن صاحب نے مطالعہ کیا ہے انہوں نے خود احقر سے ذکر کیا تھا۔آج پھر ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ جون کے کسی شمارے میں شائع ہوا ہے۔آپ چاروں شمارے مطالعہ فرمائیں۔

آج مدینہ پبلشنگ کمپنی گیا تو مکتوبات امام ربانی پر محترم حکیم صاحب کا مقدمہ (۱۰۷) سرسری طور پر مطالعہ کیا کیوں کہ عجلت میں تھا۔ماشاءاللہ خوب لکھا ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

احقر کا سلام عرض کردیں۔

فکر ونظر اور ضیائے حرم ابھی نہیں ملے فاضل بریلوی اور ترک موالات کی کاپیوں کی ضرورت ہے اگر بچی ہوں تو دس عدد ارسال فرمادیں۔

فقط والسلام، احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۹﴾

۲/۴۴۲۔این

پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی

کراچی نمبر ۲۹ <u>۷۸۶</u>

۳/اگست ۱۹۷۱ء

محترم المقام

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ محررہ ۳۱/جولائی موصول ہوا۔ عنایت وکرم کا ممنون ہوں۔ محترم حکیم صاحب کو اس احقر سے حسن ظن ہے اس لیے آپ کو یہ مشورہ دیا ہے ورنہ احقر اس لائق نہیں کہ آپ کے فاضلانہ مقالے (۱۰۸) کو بنظر تنقید مطالعہ کرے۔ البتہ استفادے کے خیال سے یہ جی چاہتا ہے کہ ایک نظر دیکھ لوں تقریظ لکھنے کی بھی اہلیت نہیں لیکن اگر آپ کی خواہش ہو تو ان شاء اللہ تحریر کردی جائیگی اگر اپنے کچھ حالات اور علمی خدمات کے تعارف کے طور پر کچھ تحریر فرمادیں تو احقر ممنون ہوگا۔

کراچی میں ۱۵/اگست تک قیام ہے۔ آجکل کچھ مصروفیت زیادہ ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ جب احقر ٹنڈو محمد خاں پہنچ جائے تو اس وقت مبیضہ ارسال فرمائیں۔ لیکن اس طرح تعویق کا اندیشہ ہے۔ عجلت ہو تو پھر طباعت کرالیں۔ ورنہ احقر ہر خدمت کے لیے حاضر ہے۔

ان شاء اللہ ٹنڈو محمد خاں پہنچ کر آپ کے مقالے سے متعلق بعض کتابوں کے

marfat.com

نام تحریر کردوں گا ممکن ہے کہ یہ آپ کی فہرست میں پہلے سے موجود ہوں۔

محترم حکیم صاحب اور مکرمی پروفیسر محمد اسلم صاحب کو سلام کہہ دیں۔ دوسرا مکتوب برادرم محمد عارف رضوی صاحب کو عنایت فرمادیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۱۰﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

۲۰ راگست ۱۹۷۱ء ۷۸۶

برادر محترم

سلام مسنون

رسالہ کا مبیضہ (۱۰۹) مل گیا ہے عنایت وکرم کا ممنون ہوں، یہاں آ کر کچھ بیمار ہو گیا۔ دعا کریں کہ طبیعت رو بہ صحت ہو جائے اور پھر مبیضہ پر نظر ثانی کر کے تقریظ جلد پیش کر سکوں۔ ابھی سرسری طور پر دیکھا ہے ان شاء اللہ خوب لکھا ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۱۱﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں

۲۴ر اکتوبر ۱۹۷۱ء ۷۸۶

اخی المکرّم

وعلیکم السلام

مکاتیب موصول ہوئے۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلسل علالت کی وجہ سے دو ماہ گزر جانے کے باوجود اپنی معروضات پیش نہیں کر سکا جو کچھ لکھا ہے غیر مرتب حالت میں ہے ترتیب کے لیے ذہن پر زور دینا پڑتا ہے چونکہ آپ کو عجلت ہے اس لیے اسی غیر مرتب صورت میں ارسال کر دوں گا۔ مطلوبہ میضہ (۱۱۰) بذریعہ رجسٹرڈ پارسل آج ارسال کر دیا ہے، وصول فرما کر مطلع کریں تاکہ اطمینان ہو۔ محترم حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۱۲﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۲۷ ر نومبر ۱۹۷۱ء

برادر محترم

سلام مسنون۔ تعزیت نامہ محررہ ۲۵ ر رمضان المبارک موصول ہو گیا تھا۔ ہمدردی اور غمخواری کے لیے تہہ دل سے ممنون ہوں۔ دعا فرمائیں کہ مولیٰ تعالیٰ اپنی رضا پر راضی رکھے۔ آمین۔

محولہ بالا مکتوب گرامی سے پہلے دو مکاتیب گرامی ملے تھے۔ کوئی بات جواب طلب نہ تھی اس لیے عریضہ ارسال نہیں کیا گیا۔

آپ کی معلومات افزا تالیف ''احوال و آثار سید شرافت نوشاہی'' (۱۱۱) موصول ہوئی جزاکم اللہ۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ ایسے محقق اور صاحب تصنیف بزرگ کا زندگی میں تعارف کرا دیا۔ اس تالیف نے اشتیاق ملاقات کو دو چند کر دیا۔ مولیٰ تعالیٰ شرف ملاقات سے شرف فرمائے۔ آمین

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ احقر کو دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۱۳﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۱۶؍مارچ ۱۹۷۲ء

برادرم زید عنایتہٗ

سلام مسنون۔ تحفہ جاں نواز موصول ہو کر باعث فرحت وانبساط ہوا۔ اس کرم نوازی کے لیے تہہ دل سے ممنون ہوں۔ ظاہر و باطن دونوں ایک سے ایک بڑھ کر، جلد نظرنواز، سرورق دل نواز اور انتساب جاں نواز، مولوی شمس الدین (۱۱۲) مرحوم کی روح بھی خوش ہوگئی ہوگی۔ (۱۱۳)

ضمیمہ (۱۱۴) ثانی نہایت اہم ہے۔ آپ نے یہ کتاب لکھ کر اہل علم پر احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے اور وہ شوق و ذوق عطا فرمائے جو کبھی سرد نہ پڑ سکے۔

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

اس شاندار پیشکش پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں قبول فرمائیں

مکتوب گرامی آج ہی ملا ہے شکریہ

محترمی حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۱۴﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۲۵/اپریل ۱۹۷۲ء

برادر محترم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ گشتی مراسلہ موصول ہوا۔ نوازش و کرم کا ممنون ہوں دوری کی وجہ سے تعارفی اجلاس (۱۱۵) میں شرکت سے محروم رہا جس کا قلق ہے۔ بہر کیف یہ دیکھ کر بیحد مسرت ہوئی کہ اہل علم نے اس تصنیف کی قدر کی۔

مولی تعالیٰ آپ کی تحقیقات سے تشنگان علم کو بہرہ ور فرمائے۔ آمین

محترم حکیم صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۱۵﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۲۹/اپریل ۱۹۷۲ء

برادرم

سلام مسنون۔ مساوات (۱۱۶) (لاہور) کا پرچہ موصول ہوا۔ برادرم پروفیسر محمد اسلم صاحب سے دس سال سے دوستانہ اور مخلصانہ تعلقات ہیں، وہ حسن عقیدت کی بنا پر احقر کی بڑی عزت کرتے تھے، غالباً اب احقر کی تحریر نے ان کو برگشتہ کر دیا ہے۔ ناقدانہ (۱۱۷) ریمارک کا غم نہیں، غم صرف ایک دوست کے چھٹنے کا ہے برسوں کے بعد دوست بنتا ہے پھر ایسے دوست کے ایک دم اس طرح منہ پھیر لینا کچھ کم غمناک نہیں۔

عرصہ ہوا احقر نے لکھا تھا کہ مقالے پر بے لاگ تنقید فرمائیں۔ مگر انہوں نے کچھ تحریر نہ فرمایا۔ اور اب اچانک یہ کلمات ظہور میں آئے۔ دوستی و مروت کا تقاضا یہ تھا کہ غلطیوں پر آگاہ کر دیا جاتا، مگر افسوس ایسا نہ کیا گیا۔ بہر کیف اگر آپ اجازت دیں تو احقر آپ کے حوالے سے، بغیر کسی حوالے ان ریمارک کے بارے میں فاضل موصوف کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کر دے۔ صرف اپنی اصلاح کی خاطر، بحث مقصود نہیں کہ اس سے سوائے تلخیوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

فاضل موصوف کا یہ فرمانا بجا ہے کہ پیش لفظ مجھ سے نہ لکھوانا چاہیے تھا دوسرے اڈیشن میں اس غلطی کا تدارک ہو سکتا ہے اور اب کی مرتبہ ان سے لکھوالیا جائے تو زیادہ

marfat.com

مناسب (۱۱۸) ہے مجھے غم نہ ہوگا اور وہ خوش ہو جائیں گے کہ دوستی کا تقاضا ہی یہ ہے کہ دوست کو خوش رکھا جائے۔

اس سے قبل دو خط ارسال کر چکا ہوں۔ امید ہے مل گئے ہوں گے۔

محترم حکیم صاحب اور برادرم محمد اقبال جاوید کو سلام کہہ دیں

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۱۶﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۹ رمئی ۱۹۷۲ء

برادر محترم زید عنایتہٗ

سلام مسنون۔ عنایت نامہ نظر نواز ہوا۔ خدانخواستہ دل آزاری کیوں ہوتی، محترم اسلم صاحب احقر کے دوست ہیں، اس تنقید کو کرشمہ محبت سمجھتا ہوں (۱۱۹)

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

جو مصنف حق وصداقت کا متلاشی ہے اس کو سخت سے سخت تنقید کے لیے تیار رہنا چاہیے اور کشادہ پیشانی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ ان تنقیدات سے استفادہ کرنا چاہیے، احقر کو تنقید سے مسرت ہوتی ہے، مدلل و معقول ہو تو مسرت دوبالا ہو جاتی ہے۔ اپنے پچھلے خط میں جو رنج وغم کا انحصار کیا وہ اس تنقید کی وجہ سے ہرگز نہ تھا بلکہ اس کی شدت سے جو بیگانگی محسوس ہوئی اس سے تکلیف پہنچی اور یہ محبت و یگانگت کا تقاضا تھا۔

محترم اسلم صاحب سے ملاقات ہو تو سلام کہدیں اور مناسب سمجھیں تو احقر کی جانب سے یہ شعر سنا دیں

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

والسلام، احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: شمارہ مل گیا شکریہ

marfat.com

مکتوب حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ بنام ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ
متعلق بہ احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری مؤلفہ محمد اقبال مجددی

۷۸۶

مخدومی و مکرمی حضرت پروفیسر صاحب زید شرفکم و فضلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مزاج گرامی، والا نامہ بنام جناب محمد عارف رضوی موصول ہوا "مساوات" احقر نے بھجوایا تھا۔ صرف اس لیے کہ آپ مجی پروفیسر محمد اسلم صاحب کی افتاد طبع سے واقف ہو جائیں۔ میرے یہ فاضل دوست اپنی اس مزبوحی حرکت سے پوری محفل علماء میں ناپسندیدہ شخص قرار دیئے گئے۔ اور ان کے بعد کے مقررین نے ان کی تنگ نظری کی بطریق احسن مذمت کی۔ انہوں نے صرف آپ ہی کے خلاف اپنے "پاکیزہ" خیالات کا اظہار نہیں کیا بلکہ پوری کتاب اور مؤلف کی مساعی کو بے قدر اور بے وقعت ثابت کرنے کی انتہائی کوشش کی "مساوات" والے چونکہ ایک خاص پروگرام کے تحت مضامین لکھتے ہیں اس لیے ان کے رپورٹر نے اسلم صاحب کے گھٹیا ریمارک کو لائق اعتنا سمجھا۔

جناب اسلم صاحب سے احقر کے عرصہ بیس سال سے مراسم ہیں اور تقریباً روزانہ میرے پاس تشریف لاتے ہیں میں ان کے چہرے کو پڑھتا ہوں تو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ خود نادم ہیں اور یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اسلم صاحب اب وہ اسلم صاحب نہیں ہیں جو اپنی کتاب "دین الٰہی اور اس کا پس منظر" کے وقت تھے۔ بزرگان

marfat.com

دین کی توجہات نے ان سے منہ پھیر لیا ہے۔ اور آئندہ ان سے کسی اچھے کام کی توقع نہیں ہے۔ اندریں حالات ان سے مکاتبت بے فائدہ ہے اور اس کا بہترین جواب ”نہیں“ ہے۔

اس کتاب پر آپ کا پیش لفظ مؤلف کے لیے باعث فخر و مباہات ہے اللہ تعالیٰ مؤلف کی مساعی قبول فرمائے اور اس کتاب کے آئندہ ایڈیشنوں میں آپ کی تحریر دل پذیر موجود رہے گی۔ ان شاء اللہ

دعا جو

محمد موسیٰ

۳/۵/۷۲ء

مخدومی جناب ڈاکٹر صاحب قبلہ

السلام علیکم!

مزاج گرامی مخدومی حکیم صاحب نے بہت کچھ تحریر فرما دیا ہے۔ اگر مطبوعہ مراسلہ سے آپ کی دل آزاری ہوئی ہو تو معافی چاہتا ہوں، آئندہ کسی وقت مفصل عریضہ ارسال کروں گا۔

احقر

محمد اقبال مجددی

۳ مئی ۱۹۷۲

marfat.com

﴿۱۷﴾

فرحت منزل

این ۲/۴۴/۲

پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی ۷۸۶

کراچی نمبر ۲۹

۱۷/ جون ۱۹۷۲ء

برادرم

سلام مسنون۔ غم نامہ ملا محترم حکیم صاحب کی والدہ مرحومہ کی وفات حسرت آیات کی خبر وحشت اثر سن کر بیحد افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولی تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین احقر نے آج تعزیت نامہ ارسال کر دیا ہے۔

یہ معلوم ہو کر اطمنان ہوا کہ مسودہ مل گیا، ضیائے حرم مل گیا تھا۔ کراچی آتے ہوئے شمارہ ٹنڈو محمد خاں میں بھول آیا۔ ان شاء اللہ واپسی پر تبصرہ پڑھوں گا۔

اپنی خیریت اور علمی سرگرمیوں سے مطلع فرماتے رہا کریں۔

محترم حکیم صاحب اور ہمارے دوست برادرم اسلم صاحب کو سلام کہدیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۱۸﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۱۴ دسمبر ۱۹۷۲ء

اخی المکرّم دام مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ محررہ ۲۶ نومبر ۱۹۷۲ء موصول ہوا۔ یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ آپ مآثر المعاصرین (۱۲۰) مرتب فرما رہے ہیں۔ ایسے ماحول میں جہاں اخلاف، اسلاف سے بے خبر ہوتے جا رہے ہیں آپ کی یہ باخبری قابلِ صد تحسین و آفریں ہے، مولا تعالیٰ مدد فرمائے۔ آمین۔

کیا خود نوشت حالات کا عکس شائع کرنے کا ارادہ ہے اس کی نقل شائع کریں گے؟ بعض حالات ایسے ہوتے ہیں جن کو بیان کرنا خود ستائی سمجھا جاتا ہے ایسے حالات اگر مؤلف کی قلم سے لکھے جائیں تو زیادہ مناسب ہے۔ بہر کیف جہاں تک تحدیثِ نعمت کا جذبہ ساتھ دے گا حالات عرض کر دئے جائیں گے۔

صرف موٹی موٹی باتیں بیان کرنی ہیں جیسا کہ نوازش نامے سے اندازہ ہوتا ہے۔ یا جزئیات کا ذکر بھی کر دیا جائے؟ فہرست تصانیف میں مطبوعہ مضامین و مقالات کا مفصل ذکر کیا جائے یا مجمل۔ اگر حالات لکھ کر ٹائپ کرا دئے جائیں تو کوئی حرج تو نہیں، اس طرح ایک نقل میں بھی رکھ سکوں گا۔

marfat.com

آج کل مصروفیت زیادہ ہے۔ استاد محترم قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ العالی کے حالات لکھ رہا ہوں (۱۲۱) مسودہ تیار ہو گیا ہے۔ فل سکیپ سائز کے ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے ان شاء اللہ تبییض کا کام جلد شروع کر دوں گا۔ ایک رسالے میں اشاعت کا وعدہ کر لیا ہے لیکن اگر یہ مقالہ کسی علمی ادارے کی طرف سے شائع ہو تو زیادہ مناسب ہے...... اس مقالے کی تبییض کی وجہ سے تاخیر کا امکان ہے غالباً آپ کو عجلت نہ ہوگی، اطمینان سے حالات لکھ کر پیش کر دیے جائیں گے۔

معاصرین میں علماء، ادباء، شعراء، اساتذہ وغیرہ سب کو شامل کیا ہے یا مخصوص حضرات کو؟ اس کے علاوہ یگانوں اور بیگانوں میں تمیز تو نہیں رکھی؟ جواب آنے پر چند حضرات کے اسمائے گرامی اور پتے ارسال کر دیے جائیں گے لیکن ان میں سے بعض کا اپنے حالات لکھ کر بھیجنا مشکل نظر آئے تو ایسے معاصرین کو تذکرے میں نظر انداز کر دیا جائے گا؟

محترم حکیم صاحب، برادرم پروفیسر محمد اسلم صاحب اور برادرم محمد عارف رضوی صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۱۹﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۳ر دسمبر ۱۹۷۲ء

۷۸۶

برادرم محترم

سلام مسنون۔ نوازش نامہ محررہ ۱۷ دسمبر ۱۹۷۲ء موصول ہو کر کاشف حالات ہوا مطلوبہ (۱۲۲) پتے منسلک کر دیے گئے ہیں۔ آپ ان حضرات کو ماسوائے نمبر ۴) احقر کے حوالے سے تحریر فرما سکتے ہیں۔

قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ العالی عالی ظرف ہیں، جو ایسے حضرات کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آتے ہیں جو ان کو بدنام کرنے میں کوشاں رہے۔ آپ نے تو محض ایک علمی نقطہ نظر سے رد کیا ہوگا۔ اس کی سہار تو ہر محقق میں ہونی چاہیے مگر ہوتی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب بڑی خوبیوں کے مالک ہیں احقر نے چودہ سال ان کے علم و فضل اور اخلاق و عادات کا مشاہدہ کیا ہے۔

صحیفہ اور المعارف یہاں نہیں آتے۔ آپ اپنے مقالات کے تراشے ارسال فرما دیا کریں (۱۲۳)۔ احقر کے پاس اپنی تصنیفات و تالیفات کی ایک ایک کاپی ہے ان شاء اللہ کراچی جانا ہوا تو وہاں پبلشر سے لے کر ارسال کر دی جائیں گی۔

پچھلے عنایت نامے میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ خودنوشت (۱۲۴) حالات کے لیے کاغذ اچھا ہو، احقر کے پاس خیبر بانڈ ہے۔ اس کے علاوہ صفحے کے سائز کے

marfat.com

بارے میں آپ نے کچھ نہ لکھا اگر بڑے سائز پر لکھا گیا تو عکس میں تحریر اور باریک ہو جائے گی۔ اس کی صراحت بھی ضروری ہے۔ بعض باتیں حواشی میں بیان کی جاتی ہیں۔ قوسین میں وضاحت کر دی جائے یا حواشی کا اہتمام رکھا جائے؟ میرے خیال میں حاشیے میں لکھنا زیادہ مناسب ہے تاکہ متن کے تسلسل میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہو۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ محترم حکیم صاحب، برادرم عارف صاحب اور دیگر احباب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

پتے

(۱) ڈاکٹر صغیر حسن المعصومی، ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۵۔ اسلام آباد

(۲) مولانا عبدالقدوس ہاشمی، لائبریرین ادارہ تحقیقات اسلامی، پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۵۔ اسلام آباد

(۳) مولانا عبدالحلیم چشتی، کراچی یونیورسٹی لائبریری، شعبہ عربی، کراچی یونیورسٹی، کراچی

(۴) مولانا عبدالعزیز میمن، بہادر آباد، کراچی

(۵) پیر حسام الدین راشدی ۳۶/۵ عامل کالونی، جمشید روڈ نمبر ۲ کراچی۔ ۵

(۶) عزیز الملک حافظ محمد یوسف صاحب سلیمانی، پیش امام گل زار مسجد، کچہری

marfat.com

روڈ، کراچی

(۷) مشفق خواجہ صاحب، دفتر انجمن ترقی اردو، بابائے اردو روڈ، کراچی

(۸) پروفیسر رشید احمد ارشد، شعبہ عربی، کراچی یونیورسٹی، کراچی

(۹) مولانا محمد ہاشم جان سرہندی، D/4، آئی بلاک، نارتھ ناظم آباد کراچی نمبر ۲۳۔

(۱۰) مولانا سید حسن صاحب، استاد پبلک اسکول۔ لطیف آباد، حیدر آباد سندھ

(۱۱) پروفیسر ابوالفتح محمد صغیر الدین صاحب 10-A/166 لطیف آباد، حیدر آباد سندھ

(۱۲) سید شان الحق حقی ۴ ڈی ۳/۱۱ ناظم آباد۔ کراچی

(۱۳) سیف الاسلام مولانا منور حسین صاحب، شیش محل روڈ۔ گرونا نک بازار۔ مکان نمبر ۲۳۔ لاہور

(۱۴) ڈاکٹر عبادت بریلوی صاحب۔ پرنسپل اورینٹل کالج۔ پنجاب یونیورسٹی۔ لاہور (۱۲۵)

نوٹ: اگر بیرونی ممالک کے فضلا کے پتوں کی ضرورت ہو تو تحریر کردیں ارسال کر دیے جائیں گے۔

marfat.com

﴿۲۰﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۱۲؍ جنوری ۱۹۷۳ء

برادر محترم

وعلیکم السلام۔ نوازش نامہ محررہ ۳۰ دسمبر ۱۹۷۲ موصول ہوا عنایت و کرم کا ممنون ہوں غیر ملکی فضلا کے پتے ارسال کر رہا ہوں۔ مولانا محمد حسن جان (۱۲۶) علیہ الرحمہ کے کتب خانہ تک مسلسل کوشش کے باوجود رسائی نہ ہو سکی۔ ان کے اخلاف کی بے حسی اور ناقدری پر افسوس ہوتا ہے۔ کتب خانے کی فہرست کون بناتا کہ خود کتابوں کا پرسان حال کوئی نہ رہا۔ ان کے صاحب زادے آغا عبداللہ جان بہت ضعیف ہیں۔ دوسرے صاحب زادے مولانا محمد ہاشم جان کراچی میں ہیں۔ وہ کتب خانہ کراچی۔ لے جانا چاہتے تھے لیکن اس میں کوئی شرعی قباحت ہے۔

جو پتے آپ کو ارسال کئے گئے ہیں اس میں سیف الاسلام مولوی منور حسین کا پتہ صحیح نہیں لکھا۔ اب وہ دوسری جگہ منتقل ہو گئے ہیں۔ یہ پتہ ہے۔

نظام بلڈنگ کمرہ نمبر ۱۱ راوی روڈ نزد بوڑھا دریا۔ لاہور

عزیز الملک حافظ محمد یوسف صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ ابھی تک ان کو آپ کا خط نہیں ملا۔ دونوں حضرات سے احقر نے سفارش کر دی ہے ان دونوں حضرات کی عمریں ۷۰ اور ۸۰ کے درمیان ہوں گی۔ اس لیے اندیشہ ہوا کہ کہیں قدیم روایت

marfat.com

کے تحت انکار نہ فرمائیں جو آپ کے لیے سوہانِ روح ہو۔ موخر الذکر تو تیار ہو گئے ہیں۔ اول الذکر سے آپ رابطہ قائم کریں۔

آج کل ذرا مصروفیت ہے ان شاء اللہ آپ کی ہدایات کے مطابق اپنے حالات قلم بند کر کے بھیج دوں گا۔ تاخیر ہو تو متفکر نہ ہوں۔ جلد اشاعت کا ارادہ ہو تو مطلع فرمائیں۔

محترم حکیم صاحب اور دیگر احباب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

(1) Dr. Muhammad Hameedullah 4, Rue de Taurnon, Paris VI (France)

(2) N.M. Rashid
O.P.I, U.N. Headquarters New York (U.S.A)

(3) Dr. Ali Hasan Abdul Kader, Dean of the faculty of the logg al-Azhar university Cario (U.A.R)

(4) Prof Dr. Annemarie Schimmel, lennestr, 42-1 Bonn (W.Germany)

marfat.com

(5) C.A. Story

13 Lawrence Road, Hove 3 Sussex (U.K)

(6) Prof. Dr. A.J . Arberry

Pembroke college, Cambridge. (U.K)

(7) Dr. Gohanned M.S. Baljon 28 Gozef

Israilss traat. Grominger (Hollenad)

(8) Prof. Frcelond Abbott, Tufts Unirersity

Deptt of History Uedford Massachusetts

(U.S.A)

(9) Rrof Aziz Ahmad Depll. of Islamic

studies

University of Toren to 5 Qalario (conada)

(10) حضرت محمد ابراہیم مجددی ابن عمر خانقاہ مجددی قلعہ جواد کابل (افغانستان)

(11) Ralph Russal, Reader in urdu, School of

Oriental and African Studies University of

Londen, Londen W.C.I (U.K)

(12) Dr. Syed Hussain Nasar

Shemiran, Amingah pah bni Avi 25 fark

marfat.com

har stried tehran (Iran)

(13) Dr. p. Herdy, Reader School of Oriental and African Studies, University of London, Landon W.C.I (U.K)

marfat.com

﴿۲۱﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۲۱ رجنوری ۱۹۷۳ء

برادرم زید مجدکم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ اس سے قبل ایک عریضہ ارسال کیا ہے۔ ملا ہوگا۔

عید کے موقع پر کراچی گیا تھا۔ پیر حسام الدین راشدی سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی طرف سے سفارش کر دی ہے۔ اب آپ ان کو میرے حوالے سے خط لکھدیں اور ساتھ ہی سارے کاغذ بھیج دیں۔ وہ بہت مصروف رہتے ہیں۔ ان شاءاللہ آپ کے لیے لکھیں گے۔

محترم حکیم صاحب کو سلام کہدیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

نوٹ: پیر حسام الدین راشدی صاحب سندھ کے رہنے والے ہیں۔ محققین میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں ان کا کتب خانہ قابل دید ہے پیر علی محمد راشدی (۱۲۸۔ب) ان کے بڑے بھائی ہیں۔

marfat.com

﴿۲۲﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۱۰ اپریل ۱۹۷۳ء

برادرم زید مجدکم

سلام مسنون۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ یوحنا فریڈمین کی تالیف شیخ احمد سرہندی پر استاذی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ نے تبصرہ تحریر فرمایا ہے جو غالباً اسلامک سٹڈیز کے مارچ ۱۹۷۳ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے اس میں آپ کی تالیف عبداللہ خویشگی قصوری کا حوالہ ہے۔

آپ نے اپنی تالیف میں جو عربی استفتاء (۱۲۹) نقل فرمایا ہے اس سے مولانا محمد ہاشم جان مجددی مدظلہ العالی سخت ناراض ہیں۔ اس احقر سے بھی کچھ کبیدہ خاطر ہیں کہ اس کتاب پر پیش لفظ لکھا ہے احقر نے آپ کی طرف سے بھی صفائی کی کوشش کی مگر ان کی خفگی میں کمی محسوس نہیں ہوئی۔ اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے احقر نے عرض کیا کہ جو مبیضہ میرے پاس آیا تھا اس میں ضمیمہ ثانی نہ تھا، (۱۳۰) فرمایا اس کا اندازہ مبیضہ کے مطالعہ کے بعد ہو سکتا ہے اگر ممکن ہو تو یہ مبیضہ ارسال فرمادیں۔ مولانا محمد ہاشم جاں مدظلہ احقر کے محترم اور بزرگ ہیں۔ ہمارے اس خاندان سے قدیمی مراسم ہیں مولانا

marfat.com

اس احقر پر بڑی شفقت فرماتے ہیں لیکن اس کبیدگی نے احقر کو پریشان کر دیا ہے محترم حکیم صاحب کو سلام کہدیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

حضرت شاہ آغا (۱۳۱) صاحب مجددی گزشتہ ہفتے ٹنڈو سائیں داد میں انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

marfat.com

﴿۲۳﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۵ راپریل ۱۹۷۳ء

برادرم زید عنایتکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نوازش نامہ باعث طمانینت ہوا۔ یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ آپ ایم۔ اے (تاریخ) کا امتحان دے رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ شاندار کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ نے تبصرے کی ایک کاپی احقر کو عنایت فرمائی تھی، بہت تلاش کیا مگر وہ نہ ملی۔ مندرجہ ذیل پتے پر خط لکھ کر منگوا لیں۔

ڈاکٹر شرف الدین صلاحی، ادارہ تحقیقات اسلامی۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۰۳۰

اسلام آباد

خط میں احقر کا حوالہ دے دیں۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ پر احقر کا مقالہ انسائیکوپیڈیا آف اسلام (اردو) کی جلد نمبر ۱۰ کر اسہ نمبر ۵ میں شائع ہو گیا ہے۔ ایک کاپی مکرمی حکیم صاحب کی خدمت میں ارسال کی ہے۔ دریافت کر لیں اور سلام عرض کر دیں۔ دوسرے احباب کو بھی سلام کہہ دیں۔

آپ اپنے مقالے کی مبیضہ ارسال نہ فرمائیں۔ آپ کا مکتوب گرامی ارسال کر دیا جائے گا تاکہ مولانا ہاشم جان مدظلہ کو آپ کی نیک نیتی کا حال معلوم ہو جائے اور آپ سے اور اس احقر سے جو بدگمانی ہے دور ہو جائے۔ (۱۳۲)

فقط والسلام، احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۲۴﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۸ نومبر ۱۹۷۳ء

برادرم زید مجدکم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ خود نوشت (۱۴۳) حالات کے لیے آپ سے وعدہ کیا تھا جس کو ابھی تک پورا نہ کرسکا۔ بیحد قلق ہے، مصروفیات نے مہلت نہ دی۔ اب اس طرف متوجہ ہوا ہوں۔ آپ نے صرف دس صفحات کے لیے کاغذ فراہم کیا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اجمال کے باوجود تیس چالیس صفحات ہو جائیں گے۔ بہرکیف آپ کے مطلوبہ سائز پر خیبر بانڈ کاغذ پر حالات لکھ کر بھیجدوں گا اگر مزید اختصار مطلوب ہو تو پھر حاشیے پر مطلوبہ مواد و معلومات کے لیے نشانات لگا دیجئے گا۔ اسی کے مطابق دوبارہ نقل کر کے بھیجدیے جائیں گے۔

ان شاء اللہ اسی ہفتے یا پھر آئندہ ہفتے ارسال کردوں گا۔ محترم حکیم صاحب کا نوازش نامہ آیا ہو تو مطلع فرمائیں ان کو احقر کا سلام لکھدیں۔ برادرم ظہور (۱۴۴) صاحب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۲۵﴾

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۹ رجنوری ۱۹۷۴ء ۷۸۶

برادرم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ نوازش نامہ محررہ ۳ دسمبر ۱۹۷۳ء موصول ہو گیا تھا۔ کوئی بات جواب طلب نہ تھی اس لیے یہ غیر معمولی تاخیر ہو گئی۔ ماہنامہ رشاد کے متعلقہ شمارے بھیج دیے تھے۔ امید ہے کہ مل گئے ہوں گے۔

محترم اسلم صاحب کے مقالے کے لیے آپ نے جو کچھ لکھا صحیح ہے عرصہ دراز سے ان کا خط نہیں آیا، بیمار تو نہیں؟

احقر نے جو خود نوشت حالات ارسال کئے تھے اگر اس کی ایک نقل ارسال فرما دیں تو ممنون ہوں گا۔

احقر کے پاس اس کی کوئی نقل نہیں۔ جلدی نہیں اطمینان سے بھیج دیں۔

امید ہے کہ محترم حکیم صاحب تشریف لے آئے ہوں گے۔ (۱۳۵) ان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کر دیں اور سلام کہہ دیں۔ دیگر احباب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۲۶﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۲۷ر فروری ۱۹۷۴ء

برادرم زید عنایتکم

سلام مسنون۔نوازش نامہ محررہ ۱۲ فروری موصول ہوا۔امید ہے کہ محترمی قبلہ حکیم صاحب مدظلہ العالی تشریف لے آئے ہوں گے۔ہدیہ تبریک اور سلام مسنون پیش کردیں۔

محمد امین بدخشیؒ (۱۳۶) کے متعلق احقر کو زیادہ معلومات نہیں۔اگر کوئی حوالہ نظر سے گزرا تو ضرور تحریر کردیا جائے گا۔

یہ معلوم ہو کر افسوس ہوا کہ مرسلہ شمارے آپ کو نہیں ملے۔اب اپنے ذاتی فائل سے یہ دونوں قسطیں ارسال کر رہا ہوں۔استفادے کے بعد واپس فرمادیں۔علمی خدمات سے متعلق جو قسط ہے وہ ماہنامہ ضیائے حرم میں اشاعت کے لیے بھیجنے کا ارادہ ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں اپنے حالات و کوائف سے مطلع فرماتے رہا کریں۔

پروفیسر محمد اسلم صاحب (۱۳۷) نے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر جو مقالہ شائع کیا تھا اس کی ایک کاپی ارسال فرمادیں تو ممنون ہوں گا۔ان سے آج کل مراسلت نہیں غالباً وہ احقر کی نئی تالیف کو پڑھ کر چراغ پا ہو گئے ہوں گے۔ان کے تاثرات کا علم نہ ہو سکا۔

والسلام، اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۲۷﴾

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۶/مارچ ۱۹۷۴ء

۷۸۶

مکرمی زید مجدہٗ

سلام مسنون۔ نوازش نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا ممنون ہوں۔ بعض مجبوریوں کی وجہ سے محفل مبارک (۱۳۸) میں شرکت سے معذور ہوں جس کا قلق ہے۔ کیا محترم قبلہ ڈاکٹر صاحب نے وعدہ فرمالیا ہے؟ وہ بیمار رہتے ہیں شاید شریک نہ ہوسکیں اس کے علاوہ اس موقع پر ان کے ہاں بھی جلسہ ہوتا ہے لیکن اگر وعدہ فرمالیا ہے تو پھر ضرور شریک ہوں گے۔ احقر بھی سفارشی عریضہ ارسال کردے گا بلکہ اگر حضرت صاحبزادہ جمیل احمد شرقپوری مدظلہ تحریر فرمائیں تو زیادہ مناسب ہے۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۲۸﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ) ۷۸۶

۱۵؍ مارچ ۱۹۷۴ء

برادر محترم

سلام مسنون۔ نوازش نامہ موصول ہوا۔ عنایت پیہم کا ممنون ہوں۔ اس سے قبل ایک عریضہ ارسال کیا ہے ملا ہوگا۔ آپ نے احقر کی معذوری پر تعجب کا اظہار فرمایا، اگر احقر کی مجبوریوں کا علم ہوتا تو شاید آپ کو تعجب نہ ہوتا۔ اپنی مجبوریوں کا اظہار نہیں کرنا چاہتا لیکن آپ فرمائیں گے تو اظہار کر دیا جائے گا۔

شہر لاہور مرکز علم و فضل ہے، وہاں ایسے حضرات کی کمی نہ ہوگی جو حق پسند اور حق گو ہیں۔ یہ احقر کسی لائق نہیں آپ حضرات کے حسن ظن نے کسی لائق بنا دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شیخ محمد اکرام کی تصانیف (۱۳۹) نے طلباء کے ذہن کو مسموم کر دیا ہے مگر اس کا صحیح علاج ایک ایسی تحقیقی تصنیف ہے جس سے شیخ مرحوم کی خیانت ظاہر ہو جائے۔ بحمد اللہ احقر نے اس سلسلے میں اپنی سی کوشش کی ہے۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے بھی شیخ مرحوم پر سخت تنقیدی کی ہے جو کتابچہ کی صورت میں عرصہ ہوا شائع ہو چکی۔ یہ کتابچہ منگا کر حاضرین میں تقسیم کرا دیں۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ۱۷؍ مارچ کو حیدر آباد یاد فرمایا ہے۔ ان کے پاس ہونا ہے ۲۳؍ کو کراچی میں ہوگا۔ اس لیے لاہور آنے سے وہ بھی معذور ہیں غالباً آپ کو

marfat.com

جواب لکھ دیا ہوگا۔

آپ کے ذوق وشوق کی میرے دل میں بڑی قدر ہے مگر کیا کروں مجبور ہوں جس کا بیحد قلق ہے۔ حضرت صاحب زادہ صاحب مدظلہ اور محترم حکیم صاحب زید عنایتہٗ کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۲۹﴾

گورنمنٹ کالج

مٹھی (ضلع تھرپارکر سندھ) ۷۸۶

۱۰ رمئی ۱۹۷۵ء

برادر مکرم زید مجدکم

وعلیکم السلام۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ نوازش نامہ نظر نواز ہوا۔ یہ معلوم ہو کر اطمینان ہوا کہ حیات مظہری کے نسخے مل گئے۔ آپ اس کو تنقیدی نظر سے دیکھیں اور جو غلطی ہو مطلع کریں۔

انشاء اللہ ایک نسخہ جناب سید شرافت نوشاہی زید عنایۂ کے لیے بھیج دیا جائے گا۔ اس وقت میرے پاس صرف ذاتی نسخہ ہے۔

حدیقۃ الاولیاء (۱۴۰) کی زیارت کا اشتیاق رہے گا۔

آپ کے علمی کام اور ذوق وشوق دیکھ کر مسرت ہوتی ہے۔

زیادہ کیا عرض کروں، محترم حکیم صاحب۔ زید لطفہٗ اور دیگر احباب کو سلام کہدیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۳۰﴾

گورنمنٹ کالج

مٹھی (ضلع تھرپارکر سندھ) ۷۸۶

۴رنومبر ۱۹۷۵ء

برادرم زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ موصول ہوا۔ یاد آوری کا ممنون ہوں۔ خیال تھا کہ تعطیلات میں فتاوی مسعودی (۱۴۱) مکمل ہو جائے گا مگر ایسا نہ ہو سکا، آج کل اس کی تدوین میں مصروف ہوں اس کے بعد ان شاء اللہ گنج شریف (۱۴۲) کے بارے میں عرض کروں گا۔

سخت افسوس ہے کہ آپ پنڈی سے لاہور تشریف لائے اور احقر ملاقات سے محروم رہا۔ کئی احباب سے ملاقات نہ ہو سکی جس کا سخت قلق ہے اس ہجر و فراق میں مولیٰ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہو گی۔

سیرت حضرت مجدد الف ثانی" ہنوز کتابت کے مرحلے میں ہے۔ شائع ہوتے ہی پیش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔

تشریف آوری کی خبر باعث مسرت (۱۴۳) ہے ممکن ہے کہ دسمبر کے آخر میں احقر کراچی میں ہو کیوں کہ موسم سرما کی تعطیلات اس زمانے میں ہوتی ہیں، گمان غالب یہ ہے کہ جنوری کے پہلے ہفتے میں کراچی ہوں گا۔ حیدر آباد سے مٹھی ۱۵۰ میل ہے لیکن یہ فاصلہ ۱۴ رگھنٹے میں طے ہوتا ہے ورنہ آپ کو تکلیف دی جاتی۔

زیادہ کیا عرض کروں۔ محترم حکیم صاحب اور دیگر احباب کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام، احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۳۱﴾

گورنمنٹ کالج مٹھی

ضلع تھرپارکر (سندھ) ۷۸۶

۳؍جنوری ۱۹۷۶ء

اخی العزیز زید مجدکم

سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔ عرصہ دراز سے اشتیاق تھا الحمدللہ کہ ملاقات ہوگئی۔ یہ حسن اتفاق تھا اور آپ کی محبت کا اعجاز۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش وخرم رکھے اور دین ودنیا کی ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا محمد ہاشم جان مجددی علیہ الرحمہ نے احقر کی تالیف سیرت مجدد الف ثانی پر پیش لفظ لکھا ہے۔ اس میں جہاں مختلف علماء وفضلاء کے اقوال پیش کیے ہیں وہاں تفصیلی حوالے نہیں۔ ان کا وصال ہوگیا اور احقر کتابوں سے دور ہے اس لیے اگر یہ کام آپ کردیں تو پیش لفظ آپ کو بھیج دوں۔

زیادہ کیا لکھوں اپنی خیریت سے مطلع فرمائیں اور دعاؤں میں یاد رکھیں۔ محترم حکیم صاحب اور تمام حاضرین مجلس کو سلام کہہ دیں۔

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۳۲﴾

گورنمنٹ کالج مٹھی

ضلع تھرپارکر (سندھ) ۷۸۶

۹رفروری ۱۹۷۶ء

اخی المکرم زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ موصول ہوا، شکریہ۔ تقریظ کے حوالے الفرقان کے مجدد الف ثانی نمبر میں شاید مل جائیں، اس کو بھی ایک نظر دیکھ لیں۔

مناقب الحضرات، (۱۴۴) مجمع الاولیاء (۱۴۵) اور خلاصۃ المعارف (۱۴۶) کے مائیکروفلم انگلستان سے حاصل کئے تھے پھر ڈاکٹر فضل الرحمٰن (ڈائریکٹر ادارۂ تحقیقات اسلامی) نے ازراہ کرم پرنٹس نکلوادیئے تھے۔ پرنٹس کی ایک کاپی احقر کے پاس ہے اور دوسری کاپی ادارے میں موجود ہے۔ اسلام آباد جانا ہو تو دیکھ لیں۔ ادارے میں پرنٹس اور فلم نکالنے کا باقاعدہ شعبہ ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بھی ہے یہ تو آپ کے علم میں ہوگا۔

زیادہ کیا تحریر کروں احباب اور حاضرین کو سلام کہہ دیں خصوصاً محترم حکیم صاحب قبلہ کو

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۳۳﴾

گورنمنٹ کالج

۲۰ رجنوری ۱۹۷۶ء ۷۸۶

برادرم زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوازش نامہ ملا۔ بہت بہت شکریہ۔ پیش لفظ (۱۴۷) ارسال کر رہا ہوں، اقتباسات کے ساتھ کہیں مصنف اور کہیں کتاب کا نام موجود ہے اس لیے نشاندہی میں زیادہ وقت نہ ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ کی علالت کی خبر موجب فکر ہے۔ مولائے کریم شفائے کامل عطا فرمائے۔ آمین! احقر بھی ہنوز بیمار ہے۔ دعا کرتے رہا کریں۔

محترم حکیم صاحب اور حاضرین مجلس کو سلام کہہ دیں فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۳۴﴾

گورنمنٹ کالج

مٹھی (ضلع تھرپارکر، سندھ) ۷۸۶

۲۲ر مارچ ۱۹۷۶ء

برادر مکرم زید مجدکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ نوازش نامہ اور حوالے موصول ہوئے، عنایت وکرم کا ممنون ہوں۔ یہ حوالے خود احقر کی کتاب میں موجود ہیں مگر وہ احقر کے سامنے نہ تھی اور کاتب کو دیباچہ بھیجا جا چکا تھا اس لیے ان حوالوں کی ضرورت پیش آئی ورنہ ہرگز تکلیف نہ دیتا۔

دنیا تو مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ اس قید خانہ میں اس طرح رہنا چاہیئے جس طرح حضرت مجدد قدس سرہ العزیز قلعہ گوالیار کے قید خانے میں رہے۔ اللہ اکبر!

حیات کیا ہے، خیال و سفر کی مجذوبی
خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گونا گوں

آپ پریشانیوں کی طرف نظر کر کے پریشاں نہ ہوں بلکہ اس مولیٰ کی طرف نظر رکھیں جو اپنے بندوں کو رُلاتا بھی ہے اور ھنساتا بھی ہے، قربان جائیے اس رلانے اور ہنسانے کے۔

خانقاہوں کے متعلق استاذ محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں مدظلہ سے رابطہ قائم

marfat.com

کریں۔ انہوں نے پاک و ہند کے بیشمار کتب خانے دیکھے ہیں۔ اس لیے بہتر رہنمائی کر سکیں گے گا۔ (۱۴۸)

ٹنڈو سائیں داد (۱۴۹) میں بہت سی نایاب کتابیں ہیں۔ احقر ٹنڈو محمد خاں میں قیام کے دوران کوشش کرتا رہا مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ اب سنا ہے کہ ان کتابوں کو ایک کتب خانہ میں سجایا ہے۔ واللہ اعلم۔ مولانا محمد ہاشم جان علیہ الرحمہ کی ۷۰۰ قلمی کتابیں کوئٹہ (۱۵۰) میں تھیں خدا جانے ان کا کیا ہوا۔ اگر مزید معلومات ہوئیں تو مطلع کروں گا۔

زیادہ کیا تحریر کروں۔ دعاؤں میں یاد رکھیں اور ہر گز پریشاں نہ ہوں ۔

میری ہوس کو عیش دو عالم بھی تھا قبول
تیرا کرم کہ تو نے دیا دل دکھا ہوا

فقط والسلام

احقر محمد مسعود احمد

marfat.com

﴿۳۵﴾

گورنمنٹ کالج

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۹ ر دسمبر ۱۹۷۲ء

مخدومی جناب ڈاکٹر صاحب

گرامی نامہ محررہ ۲۳ ر دسمبر ۱۹۷۲ملا دلی شکریہ۔ خود نوشتہ ترجمہ کے لیے کاغذ ارسال کر رہا ہوں۔ کاغذوں پر پنسل سے حاشیہ لگا دیا گیا ہے ہے قابل وضاحت امور کے لیے حواشی کا سہارا مفید رہے گا۔ لیکن ہر حاشیہ کے نیچے آپ کے دستخط لازم ہیں۔

معاصرین بزرگوں کے پتے ارسال کرنے کا شکریہ۔ غیر ملکی علماء کے پتوں کے بابت بعد میں لکھوں گا۔

حکیم صاحب کی طرف سے سلام مسنون

والسلام

محمد اقبال مجددی

کیا مولانا محمد حسن جان (ساکن ٹنڈو سائیں) کے کتب خانہ کی کوئی فہرست کہیں چھپی ہے یا کسی نے بنائی ہے۔ (مخطوطات)

marfat.com

حواشی

نوشتہ: محمد اقبال مجددی (مکتوب الیہ)

(۱) عبداللہ خویشگی قصوری (متولد ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء متوفی بعد ۱۱۰۶ھ/۱۶۹۴ء) پر راقم احقر نے ایک مفصل کتاب لکھنے کا ارادہ کرلیا تھا اس لئے ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم سے مراسلت کا آغاز کیا تھا، خویشگی کا تعلق راقم کے آبائی قصبہ قصور سے تھا۔ اور مشہور کتاب معارج الولایت کے مولف کی حیثیت سے شہرت تھی اس کتاب میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف قابل توجہ مواد موجود ہے، آپ کے خلاف فتویٰ بھی ہے جسے احقر نے اپنی تالیف ''احوال و آثار عبداللہ خویشگی'' میں نقل کرکے تبصرہ کیا ہے۔

(۲) ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم کی محولہ کتب میں عبداللہ خویشگی کے احوال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۳) مکتوب شیخ عبدالحق محدث یعنی اعتراضات شیخ عبدالحق بر حضرت مجدد الف ثانی مشمولہ معارج الولایت۔ خطی، منقولہ حیات شیخ عبدالحق محدث مولفہ خلیق احمد نظامی

(۴) ملفوظات حضرت خواجہ باقی باللہ ص ۳۷ (مشمولہ کلیات باقی)

(۵) محمد البرزنجی بن عبدالرسول (۱۰۴۰۔۱۱۰۳ھ/۱۶۳۱۔۱۶۹۱ء) کئی کتابوں کے مؤلف تھے۔ مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے ان کے ''اعتراضات بر حضرت مجدد الف ثانی کے رد میں عربی میں ایک کتاب الکلام المنجی بردایرادات البرزنجی کے نام سے لکھی تھی جو ہمارے مجموعہ رسائل وردفاع حضرت مجدد الف ثانی میں شامل ہے۔ مولانا برزنجی اپنی افتاد طبع کے باعث ۱۰۹۹ھ کو گرفتار بھی ہوئے تھے (سمط النجوم العوالی ۴/ ۵۸۷)

(۶) شیخ محمد بیگ برہانپوری ثم مکی، مؤلف عطیۃ الوہاب، قصص السیر وغیرہ۔

(۷) تفصیل کے لیے دیکھئے احوال وآثار عبداللہ خویشگی قصوری ۱۵۹۔۱۶۴

(۸) شاہ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانی جن کا وصال ۱۰۹۸ھ کو ہوا، مخالفین کے جواب میں ایک رسالہ لکھا تھا جس کا خطی نسخہ رضا لائبریری، رام پور میں ہے (مقامات معصومی ۴/ ۲۶۱۔۲۶۳،

marfat.com

رسائل دردفاع حضرت مجدد الف ثانی، مقدمہ)

(۹) علامہ خواجہ محمد فرخ (ف ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء) بن خواجہ محمد سعید سرہندی کے رسالہ دردفاع حضرت مجدد الف ثانی کا نام ہے: کشف الغطاء عن اذہان الاغبیاء، اسی موضوع پر آپ کا ایک اور رسالہ "القول الفاصل بین الحق والباطل" قابل ذکر ہے (مقامات معصومی ۴/۲۸۹، ۲۹۲)

(۱۰) شیخ عبدالاحد وحدت (ف ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء) بن خواجہ محمد سعید سرہندی نے مخالفین کے رد میں رسائل لکھے تھے۔ (لطائف المدینہ، مقدمہ)

(۱۱) علامہ مخدوم محمد معین ٹھٹھوی (ف ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء) نے اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب بحبوحۃ الانظار فی برأت الابرار کے نام سے فارسی میں ۱۱۳۳ھ کو تالیف کی تھی جو ہمارے مفصل مقدمہ کے ساتھ شائع ہونے والی ہے۔

(۱۲) مولانا حافظ محمد ہاشم جان مجددی، آپ حضرت شاہ عبدالرحمن مجددی کابلی قندھاری کے اولاد میں سے تھے جن کا وصال ۲۸ ستمبر ۱۹۷۵ء کو ہوا ٹنڈو سائیں داد، سندھ اور کوئٹہ میں ان کے پاس اپنا آبائی کتابخانہ تھا جس میں سلسلہ نقشبندیہ کے نادر قلمی نسخے موجود تھے۔

(۱۳) پیر غلام الدین شکارپوری مجددی (ف ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء) بن غلام الدین ـــ از اولاد حضرت مجدد الف ثانی رد شبہات پلید نابکار کے نام سے شیخ سعد الدین انصاری کابلی (ف ۱۳۳۵ھ) کے رسالہ معیار المکشوف (رد حضرت مجدد الف ثانی) کے جواب میں لکھا تھا۔ (حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں، مقالہ مشمولہ نور اسلام شرقپور، جنوری، فروری ۱۹۸۸ء)

(۱۴) ڈاکٹر اطہر حسین رضوی، یہاں مکتوب نگار حضرت ڈاکٹر صاحب کو سہو ہوا ہے ان کا نام ہے ڈاکٹر اطہر عباس رضوی (ف ۱۰ ستمبر ۱۹۹۳ء)، پروفیسر محمد حبیب سابق صدر شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کا مقالہ بعنوان

Muslim Revivalist movements in Northern India تحریر کیا جس میں حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی تحریک احیاء دین کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ اس

marfat.com

پر پروفیسر محمد حبیب نے اپنے دیباچہ میں لکھا کہ ڈاکٹر رضوی کی تحقیقات شیخ عبدالحق محدث پر فوقیت رکھتی ہیں۔

(۱۵) صباح الدین عبدالرحمٰن: "سولھویں اور سترھویں صدی میں شمالی ہند میں مسلمان مجددوں کی تحریکیں" مقالہ مشمولہ معارف، اعظم گڑھ، مارچ، ستمبر تا اکتوبر نومبر ۱۹۶۶ء

(۱۶) علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (ف ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء)

(۱۷) یہ رسالہ غالباً شواہد التجدید ہے، جس کے کسی خطی نسخے کا تا حال ہمیں علم نہیں ہے۔

(۱۸) رسالہ اثبات الواجب کے بھی کسی خطی نسخے کا علم نہیں ہے۔

(۱۹) اسماعیل پاشا بغدادی، نے کشف الظنون (مولفہ حاجی خلیفہ) پر دو ذیول لکھے تھے۔ اول ہدیۃ العارفین، ثانی ایضاح المکنون۔ وفات ۱۹۲۰ء (الاعلام ۱/۳۲۶)

(۲۰) شاہ جہان نقشبندی اور دیگر حضرات کا عقیدت مند تھا لیکن سلطنت مقدم تھی، دارشکوہ کے زیر اثر وہ سلسلہ قادریہ میں میاں میر لاہوری کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

(۲۱) شیخ آدم بنوڑی (ف ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی۔

(۲۲) شیخ آدم بنوڑی کے کثیر تعداد میں مریدین تھے۔ جن میں افاغنہ کی تعداد زیادہ تھی، مخالفین کے اکسانے پر شاہ جہان نے شیخ کو جراج کے لیے بھیج دیا۔

(۲۳) رک شمارہ ۱

(۲۴) علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کا وصال ۱۰۶۷ھ ۱۶۵۶ء کو ہوا اور محمد البرزنجی کا ۱۱۰۳ھ، لہٰذا دونوں حضرات کے زمانہ حیات میں بہت بعد ہے۔

(۲۵) مجمع الاولیاء تالیف شیخ بدرالدین سرہندی کے خطی نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن کے قلمی نسخہ کا عکس ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم نے منگوایا تھا۔

(۲۶) طبقات شاہ جہانی مولفہ خواجہ محمد صادق ہمدانی کشمیری (ف ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) ارادت مند حضرت خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ) مولف نے طبقات میں حضرت خواجہ باقی باللہ اور ان کے کئی متوسلین اور مجددی حضرات کا تذکرہ کیا ہے اس میں امیر تیمور سے لے کر شاہ جہان کے عہد

marfat.com

کے علماء، صوفیہ، حکماء و شعراء کا ذکر طبقاتی اعتبار سے ملتا ہے۔ (مقامات معصومی ۱/۹ ۲۷_۲۸۱)

(۲۷) کلمات الصادقین بھی خواجہ محمد صادق ہمدانی کی تالیف ہے جس میں ۱۰۲۳ھ تک دہلی میں دفن ہونے والے اعیان و اکابر کے احوال ہیں۔ یہ کتاب ڈاکٹر محمد سلیم اختر نے ایڈٹ کی اور اسلام آباد سے ۱۹۸۸ء کو شائع ہوئی۔

(۲۸) قدح الزند کا قلمی نسخہ کتابخانہ آصفیہ، حیدر آباد، دکن میں ہے۔ (احوال و آثار خویشگی ص: ۱۶۰)

(۲۹) دفع التسویل کے کسی نسخے کا علم نہیں ہے۔

(۳۰_۳۲) ان علماء کے حالات عربی کتب تراجم میں نہیں ملتے۔

(۳۳) رک شمارہ: ۶

(۳۴) عطیۃ الوہاب، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے عربی ترجمہ شیخ محمد مراد قازانی مکی کے دفتر ثالث کے حاشیہ پر طبع ہوا۔

(۳۵) محمد بن عبدالرسول البرزنجی مذکور نے اپنی ایک تصنیف (رد حضرت مجدد الف ثانی) الناشرۃ الناجرۃ للفرقۃ الفاجرۃ ۱۰۹۳ھ میں لکھا ہے کہ شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) نے رسالت کا دعویٰ کیا تھا (فہرست مخطوطات آصفیہ ۲/۷ ۳۳) اس امر کی وضاحت کے لیے احقر نے ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم کو یہ خط لکھا تھا۔

(۳۶) حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مرید حسن افغان آپ سے ناراض ہوا اور آپ کے تحریر کردہ معارف چوری کر لیے اور ان میں تحریف کر کے مشتہر کیے جو بعد برزنجی کو بھی بھیجے گئے تھے۔

(۳۷) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے بعض اجزاء کا برزنجی کے زمانہ تک عربی ترجمہ ہوا تھا لیکن کامل ترجمہ شیخ محمد مراد رمزی قازانی مکی نے کیا جو مکہ مکرمہ سے ۱۳۱۷ھ کو طبع ہوا۔

(۳۸) کاسر المخالفین کے مولف نے خوف سے اپنا نام ظاہر نہیں کیا اس نے حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی اولاد و ارادت مندوں کے خلاف یہ کتاب لکھی تھی، جس کا قلمی نسخہ بغیر نام کے کرنل عبدالرشید موحوم کے ذاتی کتب خانہ میں دیکھا تھا۔

(۳۹) رک شمارہ_۱۳

marfat.com

(۴۰) رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی، زیر طبع (مجموعہ دوم)

(۴۱) حیات شیخ عبدالحق محدث ص ۳۱۳ (مکتوب شیخ محدث اعتراضات بر حضرت مجدد الف ثانی) آپ کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے وصال ۱۰۱۲ھ کے بعد حضرت خواجہ کے کئی ارادت مند اسی وجہ (کمالات خود......از حد حصر و قیاس، چنانکہ و چندانکہ مردم حیران شدند......) سے جب آپ کی مخالفت کا آغاز ہوا تو حضرت خواجہ کی خانقاہ اور اس کے متولی حضرت خواجہ حسام الدین احمد مخالفت کا سب سے زیادہ نشانہ بنے تھے۔ لیکن بعد میں یہ تمام "غبار ملال" دور ہو گیا تھا ہم نے تذکرہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے مقدمہ میں اس کی تمام تر تفصیلات یکجا کر دی ہیں۔

(۴۲) یعنی جہانگیر کے حکم سے آپ کی دربار میں حاضری، قید اور رہائی کے بعد لشکر کے ساتھ رہنے کی پابندی وغیرہ۔

(۴۳) حیات شیخ محدث ص ۳۱۳، مکتوبات امام ربانی ۳/۱۲۱/ ۵۵۷

(۴۴) حیات شیخ محدث ۳۴۴

(۴۵) یہ حالات اخبار الاخیار کے مترجمین سبحان محمود اور محمد فاضل مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی کے آخر میں اضافہ کئے گئے ہیں جن کا کتاب کے مولف حضرت شیخ محدث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۴۶) ولادت ۹۷۱ھ سال تالیف اخبار الاخیار ۹۹۹ھ۔ ۹۷۱۔ ۲۸ سال

(۴۷) یہ تمہ اخبار الاخیار کے مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۳۲ھ کے خاتمہ پر ہے اور مذکورہ ترجمہ میں بھی شامل ہے۔

(۴۸) رسالہ شاہ غلام علی در رد اعتراضات بر کلام حضرت مجدد الف ثانی، مشمولہ رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی مرتبہ محمد اقبال مجددی، رسائل سبعہ سیارہ، ص ۳۰

(۴۹) حضرت مولانا سالم، کوئٹہ، آپ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ دہلوی مجددی کے فرزند اصغر تھے۔

(۵۰) مناقب العارفین مولفہ شیخ فتح محمد فتح پوری چشتی کے کسی خطی نسخہ کا ہمیں اب تک علم نہیں ہے۔ یہ شیخ محدث کے معاصر تھے۔

(۵۱) شیخ نور الحق مشرقی (۹۸۳۔ ۱۰۷۳ھ/ ۱۵۷۵۔ ۱۶۶۲ء)

marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ سے بیعت تھے۔ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری (فارسی) آپ ہی کی تالیف ہے (تذکرۂ خواجہ حسام الدین احمد، زیر طبع)

(۵۲) ملا معین ٹھٹھوی کی کتاب کا نام بہجۃ النظار فی براۃ الابرار ہے۔ جو ہمارے مفصل مقدمہ کے ساتھ شائع ہونے والی ہے۔

(۵۳) ردشبہات تالیف شیخ نظام الدین مجددی شکار پوری (رک شمارہ ۱۳)

(۵۴) رسالہ شاہ غلام علی دہلوی (رک شمارہ ۴۸) مشمولہ رسائل سبعہ سیارہ، ص ۳۰

(۵۵) ایضاً ص ۳۰

(۵۶) شیخ محمد مراد کی کتاب جس کے متعلق استفسار کیا تھا کا نام صلح الفریقین فی منع تکفیر موحدین ہے، یہ شیخ محمد مراد تنگ کشمیری تھے جن کا انتقال ۱۱۳۱ھ کو کشمیر میں ہوا اور وہ شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی کے خلیفہ تھے۔ (لطائف المدینہ، مقدمہ، شیخ محمد مراد تنگ کشمیری" مقالہ مشمولہ نور اسلام، شرقپور، (اولیائے نقشبند نمبر حصہ دوم ص ۷۹۔۸۳)

(۵۷) مناقب الحضرات، دراصل یہ نتائج الحرمین کی جلد سوم ہے جو شیخ محمد امین بدخشی کی تالیف ہے اس کا موضوع حضرت شیخ آدم بنوڑی کے احوال و مناقب ہے۔ بکثرت خطی نسخے پائے جاتے ہیں، اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر معین نظامی نے کیا جو آزاد کشمیر، پاکستان سے طبع ہو چکا ہے۔

(۵۸) ملا محمد گجراتی کے رسالہ شبہات کے وجود کا تا حال علم نہیں ہے۔

(۵۹) یہاں نام محمد صالح گجراتی نہیں بلکہ محمد صالح اورنگ آبادی ہونا چاہیے، جس کا حوالہ برزنجی نے اپنے رسالہ "الناشرۃ" میں دیا ہے۔ (احوال و آثار خویشگی ص ۱۶۱)

(۶۰) محمد عارف اور عبداللہ سواتی کے حالات متعارف تذکروں میں نہیں ملتے۔

(۶۱) شیخ احمد قشاشی (۹۹۱۔۱۰۷۱ھ/۱۵۸۳۔۱۶۶۱ء) نے حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ آدم بنوڑی کی حرمین الشریفین میں مخالفت کی تھی اور شیخ آدم بنوڑی کے رد میں رسائل لکھے تھے (الفاضلہ بین الانسان والکعبہ تالیف شیخ محمد امین بدخشی، خطی نسخہ مخزونہ کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور)

marfat.com

(۶۲) رسالہ اسرار المناسک کے وجود کا ہمیں تا حال علم نہیں ہے۔ اس لیے اس کا موضوع بھی معلوم نہیں ہے۔

(۶۳) شاہ جہان ابتداء میں مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا عقیدت مند تھا لیکن بعد میں دارالشکوہ کے زیر اثر حضرت میاں میر لاہوری کا ارادت مند ہو گیا تھا، اس نے مشہور نقشبندی بزرگ اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے متولی حضرت خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ جہانگیر والا سلوک کیا اگرچہ سزا نہیں دی۔ (تذکرہ خواجہ حسام الدین احمد، زیر طبع)

(۶۴) توزک جہانگیری مرتبہ سرسید احمد خان، ص: ۳۰۸

(۶۵) ایضاً

(۶۶) رک شمارہ ۲۱۔۲۲

(۶۷) علی اکبر اردستانی، ایک عامی شخص تھا اور سرہند کا کروڑی تھا۔ اس نے شیخ بدرالدین سرہندی سے ان کی تالیف مجمع الاولیاء مستعار لی اور اس میں دوسروں سے تحریف کروائی اور اسے اپنے نام سے شہرت دی (حسنات الحرمین، مقدمہ ص ۵۹۔۶۰) ڈاکٹر محمد مسعود احمد بھی جنھوں نے انڈیا آفس لائبریری لندن سے اس کے خطی نسخے کا عکس حاصل کیا تھا فہرست ساز کتابخانہ مذکور کی تشریح کے مطابق علی اکبر اردستانی کو ہی اس کا مولف تصور کرتے تھے۔ جو درست نہیں ہے۔

(۶۸) ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم کے یہ مقالات بعد کو کتابی صورت میں سیرت مجدد الف ثانی کے نام سے دو مرتبہ شائع ہو چکے ہیں۔

(۶۹) شیخ تاج الدین سنبھلی ثم مکی (ف ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء) خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ وشیخ الہ بخش گڑھ مکتیسری (ف ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۳ء) سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور شیخ طریقت تھے جن سے عربستان میں اس سلسلہ کی ترویج ہوئی۔

(۷۰) مکتوبات حضرت خواجہ باقی باللہ (مشمولہ کلیات)

(۷۱) حکیم صاحب سے مراد جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری (ف ۷/نومبر ۱۹۹۹ء) ہیں۔

(۷۲) ڈاکٹر محمد اسلم صاحب، پروفیسر محمد اسلم استاد تاریخ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور راقم احقر کے استاد تھے

marfat.com

۲۰/اکتوبر ۱۹۹۸ء کو لاہور میں وفات ہوئی۔ پروفیسر محمد اسلم صاحب پی ایچ ڈی نہیں کر سکے تھے۔

(۷۳) راقم نے یونہی قیاسی کے طور پر لکھ دیا تھا کہ شیخ آدم بنوڑی کے امی ہونے کا ذکر زبدۃ المقامات اور حضرات القدس میں ہے لیکن بعد میں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو ڈاکٹر صاحب کو معذرت کا خط لکھا۔

(۷۴) محمد مراد بن حبیب بن سعدی، مناقب آدمیہ وحضرات احمدیہ نقشبندیہ کے مولف نہیں تھے، ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم نے انڈیا آفس لائبریری، لندن میں محفوظ مناقب الحضرات کی مائیکرو فلم منگوائی تھی اور اس کے فہرست ساز اتھے (E The) کے اندراج کے مطابق اس کے مؤلف کا نام محمد مراد تصور کر لیا تھا رک شمارہ ۵۷ حالانکہ اس مخطوطہ کے ساتھ مجلد ایک اور رسالہ ''کلمۂ چند در احوال علمائے سوء'' کے مولف یہی محمد مراد بن حبیب پشاوری ہیں۔

(۷۵) درود الہامیہ تالیف شیخ آدم بنوڑی مرتبہ محمد امین بدخشی کا خطی نسخہ کتابخانہ اسلامیہ کالج، پشاور میں موجود ہے۔ یہ کتاب لاہور سے سید عبدالغفار صاحب نے شائع کردی تھی۔

(۷۶) ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کا یہ قیاس درست ہے، شیخ آدم بنوڑی کی ساری تالیفات شیخ محمد امین بدخشی نے مرتب کی تھیں اور ان میں سے بعض کے عربی میں تراجم بھی کیے تھے۔ (نتائج الحرمین خطی نسخہ پشاور، آرکائیوز، (ورق ۹۶۔ ا، ۲۵۳۔ ا و بہ بعد)

(۷۷) راقم نے ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم کی کتاب شاہ محمد غوث گوالیاری کا مطالعہ کیا تو چند علمی نکات بیان کرنے کی جسارت کی تھی جس کے جواب میں آپ نے کتاب پر تنقیدی نظر ڈالنے کے لیے فرمایا تھا۔

(۷۸) ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم نے اپنی مذکورہ کتاب میں لکھا تھا کہ بِیل (Beal) کی یہ غلطی دراصل نظامی بدایونی کی قاموس المشاہیر سے مواد نقل کرنے کی وجہ سے ہے۔ جبکہ معاملہ اس کے برعکس تھا۔ جس کا آپ نے اس مکتوب میں اظہار فرمایا ہے۔

(۷۹) معراج نامہ سے مراد شاہ محمد غوث گوالیاری کا رسالہ معراج نامہ ہے جس کے خطی نسخے کے بارے میں راقم نے دریافت کیا تھا کہ وہ کس کتب خانہ میں ہے؟ دراصل علماء وصوفیہ نے شاہ

marfat.com

محمد غوث کے اس معراج نامہ پر کڑی تنقید کی تھی یعنی اس میں انہوں نے اپنی روحانی معراج، اللہ تعالیٰ سے مجالست اور اپنی معراج کو نبی کریم ﷺ کی معراج پر کشفی طور پر فوقیت دی تھی، شاہ محمد غوث کو اس رسالہ کی وجہ سے تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑا، حضرت مجدد الف ثانی نے ان کا نام لیے بغیر اپنے رسالہ معارف لدنیہ کے آخر میں اس کے اقتباسات نقل کر کے اس کا رد کیا ہے

(مقامات معصومی ۱ر۲۲۷۔۲۳۱، ۲۳۴/۳)

(۸۰) ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کا تقرر بحیثیت پرنسپل سندھ اور بلوچستان کے مختلف علاقوں میں رہا جہاں کتب خانے موجود نہیں تھے۔

(۸۱) ملفوظات شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی کی تفصیل کے لیے دیکھیے تذکرۃ الوجیہ مرتبہ حسینی پیر مطبوعہ گجرات

(۸۲) شیخ ابوالحسن لاہوری خلیفہ شاہ محمد غوث گوالیاری کے مختصر احوال ڈاکٹر مسعود نے اپنی کتاب شاہ محمد غوث میں لکھے ہیں۔

(۸۳) پروفیسر خلیق احمد نظامی کے مقالہ کا عنوان ہے:

Shattari Saints and Their attitude Towards the state (Medival India, Quarterly, Aligarh , Vol.1 No.2 Oct.1950, PP.56-70)

(۸۴) رک شمارہ ۹

(۸۵) النجاۃ عن طریق الغواۃ، علامہ محمد فرخ مجددی کا یہ رسالہ اور اصطلاحات صوفیہ اور رد ملاحدہ کے موضوع پر ہے جس کا حوالہ آپ نے کشف الغطا (ورق ۹۴۔ل) میں دیا ہے۔ جواہر علویہ ص ۲۷۰ پر اس کا نام غلط لکھا گیا ہے۔ (رک مقامات معصومی ۴ر۲۹۰)

(۸۶) جلاء الصدر...... علامہ محمد فرخ مجددی نے اپنے اس رسالہ کا حوالہ بھی کشف الغطاء میں دیا ہے۔ گویا یہ رسالہ بھی مولف نے کشف الغطا کی تصنیف ۱۰۹۴ھ سے قبل تالیف کیا تھا

(مقامات معصومی ۴ر۲۴۰)

marfat.com

(۸۷) مولانا نورالدین احمد آبادی (ف ۱۱۵۵ھ) کے حالات نزہۃ الخواطر ۳۹۰/۶ میں ملاحظہ کریں

(۸۸) مرزا محمد خلیل بدخشانی، (ف ۹۹۲ھ) مخاطب بہ خان زمان
گجرات کے والی مظفر خان کے ساتھیوں میں سے تھا، خانِ خاناں کے گجرات پر حملہ سے قبل فوت ہوا تھا (تاریخ محمدی ۳۳۸/۴/۲)

(۸۹) ابوالحسن داہری نقشبندی (ف: ۱۱۸۱ھ) سندھ کے مشہور شیخ طریقت تھے
آپ کی بعض کتب سندھ سے خصوصاً شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد، سندھ سے طبع ہوئی ہیں جن پر محققین نے اپنے مقدمات میں آپ کے احوال لکھے ہیں

(۹۰) رک شمارہ ۶۳

(۹۱) رک شمارہ ۱۴

(۹۲) یہ کتاب لکھنو سے نہیں بلکہ آگرہ یونیورسٹی سے ۱۹۶۵ء کو طبع ہوئی تھی

(۹۳) رک شمارہ۔۱۵

(۹۴) وفات علامہ محمد فرخ مجددی ۱۱۲۱ھ/۱۷۰۹ء (مقامات معصومی: ۲۸۶/۴)

(۹۵) یوروشلم یونیورسٹی کے اس استاد کا نام ہے:
Yohanan Friedmann

(۹۶) فریڈمان کی اس کتاب کا نام ہے:
Shaykh Ahmad Sirhindi,(an outline of his thought and study of his image in the eyes of posterity.

یہ کتاب ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جسے انہوں نے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز۔ میکیگل یونیورسٹی، مونٹریال، کینیڈا میں پیش کیا اور یونیورسٹی نے انہیں ڈگری دی۔ اس کی طباعت بھی اس ادارہ کی طرف سے ۱۹۷۱ء کو ہوئی، اس وقت وہ ہیبریو یونیورسٹی، یوروشلم میں اسلامک سٹڈیز کے لیکچرار تھے۔ ۱۹۸۶ء میں وہ مذکورہ یونیورسٹی میں فیکلیٹی آف آرٹس کے ڈین تھے۔ ان کی اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، دہلی سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔

marfat.com

(۹۷) سرہند شریف کے سکھوں کے ہاتھوں چار مرتبہ برباد ہونے کا اعتراف خود سکھ مورخ کرتے ہیں۔ پہلی مرتبہ ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء (باندہ سنگھ کا حملہ) دوسری مرتبہ ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۸ء (سکھوں اور مرہٹوں کا مشترکہ حملہ) تیسرا حملہ ۱۱۷۸ھ/۱۷۶۴ء کو اسے مکمل طور پر برباد کر دیا۔ (مقامات مظہری، مقدمہ ۴۶_۵۲، ۱۹۱طبع اول)

(۹۸) بعد میں احقر نے مقامات مظہری کے مقدمہ اور مقامات معصومی کی جلد اول ص ۲۳۹_۲۴۵ میں تفصیلات لکھیں۔

(۹۹) شیخ فرید ثانی ملقب بہ سلطان الموحدین، شطاری سلسلہ کے مشائخ میں سے تھے ان کی نسبت کھروال (گھڑوال) راجپوت سے تھی اور شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری (ف ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ء) انہی کے خلیفہ تھے (احوال مشائخ کبار مولفہ سلیمان بن سعد اللہ، مقدمہ......)

(۱۰۰) شیخ بایزید ثانی، شیخ فرید ثانی کے والد تھے، جو براہ راست شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی (ف ۹۹۸ھ) کے خلیفہ تھے، انہیں سلطان المحققین کا لقب حاصل تھا، سرہند میں دفن ہیں۔ (ایضاً ۵) ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء کو انتقال ہوا۔ (احوال مشائخ کبار، مقدمہ ۴_۵)

(۱۰۱) شواہد التجدید تالیف علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (رک شمارہ_۱۷)

(۱۰۲) ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم نے خواجہ محمد نقشبند ثانی کا سال وصال اپنی کسی کتاب میں ۱۱۱۵ھ لکھا تو راقم نے ان سے بذریعہ خط عرض کیا ان کا صحیح سال وفات ۱۱۱۴ھ ہے۔

(۱۰۳) فاضل بریلوی اور ترک موالات، ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی ایک تالیف ہے، جو مرکزی مجلس رضا لاہور سے کئی بار طبع ہوئی۔

(۱۰۴) راقم مکتوب الیہ نے ارادہ کیا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی کے سوانح پر ایک کتابیات (فہرست مآخذ) مرتب کی جائے تو اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب کو خط لکھا تھا جس کا یہ جواب ہے۔

(۱۰۵) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (۱۹۱۲_۲۰۰۵ء) مختلف یونیورسٹیوں میں اردو زبان وادب کے استاد رہے۔ سندھ یونیورسٹی سے ریٹائر ہوئے، مولانا سید زوار حسین (ف ۵/اگست ۱۹۸۰ء) سے بیعت وخلافت تھی۔ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے اصل مآخذ مرتب کر کے شائع کیے، (ڈاکٹر

marfat.com

غلام مصطفیٰ خان، حالات و خدمات مولفہ مسرور احمد زئی، حیدرآباد، سندھ، ۲۰۰۶ء)

(۱۰۶) پیر حسام الدین راشدی (۱۹۱۱ـ یکم اپریل ۱۹۸۲ء) تاریخ سندھ کے مشہور محقق تھے، اس موضوع پر کئی اہم متون مرتب کر کے شائع کروائے۔ ان کا تعلق سندھ کے راشدی خانوادہ سے تھا اس لئے انہیں پیر کہتے تھے۔ اصل میں وہ اس روش کے خلاف تھے۔ (پیر حسام الدین راشدی اور ان کے علمی کارنامے مرتبہ صباح الدین عبدالرحمٰن، کراچی، ۱۹۸۵ء)

(۱۰۷) مکتوبات امام ربانی پر حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کے مقدمہ کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے مولانا محمد سعید احمد نقشبندی (خطیب جامع مسجد حضرت علی ہجویری، داتا گنج بخش، لاہور) کے اردو ترجمہ کی پہلی جلد پر لکھا تھا جسے مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی نے شائع کیا، بعد میں بھی اس کے کئی ایڈیشن طبع ہوئے۔

(۱۰۸) یہاں تحقیقی مقالہ سے مراد احقر کی کتاب احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری ہے جو ۱۹۷۰ء کو تالیف کی اور ۱۹۷۲ء میں لاہور سے شائع ہوئی اس پر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کا پیش لفظ ہے۔

(۱۰۹) مذکورہ بالا کتاب کے ضمیمہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۱۰) ایضاً

(۱۱۱) راقم مسکین کی کتاب احوال و آثار سید شرافت نوشاہی، دارالمورخین، لاہور سے ۱۹۷۱ء کو شائع ہوئی تھی، جو ڈاکٹر صاحب کو ارسال کی گئی، پھر یہ کتاب شریف التواریخ کی جلد دوم کے مقدمہ کے طور پر شامل کر لی گئی، آخری ایڈیشن ڈاکٹر سید عارف نوشاہی کی نظر ثانی کے بعد تذکرۂ شرافت نوشاہی میں طبع ہوا۔

(۱۱۲) مولوی شمس الدین مرحوم (۱۹۱۶ـ۱۹۶۸ء) تاجر کتب نادرہ، لاہور مراد ہیں (نذر شمس مرتبہ محمد عالم مختار حق، مطبوعہ لاہور)

(۱۱۳) راقم نے اپنی تالیف احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری کا ایک نسخہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کو ارسال کیا تو جواب میں اس خوشی کا اظہار کیا۔

(۱۱۴) مذکورہ کتاب میں ضمیمہ ثانی "حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف ایک فتویٰ اور اس کا تجزیہ" ہے،

marfat.com

اس میں حضرت کے خلاف لکھا جانے والا ایک فتویٰ ہے جو خویشگی نے معارج الولایت میں نقل کر کے محفوظ کر لیا تھا اور راقم نے اسے اپنی اس کتاب میں بطور ضمیمہ شامل کر کے اس کا تجزیہ کیا تھا، جس کی طرف ڈاکٹر صاحب نے اشارہ فرمایا ہے۔

(۱۱۵) راقم کی مذکورہ کتاب کی تقریب رونمائی ۱۹۷۲ء میں رائٹرز گلڈ، لاہور میں منعقد ہوئی تھی، جس میں شرکت اور تعارفی تقریر کے لیے ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی گئی تھی۔

(۱۱۶) راقم کی مذکورہ کتاب کی تقریب کی روداد اخبار مساوات، لاہور میں شائع ہوئی تھی اس موقع پر پروفیسر محمد اسلم نے مخالفانہ تقریر کی تھی۔

(۱۱۷) پروفیسر محمد اسلم نے کتاب احوال و آثار خویشگی پر ڈاکٹر محمد مسعود احمد سے تقریب لکھوانے پر سخت برہمی کا اظہار کیا تھا کہ کتاب تاریخ سے متعلق ہے لیکن تقریب نگار اردو کے استاد ہیں کسی تاریخ کے استاد سے لکھوانا مناسب تھا، انہوں نے مزید کہا کہ ڈاکٹر محمد مسعود نے شاہ اسماعیل شہید کے خلاف لکھا ہے اس لیے ان سے یہ تقریب نہیں لکھوانی چاہیے تھی۔

(۱۱۸) پروفیسر محمد اسلم چونکہ نہایت متلون مزاج بزرگ تھے، اس لیے مجھے بحیثیت طالب علم ان کا قرب نصیب نہ ہو سکا اور ان سے تقریب لکھوانا اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہوا۔

(۱۱۹) مساوات کا تراشہ ارسال کرنے کے بعد راقم نے ڈاکٹر صاحب کو لکھا تھا کہ پروفیسر محمد اسلم کی تنقید سے ان کی جو دل آزاری ہوئی ہے، اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔ یہ خط اس کا جواب ہے۔

(۱۲۰) محبی احقر اپنے معاصر بزرگوں کے احوال پر ایک کتاب مآثر العاصرین مرتب کر رہا تھا جس میں معاصرین کے حالات خود ان کے قلم سے لکھوا کر ان کا عکس شائع کرنے کا پروگرام تھا۔ اس کے لیے ڈاکٹر محمد مسعود مرحوم سے درخواست کی تھی کہ وہ اپنے احوال خود لکھ کر بھیجیں۔

(۱۲۱) ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے احوال و آثار پر ایک مفصل مقالہ لکھا تھا جو سہ ماہی العلم، کراچی میں شائع ہوا تھا پھر آپ کی مرتبہ کتاب جہان امام ربانی میں بھی شامل کر دیا گیا۔

(۱۲۲) راقم نے ڈاکٹر صاحب سے اپنی کتاب مآثر العاصرین میں معاصر بزرگوں کے احوال لکھوانے کے لیے نام و پتے مانگے تھے جس کے جواب میں آپ نے بہت سے اصحاب کے نام لکھ بھیجے۔

marfat.com

(۱۲۳) راقم احقر کے مقالات المعارف، لاہور اور صحیفہ، لاہور میں شائع ہوتے رہے، آپ سے دریافت کیا تھا کہ کیا یہ رسائل آپ کے ہاں آتے ہیں؟ جس کے جواب میں موصوف نے یہ خط لکھا۔

(۱۲۴) خودنوشت حالات سے مراد ڈاکٹر صاحب کے وہ احوال ہیں جو راقم کو اپنی مذکورہ کتاب میں شامل کرنا تھے

(۱۲۵) ان حضرات کے حالات ڈاکٹر سلیج کی کتابوں وفیات ناموران پاکستان اور وفیات اہل قلم پاکستان، میں ملاحظہ کریں بجز شمارہ ۳

(۱۲۶) حضرت مولانا محمد حسن جان مجددی (۱۲۷۸۔۱۳۶۵ھ/۱۸۶۱۔۱۹۴۵ء) سندھ میں نقشبندی سلسلہ کے مشہور شیخ طریقت اور حضرت امام ربانی کی اولاد میں سے تھے ان کا آبائی کتب خانہ جس میں سلسلہ مجددیہ کے نوادر موجود تھے میری توجہ کا مرکز رہا، جوانی کے زمانہ میں احقر نے ٹنڈو سائیں داد، سندھ جا کر اس کتاب خانہ کے تباہ شدہ حصہ کو دیکھا، جس میں سے بہت سے مخطوطات مولانا محمد ہاشم جان مجددی کوئٹہ لے گئے تھے، مرحوم کی بیوہ نے مجھے کوئٹہ والا ذخیرہ دکھایا تھا۔ اب یہ نوادر برباد ہو چکے ہیں۔

(۱۲۷۔۱۲۸) ان حضرات نے اپنے حالات لکھ کر نہیں دیئے

(۱۲۸۔ب) پیر علی محمد راشدی (۱۹۰۵۔۱۹۸۷ء) صحافی، وزیر مالیات، (دفیات ناموران پاکستان ص ۵۲۶)

(۱۲۹) عربی استفتاء سے مراد کتاب احوال و آثار خویشگی میں شامل حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف وہ فتویٰ ہے جو اس کتاب کے ضمیمہ ثانی میں نقل کیا گیا تھا۔

(۱۳۰) جب ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کو کتاب مذکورہ کا مبینہ ارسال کیا گیا تو اس فتویٰ کی اشاعت کا ارادہ نہیں تھا، بعد میں اسے شامل کیا گیا۔

(۱۳۱) حضرت شاہ آغا (اصل نام حضرت عبداللہ جان بن حضرت محمد حسن جان مجددی) مولف مونس المخلصین وفیض البرکات من عین المکتوبات، وغیرہ ان کا انتقال ۱۳/مارچ ۱۳۷۳ھ کو ہوا

(۱۳۲) رک شمارہ ۱۲۳ اور اصل یہ فتویٰ اپنے من چاہے حواشی کے ساتھ ڈاکٹر ایس ایم اکرم شائع کرنا چاہتے تھے اس لیے احقر نے اسے ایک تجزیہ کے ساتھ شائع کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور اس سلسلہ میں انہیں

marfat.com

خط لکھا تھا جو انہوں نے مولانا محمد ہاشم جان مجددی مرحوم کو دکھا کر مطمئن کر لیا تھا۔

(۱۳۳) رک شمارہ ۱۱۲

(۱۳۴) ''برادرم ظہور صاحب'' مرکزی مجلس رضا کے ایک فعال رکن تھے۔

(۱۳۵) ۱۹۷۴ء کو محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم، حضرت آغا فضل الرحمٰن مجددی بن حضرت فضل عثمان مجددی کے ہمراہ کابل گئے تھے۔ اس سفر میں حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری بھی ان کے ہم سفر تھے۔

(۱۳۶) محمد امین بدخشی، حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ اور بہت سی کتابوں کے مؤلف تھے۔ مصر میں انتقال ہوا، وہیں دفن ہیں راقم نے دانش نامہ جہان اسلام، تہران، ایران میں ان پر ایک مقالہ بعنوان بدخشی، محمد امین لکھا تھا۔ (رک شمارہ ۵۷)

(۱۳۷) پروفیسر محمد اسلم کا حضرت مجدد الف ثانی پر ایک مختصر سا مقالہ کتابچہ کی صورت میں چھپا تھا۔ جو ڈاکٹر مسعود صاحب کو بھیجا گیا۔

(۱۳۸) حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری ہر سال یوم حضرت مجدد الف ثانی کی تقریب ماہ صفر میں بڑے اہتمام سے کیا کرتے تھے، اسی تقریب کی دعوت ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کو دی گئی تھی۔

(۱۳۹) ڈاکٹر شیخ محمد اکرام (۱۹۰۸-۱۹۷۳ء) کی تصانیف میں سے آب کوثر، رود کوثر اور موج کوثر، پاکستان و ہند کی تہذیبی و علمی تاریخ پر ہیں ان میں خصوصاً رود کوثر میں انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی اور آپ سے وابستہ افراد کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے، اپنی مرتبہ کتاب دربارِ ملی میں ان کو تزک جہانگیری میں سے صرف وہ حصہ پسند آیا ہے جس میں جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف نہایت بیہودہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم نے رود کوثر کے اس حصہ کا جواب مستقل رسالہ کی صورت میں دیا تھا۔

(۱۴۰) حدیقۃ الاولیاء تالیف مفتی غلام سرور لاہوری کے قدیم مطبوعہ اردو ایڈیشن کو راقم نے تنقیدی حواشی کے ساتھ مرتب کر کے شائع کروایا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کا ایک نسخہ طلب فرمایا۔

(۱۴۱) فتاویٰ مسعودی، ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کے جد بزرگوار حضرت مولانا محمد مسعود دہلوی کے فتاویٰ

marfat.com

کا مجموعہ ہے جو ڈاکٹر صاحب نے مرتب کر کے کراچی سے شائع کیا تھا۔

(۱۴۲) گنج شریف، حضرت حاجی سید محمد نوشاہ گنج بخش قادری (ف ۱۰۶۴ھ) کے اردو کلام کا مجموعہ ہے جسے حضرت سید شرافت نوشاہی مرحوم نے مرتب کیا تھا اور راقم نے اس پر ایک مفصل مقدمہ لکھا تھا، اسے دارالمورخین، لاہور سے ۱۹۸۰ء کو شائع کیا۔

(۱۴۳) ۱۹۷۵ء کی تعطیلات میں راقم کے کراچی جانے کا پروگرام بنا تو ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دی جس کے جواب میں آپ نے یہ خط تحریر فرمایا۔ راقم پروفیسر محمد ایوب قادری مرحوم کے ہمراہ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا تھا۔

(۱۴۴) رک شمارہ ۵۷

(۱۴۵) رک شمارہ ۶۷

(۱۴۶) خلاصۃ المعارف، حضرت شیخ آدم بنوڑی کی تالیف ہے جو تا حال طبع نہیں ہوئی ہے، ڈاکٹر صاحب نے انڈیا آفس لائبریری، لندن سے اس کا مائیکرو فلم منگوایا تھا۔

(۱۴۷) ڈاکٹر محمد مسعود احمد مرحوم کی کتاب سیرۃ حضرت مجدد الف ثانی پر مولانا محمد ہاشم جان مجددی مرحوم نے پیش لفظ لکھا تھا۔ لیکن حوالے نہیں دیے تھے، ڈاکٹر صاحب نے راقم سے فرمایا کہ تم اس کی تکمیل کر دو یہ اُسی امر کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۴۸) راقم مسکین نے پروگرام بنایا تھا کہ نقشبندی سلسلہ کی ایسی خانقاہوں میں جاؤں جہاں اس سلسلہ کے مخطوطات موجود ہوں تا کہ ان سے استفادہ کر سکوں۔

(۱۴۹) رک شمارہ

(۱۵۰) مولانا محمد ہاشم جان مرحوم کی مملوکہ بہت سی کتابیں خصوصاً مخطوطات ان کی دوسری زوجہ محترمہ کے ہاں کوئٹہ میں رکھی ہوئی تھیں لیکن ان کے فرزند اکبر عابد جان نے وہ فروخت کر دی تھیں۔ عابد جان ایک عامی جوان تھا اس کا علمی معاملات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

marfat.com

ALL RIGHTS RESERVED WITH PUBLISHER

Title: Armagan-e-Imam-e-Rabbani(Vol-4)

Editor: Dr.Muhammad Humayun Abbas Shams

Ph.D (B.Z.University Multan, Pakistan)
Post Doc. (University of Glasgow, U.K.)

Supervision: Muhammad Nazim

Prof Reading: Shahid Hussain

Calligraphy: Ahmad Ali Bhutta

First Edition: January 2012

Published by: Sher-e-Rabbani Publications, Lahore.

297-4 Armagan-e-Imam-e-Rabbani edited by
Humayun Abbas

ARM

Lahore, Sher-e-Rabbani Publications, 2012
419 P

1.Sufiism

marfat.com

Proceeding of 34th
Imam-e-Rabbani National Conference
(held on 30th January 2011 at Awain-e-Iqbal, Lahore)

Armaghan-e-Imam-e-Rabbani

EDITOR:

Dr. Humayun Abbas

Vol.4

Sher-e-Rabbani Publications
Lahore

marfat.com